بحث علم غیب

اس میں ایک مقدمہ ہے اور دو باب اور ایک خاتمہ بمنہ و کرمہ

مقدمہ

اس میں چند فصلیں ہیں

پہلی فصل

غیب کی تعریف اور اس کی اقسام کے بیان میں

غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو انسان نہ تو آنکھ، ناک، کان وغیرہ حواس سے محسوس کر سکے اور نہ بلا دلیل بداہتہً عقل میں آسکے۔ لہٰذہ پنجاب والے کے لیے بمبئی غیب نہیں۔ کیونکہ وہ یا تو آنکھ سے دیکھ آیا ہے یا سن کر کہہ رہا ہے کہ بمبئی ایک شہر ہے۔ یہ حواس سے علم ہوا۔ اسی طرح کھانوں کی لذتیں اور اس کی خوشبو وغیرہ غیب نہیں کیونکہ یہ چیزیں اگرچہ آنکھ سے چھپی ہیں مگر دوسرے حواس سے معلوم ہیں۔ جن اور ملائکہ اور جنت دوزخ ہمارے لیے اس وقت غائب ہیں کیونکہ نہ ان کو حواس سے معلوم کر سکتے ہیں اور نہ بلا دلیل عقل سے۔ غیب دو طرح کا ہے: ایک وہ جس پر کوئی دلیل قائم ہو سکے۔ یعنی دلائل سے معلوم ہو سکے۔ دوسرا وہ جس کو دلیل سے بھی معلوم نہ کر سکیں پہلے غیب کی مثال جیسے جنت دوزخ اور خدائے پاک کی ذات وصفات کہ عالم کی چیزیں اور قرآن کی آیات دیکھ کر ان کا پتا چلتا ہے۔ دوسرے غیب کی مثال جیسے قیامت کا علم کہ کب ہوگی۔ انسان کب مرے گا اور عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، بدبخت ہے یا نیک بخت کہ ان کو دلائل سے بھی معلوم نہیں کر سکتے۔ اسی دوسرے غیب کو مفاتح الغیب کہا جاتا ہے اور اس کو پروردگار عالم نے فرمایا:

فلا یظھر علی غیبہٖ احدا o الا من ارتضٰی من رسول o (جن:۲۶:۲۷)

تفسیر بیضاوی میں یومنون بالغیب کے ماتحت ہے:

والمراد به الخفی الذی لا یدر که الحس و لا تقتضیه بداهة العقل o

ترجمہ: غیب سے مراد وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو حواس نہ پاسکیں اور نہ بداہتہً اس کو عقل چاہے۔

تفسیر کبیرہ سورۂ بقرہ کے شروع میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

قول جمھور المفسرین ان الغیب ھوا الذی یکون غائبا عن الحا ستہ ثم ھذا الغیب

ینقسم الٰی ما علیه دلیل والٰی مالیس دلیل علیه o

ترجمہ :عام مفسرین کا یہ قول ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس چھپا ہوا ہو۔ پھر غیب کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک تو وہ جس پر دلیل ہے دوسرے وہ جس پر کوئی دلیل نہیں۔

تفسیر روح بیان میں شروع سورۂ بقرہ یومنون بالغیب کے ماتحت ہے:

وھوما غاب عن الحس والعقل غیة کاملة بحیث لا ید رك بوا ح منھما ابتداء بطریق البداھة وھوقسمان قسم لا دلیل علیه وھو الذی ارید بقولهٖ سبحانه وعنده مقاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو وقسم نصب علیه دلیل کا لصانع وصفاتهٖ وھو المراد ھھنا o

ترجمہ : غیب وہ ہے جو حواس اور عقل سے پورا پورا چھپا ہوا اس طرح کے کسی ذریعہ سے بھی ابتداءً کھلم کھلا معلوم نہ ہو سکے۔ غیب کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ قسم جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔ وہ ہی اس آیت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ دوسری قسم وہ جس پر دلیل قائم ہو جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات۔ وہ ہی اس جگہ مراد ہے۔

فائدہ: رنگ آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ بو ناک سے سونگھی جاتی ہے اور لذت زبان سے، آواز کان سے محسوس ہوتی ہے تو رنگت زبان و کان کے لیے غیب ہے اور بو آنکھ کے لیے غیب۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ بو اور لذت کو ان کی شکلوں میں آنکھ سے دیکھ لے وہ بھی علم غیب اضافی ہے جیسے اعمال قیامت میں مختلف شکلوں میں نظر آئیں گے۔ اگر کوئی ان شکلوں میں یہاں دیکھ لے تو یہ بھی علم غیب ہے۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں:

وما منھا شھور او دھور   تمر و تنقضی الا اتالی

''کوئی مہینہ اور کوئی زمانہ عالم میں نہیں گزرتا مگر وہ ہمارے پاس ہو کر اجازت لے کر گزرتا ہے۔''

اسی طرح جو چیز فی الحال موجود نہ ہونے یا بہت دور ہونے یا اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے نظر نہ آسکے وہ بھی غیب ہے اور اسکا جاننا علم غیب۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ آنے والی چیزوں کو ملاحظہ فرما لیا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہاوند میں حضرت ساریہ کو مدینہ پاک سے دیکھ لیا اور ان تک اپنی آواز پہنچا دی۔ اسی طرح کوئی پنجاب میں بیٹھ کر مکہ معظّمہ یا دیگر دور دراز ملکوں کو مثل کف دست کے دیکھے یہ سب غیب ہی میں داخل ہیں۔

بذریعہ آلات کے جو چھپی ہوئی چیز معلوم کی جاوے وہ علم غیب نہیں۔ مثلاً کسی آلہ کے ذریعہ سے عورت کے

پیٹ کا بچہ معلوم کرتے ہیں یا کہ ٹیلیفون اور ریڈیو سے دور کی آواز سن لیتے ہیں۔اس کو علم غیب نہ کہیں گے۔ کیونکہ غیب کی تعریف میں عرض کر دیا کہ جو حواس سے معلوم نہ ہو سکے۔اور ٹیلیفون یا ریڈیو میں سے جو آواز نکلی وہ آواز حواس سے معلوم ہونے کے قابل ہے آلہ سے جو پیٹ کے بچہ کا حال معلوم ہوا یہ بھی غیب کا علم نہ ہوا جبکہ آلہ نے اس کو ظاہر کر دیا تو اب غیب کہاں رہا۔

خلاصہ یہ کہ اگر کوئی آلہ چھپی چیز کو ظاہر کر دے پھر ظاہر ہو چکنے کے بعد ہم اس کو معلوم کر لیں تو علم غیب نہیں۔

دوسری فصل

ضروری فوائد کے بیان میں

علم غیب کے مسئلہ میں گفتگو کرنے سے پہلے یہ چند باتیں خوب خیال میں رکھی جاویں تو بہت فائدہ ہوگا اور بہت سے اعتراضات خود بخود ہی دفع ہو جائیں گے۔

(۱) نفس علم کسی چیز کا بھی ہو، برا نہیں۔ ہاں بری باتوں کا کرنا یا کرنے کے لیے سیکھنا برا ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ بعض علم دوسرے علموں سے زیادہ افضل ہوں جیسے علم عقائد، علم شریعت، علم تصوف دوسرے علموں سے افضل ہیں مگر کوئی علم فی نفسہ برا نہیں جیسے بعض آیات قرآنی بعض سے زیادہ ثواب رکھتی ہیں۔ مثلاً قل ھو اللہ میں تہائی قرآن کا ثواب ہے۔ تبت یدا میں یہ ثواب نہیں دیکھو روح البیان زیر آیت ولو کان من عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلافا کثیرا o (النساء:۸۲) لیکن کوئی آیت بری نہیں۔ اس لیے کہ اگر کوئی برا علم ہوتا تو خدا کو بھی وہ حاصل نہ ہوتا کہ خدا ہر برائی سے پاک ہے نیز فرشتوں کو خدا کی ذات وصفات کا علم تو تھا۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام کو عالم کی ساری اچھی بری چیزوں کا علم دیا اور وہ ہی علم ان کی فضلیت کا ثبوت ہوا۔ اس علم کی وجہ سے وہ ملائکہ کے استاد قرار پائے۔ اگر بری چیزوں کا علم برا ہوتا تو حضرت آدم کو یہ علم دے کر استاد نہ بنایا جاتا۔ نیز دنیا میں سب سے بدتر چیز ہے کفر وشرک۔ مگر فقہاء فرماتے ہیں کہ علم حسد وبغض اور الفاظ کفریہ وشرکیہ کا جاننا فرض ہے تاکہ اس سے بچے۔ اس طرح جادو سیکھنا فرض ہے دفع جادو کے لیے۔ شامی کے مقدمہ میں ہے:

وعلم الریاء وعلم الحسد والعجب وعلم الالفاظ المحرمة والمکفرة ولعمر ھذا من اھم المھمات o (ملخصاً)

ترجمہ: ی علم ریا اور حسد وحرام اور کفریہ کلموں کا سیکھنا فرض ہے۔ اور واللہ یہ بہت ہی ضروری ہے۔

اسی مقدمہ شامی بحث علم نجوم ورمل میں فرماتے ہیں:

وفی دخیرة الناظر تعلمہ فرض لرد ساحر اھل الحرب o

ترجمہ: ذخیرہ ناظر میں لکھا ہے کہ جادو سیکھنا فرض ہے اہل حرب کے جادو کو دفع کرنے کے لیے۔

احیاء العلوم جلد اول باب اول فصل سوم برے علوم کے بیان میں ہے علم کی برائی خود علم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ بندوں کے حق میں تین وجہوں سے ہے۔ الخ

اس بیان سے بخوبی واضح ہوا کہ نفس علم کسی شے کا برا نہیں۔اب منکرین کا وہ سوال اٹھ گیا کہ حضور ﷺ کو بری چیزوں، چوری، زنا، جادو، اشعار کا علم نہیں تھا۔کیونکہ ان کا جاننا عیب ہے۔بتاؤ خدا کو بھی ان کا علم ہے یا نہیں؟ اسی لیے انہوں نے شیطان اور ملک الموت کا علم حضور ﷺ سے زیادہ مانا یہ تو ایسا ہوا جیسے مجوسی کہتے ہے کہ خدائے پاک بری چیزوں کا خالق نہیں ہے کیونکہ بری چیزوں کو پیدا کرنا بھی برا ہے۔نعوذ باللہ۔اگر علم جادو برا ہے تو اس کی تعلیم کے لیے رب کی طرف سے دو فرشتے ہاروت و ماروت کیوں زمین پر اترے؟ موسیٰ علیہ السلام کے جادوگروں نے جادو کے علم کے ذریعہ سے موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت پہچانی اور آپ پر ایمان لائے۔دیکھو علم جادو ایمان کا ذریعہ بن گیا۔

(۲) سارے انبیاء اور ساری مخلوق کے علوم حضور ﷺ کو عطا ہوئے۔اس کو مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تحذالناس میں مانا ہے۔جس کے سارے حوالے آتے ہیں تو جس چیز کا علم کسی مخلوق کو بھی ہے وہ حضور علیہ السلام کو ضرور ہے بلکہ سب کو جو علم ملا وہ حضور ﷺ ہی کی تقسیم سے ملا۔جو علم شاگرد استاذ سے لے ضروری ہے استاذ بھی اس کا جاننے والا ہو۔انبیاء میں حضرت آدم علیہ السلام بھی ہیں اس لیے ہم حضرت آدم و حضرت خلیل اللہ علیہما السلام کے علم سے بھی بحث کریں گے۔

(۳) قرآن اور لوح محفوظ میں سارے واقعات کل ما کان وما یکون ہیں اور اس پر ملائکہ اور بعض اولیاء انبیاء کی نظریں ہیں اور ہر وقت وہ حضور ﷺ کے پیش نظر ہے۔اس کے حوالہ بھی آتے ہیں۔اس لیے ہم لوح محفوظ اور قرآنی علوم کا بھی ذکر کریں گے۔اسی طرح کاتب تقدیر فرشتہ کے علوم کا بھی ذکر کریں گے۔یہ تمام بحثیں علم مصطفیٰ ﷺ کے ثابت کرنے کو ہوں گی۔

تیسری فصل

علم غیب کے متعلق عقیدہ اور علم غیب کے مراتب کے بیان میں

علم غیب کی تین صورتیں ہیں اوران کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں۔ (از خالص الاعتقاد، صفحہ ۵)

قسم اول

(۱) اللہ عزوجل عالم بالذات ہے۔ اسکے بغیر بتائے کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا۔

(۲) حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اور دیگر انبیاء کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا علم ساری خلقت سے زیادہ ہے۔ حضرت آدم و خلیل علیہما السلام و ملک الموت و شیطان بھی خلقت ہیں۔ یہ تین باتیں ضروریات دین میں سے ہیں ان کا انکار کفر ہے۔

قسم دوم

(۱) اولیاء کرام کو بھی بالواسطہ انبیائے کرام کچھ علوم غیب ملتے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پانچ غیبوں میں سے بہت سے جزئیات کا علم دیا۔ جو اس قسم دوم کا منکر ہے وہ گمراہ اور بدمذہب ہے کہ صدہا احادیث کا انکار کرتا ہے۔

قسم سوم

(۱) حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قیامت کا بھی علم ملا کہ کب ہوگی۔

(۲) تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات جو لوح محفوظ میں ہیں ان کا بلکہ ان سے بھی زیادہ کا علم دیا گیا۔

(۳) حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حقیقت روح اور قرآن کے سارے متشابہات کا علم دیا گیا۔

چوتھی فصل

جب علم غیب کا منکر اپنے دعویٰ پر دلائل قائم کرے تو چار باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔(ازاحۃ الغیب صفحہ۴)

(۱) وہ آیت قطعی الدالالت ہو جس کے معنی میں چند احتمال نہ نکل سکتے ہوں اور حدیث ہو تو متواتر ہو۔

(۲) اس آیت یا حدیث سے علم کے عطا کی نفی ہو کہ ہم نے نہیں دیا۔یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں مجھ کو یہ علم نہیں دیا گیا۔

(۳) صرف کسی بات کا ظاہر نہ فرمانا کافی نہیں۔ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تو ہو مگر کسی مصلحت سے ظاہر نہ کیا ہو۔اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ خدا ہی جانے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا مجھے کیا معلوم وغیرہ کافی نہیں کہ یہ کلمات کبھی علم ذاتی کی نفی اور مخاطب کو خاموش کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔

(۴) جس کے لیے علم کی نفی کی گئی ہو وہ واقعہ ہو اور قیامت تک کا ہو ورنہ کل صفات الٰہیہ اور بعد قیامت کے تمام واقعات کے علم کا ہم بھی دعویٰ نہیں کرتے۔یہ چار فصلیں خوب خیال میں رکھی جائیں۔

پہلا باب

علم غیب کے ثبوت کے بیان میں

اس میں چھ فصلیں ہیں: پہلی فصل میں آیاتِ قرآنیہ سے ثبوت۔دوسری میں احادیث سے ثبوت۔تیسری میں احادیث کے شارحین کے اقوال۔چوتھی میں علمائے امت اور فقہاء کے اقوال۔پانچویں میں خود منکرین کی کتابوں سے ثبوت۔چھٹی میں عقلی دلائل اولیاء اللہ کے علم غیب کا بیان۔

پہلی فصل

آیات قرآنیہ میں

(۱) وعلم اٰدم الا سمآ ء کلھا ثم عرضھم علی الملٰٓئکتہ(بقرہ:۳۱)

ترجمہ:اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کیں۔

تفسیر مدارک میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ومعنیٰ تعلیمہٖ اسمآء المسمیات انہ تعالیٰ اراہ الاجناس التی خلقھا و علمہ ان ھذا اسمہ فرس و ھذا اسمہ بغیر وھذا اسمہ کذا وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما

علمه اسم کل شیء حتی القصعة و المغرفة ٥

حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بتانے کے معنی یہ ہیں کہ رب تعالیٰ نے ان کو وہ تمام جنسیں دکھا دیں جس کو پیدا کیا ہے اور انکو بتا دیا کہ اس کا نام گھوڑا ہے اور اس کا نام اونٹ اور اس کا نام فلاں ہے۔حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھا دیے یہاں تک کہ پیالی اور چلو کے بھی۔

تفسیر خازن میں اسی آیت میں یہ ہی مضمون بیان فرمایا اتنا اور بھی زیادہ فرمایا:

وقیل علم اٰدم اسمآء الملٓیکة وقیل اسمآء ذریتہٖ و قیل علمه اللغات کلها ٥

ترجمہ : کہا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھا دیے اور کہا گیا ہے کہ انکی اولاد کے نام اور کہا گیا کہ ان کو تمام زبانیں سکھا دیں۔

تفسیر کبیر میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

قوله وعلم آدم الاسماء کلها ای علمه صفات الاشیآء ونعوتها ق خواصها و هوالمشهور ان المراد اسمآء کل شیء من خلق من اجناس المحدثات من جمیع اللغات المختلفة التی یتکلم بها ولد آدم الیوم من العربیة و الفارسیة والرومیة وغیرها ٥

ترجمہ : آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اوصاف اور ان کے حالات سکھا دیے اور یہ مشہور ہے کہ مراد مخلوق میں سے ہر حادث کی جنس کے سارے نام ہیں جو مختلف زبانوں میں ہوں گے۔جن کو اولاد آدم آج تک بول رہی ہے عربی، فارسی، رومی غیرہ۔

تفسیر ابوالسعود میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وقیل اسمآ ما کان وما یکون وقیل اسمآء خلقهٖ من المعقولات و المحسوسات والمتخیلات و الموهومات و الهمه معرفة ذوات الاشیآء واسمآئها وخواصها ومعارفها اصول العلم و قوانین الصنعات و تفاصیل اٰلاتها و کیفیة استعمالاتها ٥

ترجمہ : کہا گیا کہ حضرت آدم کو گزشتہ اور آئندہ چیزوں کے نام بتا دیے اور کہا گیا کہ اپنی ساری مخلوق کے نام بتا دیے۔عقلی، حسی، خیالی، وہمی چیزیں بتا دیں۔ان چیزوں کی ذات، ان کے نام، ان کے خاصے ، ان کی پہچان، علم کے فوائد، ہنروں کے قانون، ان کے اوزاروں کی تفصیل اور ان کے استعمال کے

طریقے کا علم حضرت آدم کو الہام فرمایا۔

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وعلمه احوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية وعلم اسمآء الملٰئكة واسماء ذريته واسمآء الحيوانات و الجمادات و صنعة كل شيء واسماء المدن والقرىٰ واسماء الطير والشجر وما يكون وكل نسمة يخلقها الٰى يوم القيمة واسمآء المطعومات والمشروبات وكل نعيم فى الجنة واسمآء كل شيء وفى الخير علمه سبع مائة الف لغة o

ترجمہ : اور آدم علیہ السلام کو چیزوں کے حالات سکھائے اور جو کچھ ان میں دینی ودنیاوی نفع ہیں وہ بتائے اور ان کو فرشتوں کے نام، ان کی اولاد اور حیوانات و جمادات کے نام بتائے اور ہر چیز کا بنانا بتایا۔ تمام شہروں اور گاؤں کے نام، پرندوں اور درختوں کے نام جو ہو چکا یا جو کچھ بھی ہوگا ان کے نام اور جو قیامت تک پیدا فرمائے گا ان کے نام اور کھانے پینے کی چیزوں کے نام جنت کی ہر نعمت غرضیکہ ہر چیز کے نام بتا دیے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت آدم کو سات لاکھ زبانیں سکھائی گئیں۔

ان تفسیروں سے اتنا معلوم ہوا کہ **ماکان** اور **مایکون** کے سارے علوم حضرت آدم علیہ السلام کو دیے گئے۔ زبانیں چیزوں کے نفع وضرر، بنانے کے طریقے، آلات کا استعمال سب دکھا دیے۔ لیکن اب میرے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو تو دیکھو۔ حق یہ ہے کہ یہ علوم آدم میرے آقا کے علوم کے دریا کا ایک قطرہ یا میدان کا ایک ذرہ ہیں۔

شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ باب دہم میں فرماتے ہے:

اول نائب كان له صلى الله عليه وسلم و خليفة اٰدم عليه السلام o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے خلیفہ اور نائب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ ہیں۔ خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو اصل کی غیر موجودگی میں اس کی جگہ کام کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش پاک سے قبل سارے انبیاء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب تھے۔ یہ مولوی قاسم صاحب نے بھی تحذیر الناس میں لکھا ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ خلیفہ کے علم کا یہ حال ہے۔

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ہے:

انہ علیہ السلام عرضت علیہ الخلائق من لدن اٰدم الٰی قیام الساعۃ فعرفھم کلھم کما علم اٰدم اسم الاسماء کلھا o

ترجمہ : حضورعلیہ الصلوٰۃ وسلام پر ساری مخلوقات ازحضرت آدم تاروز وقیامت پیش کی گئیں۔پس ان سب کو پہچان لیا جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب نام سکھائے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام سب کو جانتے پہچانتے ہیں۔

(۲) ویکون الرسول علیکم شھیدا o (بقرہ:۱۴۳)

ترجمہ:''اور یہ رسول تیرے نگہبان وگواہ ہوں''

تفسیرعزیزی میں اسی آیت کے تحت ہے:

رسول علیہ السلام مطلع است بنوز نبوت بردین ھر متدین بدین خود کہ درکدام درجہ ازدین من رسیدہ وحقیقت ایمان اچیست و حجا بے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اومے شناسدگناھان شماراو درجات ایمان شماراو اعمال بدونیک شماراو اخلاق و نفاق شمارالھٰذہ شھادت اودر دنیا بحکم شرع درحق امت مقبول واجب العمل است۔

ترجمہ :''حضورعلیہ الصلوٰۃ اسلام اپنے نورنبوت کی وجہ سے ہر دین دار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ تک پہنچا ہے اوراس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔اورکون سا حجاب اس کی ترقی سے مانع ہے پس حضورعلیہ الصلوٰۃ اسلام تمہارے گناہوں کواورتمہارے ایمانی درجات کواورتمہارے نیک و بداعمال اور تمہارے اخلاص اورنفاق کو پہچانتے ہیں۔لہٰذہ ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرعی امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔''

تفسیرروح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ھذا مبنی علٰی تضمین الشھید معنی الرقیب و المطلع والوجہ فی اعتبار تضمین الشھید الاشارۃ الٰی ان التعدیل والتزکیۃ انما یکون عن خبرۃ و مراقبۃ بحال الشاھد و

معنٰی شہادۃ الرسول علیہم اطلاعہ علٰی رتبۃ کل متدین بدینہٖ فھو یعرف ذنوبھم و حقیقۃ ایمانھم واعمالھم و حسناتھم و سیئاتھم و اخلاصھم و نفاقھم و غیر ذٰلک بنور الحق و امتہ یعرفون ذٰلک من سایر الامم بنورہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام o

ترجمہ : یہ اس بنا پر ہے کہ کلمہ ٔشہید محافظ اور خبر دار کے معنی شامل ہیں اور اس معنی کے شامل کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ کسی کو عادل کہنا اور صفائی کی گواہی دینا گواہ کے حالات پر مطلع ہونے سے ہوسکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسلمانوں پر گواہی دینے کے معنی یہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر دیندار کے دینی مرتبہ کو پہچانتے ہیں پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے گناہوں کو ان کے ایمان کی حقیقت کو انکے اچھے برے اعمال کو ان کے اخلاص اور نفاق وغیرہ کو نورِ حق سے پہچانتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت بھی قیامت میں ساری امتوں کے یہ حالات جانے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے۔''

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ثم یوتٰی بمحمد علیہ السلام فیسئالہ عن حال امتہٖ فیز کیھم ویشھد بصدقھم o

ترجمہ : پھر قیامت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا جاوے گا پس رب تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کی امت کے حالات پوچھے گا تو آپ ان کی صفائی کی گواہی دیں گے اور ان کی سچائی کی گواہی دینگے۔

تفسیر مدارک پارہ ۲ سورۂ بقرہ میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فیوتٰی بمحمد علیہ السلام فیسئال عن حال امتہٖ فیز کیھم ویشھدبعدالتھم بصدقھم ویز کیکم ویعلم بعدالتکم o

ترجمہ : پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا جاوے گا اور آپ کی امت کے حالات پوچھے جائیں گے۔ پس آپ اپنی امت کی صفائی بیان کریں گے اور ان کے عادل ہونے کی گواہی دیں گے لہٰذہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت کو جانتے ہیں۔

اس آیت اور ان تفاسیر میں یہ فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن دوسرے انبیائے کرام کی امتیں بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گی کہ ہمارے پاس تیرا کوئی پیغمبر نہ پہنچا۔ ان امتوں کی نبی عرض کریں گے کہ خدایا ہم ان میں گئے، تیرے احکام پہنچائے مگر ان لوگوں نے قبول نہ کیے۔ رب تعالیٰ کا انبیاء کو حکم ہوگا کہ چونکہ تم مدعی ہو اپنا کوئی گواہ لاؤ۔ وہ اپنی

گواہی کے لیے امت مصطفٰی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو پیش فرمائیں گے۔ مسلمان گواہی دیں گے کہ خدایا تیرے پیغمبر سچے ہیں۔ انہوں نے تیرے احکام پہنچائے تھے۔

اب دو باتیں تحقیق کے لائق ہیں: اول یہ کہ یہ مسلمان گواہی کے قابل ہیں یا نہیں (فاسق و فاجر اور کافر کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔ مسلمان پرہیزگار کی گواہی قبول ہے) دوسرے یہ کہ ان لوگوں نے اپنے سے پہلے پیغمبروں کا زمانہ دیکھا نہ تھا۔ پھر گواہی کس طرح دے رہے ہیں۔ مسلمان عرض کریں گے کہ خدایا! ہم سے تیرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ پہلے پیغمبروں نے تبلیغ کی تھی اس کو سن کر ہم گواہی دے رہے ہیں۔ تب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا جاوے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو باتوں کی گواہی دیں گے ایک یہ کہ یہ لوگ فاسق یا کافر نہیں کہ ان کی گواہی قبول نہ ہو، بلکہ مسلمان اور پرہیزگار ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہاں ہم ان سے کہا تھا کہ پہلے نبیوں نے اپنی قوم تک احکام الٰہیہ پہنچائے، تب ان پیغمبروں کے حق میں ڈگری ہوگی۔

اس واقعہ سے چند باتیں حاصل ہوئیں۔ (۱) ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت تک کے مسلمانوں کے ایمان، اعمال، روزہ، نماز و نیت سے بالکل خبردار ہیں ورنہ پہلی یعنی صفائی کی گواہی کیسی۔ ممکن نہیں کہ ایک مسلمان کا بھی کوئی حال آپ سے چھپا رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی آنے والی نسل کا حال معلوم فرما لیا کہ خدایا ان کی اولاد بھی اگر ہوئی تو کافر ہوگی۔ **ولا یلدوا الا فاجرا کفارا o** (نوح:۲۷) لہٰذہ تو ان کو غرق کر دے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جس بچہ کو قتل فرمایا اس کا آئندہ کا حال معلوم کر لیا تھا کہ آئندہ اگر زندہ رہا تو سرکش ہوگا تو سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی کا حال کیونکر چھپ سکتا ہے۔ (۲) دوسرے یہ کہ گزشتہ پیغمبروں اور ان کی امتوں کے حالات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنور نبوت دیکھے تھے اور آپ کی گواہی دیکھی ہوئی تھی۔ اگر سنی ہوئی ہوتی تو ایسی گواہی تو اس سے پہلے مسلمان بھی دے چکے تھے۔ سنی گواہی کی انتہا دیکھی گواہی پر ہوتی ہے۔ (۳) تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ تو جانتا ہے کہ نبی سچے ہیں مگر پھر بھی گواہیاں لے کر فیصلہ فرماتا ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقدمات میں تحقیق فرما دیں اور گواہیاں وغیرہ لیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر نہ ہو۔ بلکہ مقدمات کا قاعدہ یہ ہی ہوتا ہے اور زیادہ تحقیق اس کی دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن بآیات القرآن میں دیکھو۔ اسی گواہی کا ذکر آئندہ آیت میں بھی ہے:

(۳) **وجئنا بك علٰی ھٰؤلآء شھیدا o** (النساء:۴۱)

ترجمہ: اور اے محبوب تم کو ان سب پر نگہبان بنا کر ہم لاوینگے۔

تفسیر نیشا پوری میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

لان روحه عليه السلام شاهد علٰى جميع الارواح والقلوب والنفوس بقولهٖ عليه السلام اول ماخلق الله نورى o

ترجمہ: اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک تمام روحوں اور دلوں اور نفسوں کو دیکھنے والی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ نے جو سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے۔

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

واعلم انهٗ يعرض على النبى عليه السلام اعمال امتهٖ غدوة و عشية فيعر فهم بسيما هم اعما لهم فلذٰلك يشهد عليهم o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کی امت کے اعمال صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں لہٰذا آپ امت کو ان کی علامت سے جانتے ہیں اور ان کے اعمال کو بھی، اس لیے آپ ان پر گواہی دیں گے۔

تفسیر مدارک میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

اى شاهدا علٰى من اٰمن بالايمان وعلٰى من كفر بالكفر وعلٰى من نافق بالنفاق o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گواہ ہیں مومنوں پر ان کے ایمان کے، کافروں پر ان کے کفر کے اور منافقوں پر ان کے نفاق کے۔

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از اول تا روز قیامت تمام لوگوں کے کفر وایمان ونفاق واعمال وغیرہ سب کو جانتے ہیں اسی لیے آپ سب کے گواہ ہیں۔ یہ ہی تو علم غیب ہے۔

(۴) من ذاالذى يشفع عنده الا باذنه يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم o (بقرہ:۲۵۵)

ترجمہ: "وہ کون ہے جو اس کے یہاں شفاعت کرے بغیر اس کے حکم کے، جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔"

تفسیر نیشا پوری میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

يعلم محمد صلى الله عليه وسلم ما بين ايديهم من اوليات الامور قبل الخلائق وما

خلفھم من احوال القیامۃ o

ترجمہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق کے پہلے کے اول معاملات بھی جانتے ہیں اور جو مخلوق کے بعد قیامت کے احوال ہیں وہ بھی جانتے ہیں۔

روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعلم محمد صلی اللہ علیہ اسلام مابین ایدیھم من الامور اولیات الامور قبل الخلائق وما خلفھم من احوال القیامۃ وفزع الخلق و غضب الرب o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق کے پہلے کے حالات جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کو پیدا کرنے کے پہلے کے واقعات اور ان کے پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں۔ قیامت کے احوال مخلوق کی گھبراہٹ اور رب تعالیٰ کا غضب وغیرہ۔

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ آیتالکرسی میں **من ذاالذی** سے لے کر **الا بماشآء** تک تین صفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان ہوئے۔ باقی اول و آخر میں صفات الٰہیہ ہیں۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاس کوئی بغیر اجازت کسی کی شفاعت نہیں کرسکتا اور جن کو شفاعت کی اجازت ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور شفیع کے لیے ضروری ہے کہ گنہگاروں کے انجام اور ان کے حالات سے واقف ہوتا کہ نااہل کی شفاعت نہ ہو جاوے اور مستحق شفاعت اس سے محروم نہ رہ جائیں۔ جیسے طبیب کے لیے ضروری ہے کہ قابل علاج اور لاعلاج مریضوں کو جانے تو فرمایا گیا: **یعلم مابین ایدیھم** کہ جس کو ہم نے شفیع بنایا اس کو تمام کا علم بھی دیا ہے۔ کیونکہ شفاعت کبریٰ کے لیے علم غیب لازم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت میں منافقین کو نہ پہچانیں گے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی بھی خبر نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ محض غلط اور بے دینی ہے۔ جیسا کہ آئندہ آتا ہے۔

ولا یحیطون بشیء من علمہٖ الا بما شآء o (بقرہ:۲۵۵)

ترجمہ: ”اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔“

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یحتمل ان تکون الھاء کنایۃ عنہ علیہ السلام یعنی ھو شاھد علٰی احوالھم یعلم مابین

ایدیھم من سیرھم و معاملاتھم و قصصھم وما خلفھم من امور الاٰخرۃ واحوال اھم الجنۃ والنار وھم لایعلمون شیئا من معلوماتہٖ الا بما شآء من معلوماتہٖ علم الاولیآء من علم الانبیآء بمنزلۃ قطر ۃ من سبعۃ ابحر وعلم الا نبیآء من علم نبینا علیہ السلام بھذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بھذہ المنزلۃ انتھٰی فکل رسول و نبی وولی اٰخذون بقدر القابلیۃ والا ستعداد مما لدیہ ولیس لا حد ان یعدوہ اویتقدم علیہ o

ترجمہ : ''احتمال یہ بھی ہے کہ اس ضمیر سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہوں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام لوگوں کے حالات کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں اوران کے سامنے کے حالات جانتے ہیں۔ان کے اخلاق،ان کے معاملات اوران کے قصے وغیرہ اوران کے پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں۔آخرت کے احوال،جنتی ودوزخی لوگوں کے حالات اوروہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاملات میں سے کچھ بھی نہیں جانتے مگراسی قدر جتنا کہ حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم چاہیں اولیاء اللہ کا علم،علم انبیاء کے سامنے ایسا ہے جیسے ایک قطرہ سات سمندروں کے سامنے اورانبیاء کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے سامنے اسی درجہ کا ہے اور ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رب العٰلمین کے سامنے اسی درجہ کا۔پس ہر نبی اور ہر رسول ہر ولی اپنی اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق حضور سے ہی لیتے ہیں اور کسی کو یہ ممکن نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے بڑھ جائے۔''

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعنی ان یطلعھم علیہ وھم الانبیاء و الرسل لیکون ما یطلعھم علیہ من علم غیبہٖ دلیلا علٰی نبوتھم کما قالاللہ تعالٰی فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدا o الا من ارتضٰی من رسول o

ترجمہ :یعنی خدا اللہ تعالیٰ ان کو اپنے علم پر اطلاع دیتا ہے اوروہ انبیاء ورسول ہیں تا کہ ان کا علم غیب پر مطلع ہونا ان کی نبوت کی دلیل ہو۔جیسے رب نے فرمایا ہے کہ پس نہیں ظاہر فرماتا اپنے غیب خاص پر کسی کو سوائے اس رسول کے جس سے رب راضی ہے۔

تفسیر معالم التنزیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعنی لا یحیطون بشیء من علم الغیب الا بما شآء مما اخبربہ الرسل o

ترجمہ: یعنی یہ لوگ علم غیب کونہیں گھیر سکتے مگر جس قدر خدا چاہے جس کی خبر رسولوں نے دی۔

اس آیت اور ان تفاسیر سے اتنا معلوم ہوا کہ اس آیت میں یا تو خدا کا علم مراد ہے کہ خدا کا علم کسی کو حاصل نہیں ہاں جس کو رب دینا چاہے تو اس کو علم غیب حاصل ہوسکتا ہے اور رب نے تو انبیاء کو دیا اور انبیاء کے ذریعہ سے بعض مومنین کو دیا۔لہٰذہ ان کو بھی عطائے الٰہی علم غیب حاصل ہوا۔کتنا دیا اس کا ذکر آئندہ آوے گا۔

یا یہ مراد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو کوئی نہیں پا سکتا۔مگر جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دینا چاہیں تو عطا فرمادیں لہٰذہ از آدم تا روز قیامت جس کو جس قدر علم ملا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے دریا کا قطرہ ہے۔اس میں حضرت آدم اور فرشتوں وغیرہ کا علم بھی شامل ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے علم کی وسعت ہم **علم آدم** کی آیت کے تحت بیان کر چکے ہیں۔

(۵) ماکان اللہ لیطلعکم الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہٖ من یشآء ۝ (آل عمران:۱۷۹)

ترجمہ: اور اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ اے عام لوگوں! تم کو غیب کا علم دے۔ہاں چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وما کان اللہ لیوتی احدکم علم الغیب فیطلع علٰی ما فی القلوب من کفر و ایمان ولکن اللہ یجتبی لر سالتہٖ من یشآء فیوحی و یخبرہ ببعض المغیبات اوینصب لہ ما یدل علیھا ۝

ترجمہ: خداتعالیٰ تم میں سے کسی کو علم غیب نہیں دینے کا کہ مطلع کرے اس کفر وایمان پر جو کہ دلوں میں ہوتا ہے لیکن اللہ اپنی پیغمبری کے لیے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اس کی طرف وحی فرماتا ہے اور بعض غیوب کی ان کو خبر دیتا ہے یا ان کے لیے ایسے دلائل قائم فرماتا ہے جو غیب پر راہبری کریں۔

تفسیر خازن میں ہے:

لکن اللہ یصطفی و یختار من رسلہٖ من یشآء فیطلعہ علی مایشآء من غیبہٖ ۝

ترجمہ: لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے پس ان کو خبردار کرتا ہے بعض علم غیب پر۔

تفسیر کبیر میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فاما معرفة ذلك علٰى سبيل الاطلاع من الغيب فهو من خواص الانبياء o (جمل)

ترجمہ: لیکن ان باتوں کا بطریق غیب پر مطلع ہونے کے جان لینا یہ انبیاء کرام کی خصوصیت ہے۔

المعنٰى لكن الله يجتبى ان يصطفى من رسلهٖ من يشآء فيطلعه على الغيب (جمل)

ترجمہ : معنی یہ ہیں کہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ پس ان کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

وما كان الله ليطلعكم على الغيب فتعرفوا المنافق قبل التميز ولكن الله يضتبى و يختار من رسلهٖ من يشآء فيطلع علٰى غيبهٖ كما اطلع النبى عليه السلام علٰى حال المنافقين o

ترجمہ : خدا تعالیٰ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرنے کا تاکہ فرق کرنے سے پہلے منافقوں کو جان لو۔ لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے چھانٹ لیتا ہے تو اس کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ جیسا کہ نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منافقین کے حال پر مطلع فرمادیا۔

روح البیان میں ہے:

فان غيب الحقائق والاحوال لا ينكشف بلا واسطة الرسول o

ترجمہ: کیونکہ حقیقتوں اور حالات کے غیب نہیں ظاہر ہوتے بغیر رسول علیہ السلام کے واسطے سے۔

اس آیت کریمہ اور ان کا تفاسیر سے معلوم ہوا کہ خدا کا خاص علم غیب پیغمبروں پر ظاہر ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے جو فرمایا کہ بعض غیب، اس سے مراد ہے علم الٰہی کے مقابلہ میں بعض اور کل ماكان وما يكون بھی خدا کے علم کا بعض ہے۔

(۲) وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما o (النساء:۱۱۳)

ترجمہ: اور تم کو سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اى من الاحكام والغيب (جلالين)

ترجمہ: یعنی احکام اور علم غیب (جلالین)

انزل الله عليك الكتٰب والحكة واطلعك علٰى اسرارهما و اوقفك علٰى حقائقهما (كبير)

ترجمہ: اللہ نے آپ پر قرآن اتارا اور حکمت اتاری اور آپ کو ان کے بھیدوں پر مطلع فرمایا اور ان کی حقیقتوں

پرواقف کیا۔

یعنی من احکام الشرع و امور الدین وقیل علمك من الغیب مالم تکن تعلم و قیل معناہ وعلمك من خفیات الامور عاطلعك علٰی ضمائر القلوب و علمك من احوال المنافقین و کیدھم (خازن)

ترجمہ: یعنی شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں اور کہا گیا ہے کہ آپ کو علم غیب میں وہ وہ باتیں بتائیں سکھائیں جو آپ نہ جانتے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو چھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے راز پر مطلع فرمایا اور منافقین کے مکروفریب آپ کو بتادیئے۔(خازن)

من امور الدین و الشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب o (مدارک)

ترجمہ: دین اور شریعت کے امور سکھائے اور چھپی ہوئی باتیں دلوں کے راز بتائے (مدارک)

تفسیر حسینی بحرالحقائق سے اسی آیت کے ماتحت نقل فرماتے ہیں:

آں علم ماکان و ما یکون ھست کہ حق سبحانہ، درشب اسرابداں حضرت عطا فرمود۔ چنانچہ در حدیث معراج ھست کہ من زیر عرش بودم قطرہ درحلق من ریختند (جامع البیان)

ترجمہ: یہ علم ما کان وما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا چنانچہ معراج شریف کی حدیث میں ہے ہم عرش کے نیچے تھے کہ ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کر لیے یعنی آپ کو وہ سب باتیں بتادیں جو قرآن کے نزول سے پہلے آپ نہ جانتے تھے۔

اس آیت اور ان کی تفاسیر سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام آئندہ اور گزشتہ واقعات کی خبر دے دی گئی۔ کلمہ ''مـــا'' عربی زبان میں عموم کے لیے ہوتا ہے تو آیت سے یہ معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام، دنیا کے سارے واقعات، لوگوں کے ایمانی حالات وغیرہ جو کچھ بھی آپ کے علم میں تھا، سب ہی بتادیا۔ اس میں یہ قید لگانا کہ اس سے مراد صرف احکام ہیں، اپنی طرف سے قید ہے جو قرآن وحدیث اور امت کے عقیدے کے خلاف ہے۔ جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

(۷) مافرطنا فی الکتب من شی ء o (انعام:۳۸)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

ان القران مشتمل علی جمیع الاحوال

ترجمہ: قرآن کریم تمام حالات پر شامل ہے۔(خازن)

تفسیرانوارالتنزیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعنی اللوح المحفوظ فانہ مشتمل علٰی ما یجری فی العالم من الجلیل و الدء قیق لم یحمل فیہ امر حیوان او جماد o

ترجمہ : کتاب سے مرادلوح محفوظ ہے کیونکہ یہ لوح محفوظ ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو عالم میں ہوتا ہے۔ ہر ظاہراور باریک اس میں کسی حیوان اور جماد کا معاملہ چھوڑا نہ گیا۔

تفسیرعرائس البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ای ما فرطنا فی الکتاب ذکر احد من الخلق ولکن لا یبصر ذکرہ فی الکتاب الا المو یدون بانوار المعرفۃ o

ترجمہ : یعنی اس کتاب میں مخلوقات میں سے کسی کا ذکر نہ چھوڑا ہے لیکن اس ذکر کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر وہ جن کی معرفت کے انوار سے تائید کی گئی ہو۔

تفسیرامام شعرانی طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں ماخوذاز خال السنان صفحہ ۵۵

لو فتح اللہ عن قلوبکم اقفال السدد لاطلعتم علٰی ما فی القراٰن من العلوم و استغنیتم عن النظر فی سواٰہ فان فی جمیع ما رقم فی صفحات الوجود قال اللہ تعالیٰ مافرطنا فی الکتٰب من شیء o

ترجمہ : اگراللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے بند قفل کھول دے تو تم ان علموں پر مطلع ہو جاؤ جو قرآن میں ہیں اورتم قرآن کے سوادوسری چیز سے بے پرواہو جاؤ۔ کیونکہ قرآن میں تمام وہ چیزیں ہیں جو وجود کے صفحوں میں لکھی ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ما فرطنا فی الکتٰب من شیء

اس آیت اوران تفسیروں سے معلوم ہوا کہ کتاب میں دنیاوآخرت کے سارے حالات موجود ہیں۔ اب کتاب

سے مراد یا تو قرآن ہے یا لوح محفوظ۔اور قرآن بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے اور لوح محفوظ بھی جیسا کہ آئندہ آوے گا۔تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام دنیا و آخرت کے حالات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہوئے۔کیونکہ سارے علوم قرآن اور لوح محفوظ میں ہیں۔اور قرآن و لوح محفوظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں۔

(۸) ولا رطب ولا یا بس الا فی کتٰب مبین o (انعام:۵۹)

ترجمہ: اور نہیں ہے کوئی تر اور خشک جو روشن کتاب میں نہ لکھا ہو۔

روح البیان:

هو اللوح المحفوظ فقد ضبط الله فيه جميع المقدورات الكونية لفوائد ترجع الى العباد يعرفها العلمآء بالله o

ترجمہ: وہ لوح محفوظ ہے کہ اللہ نے اس میں ساری ہوسکنے والی چیزیں جمع فرمادیں۔ان فائدوں کی وجھوں سے جو بندوں کی طرف لوٹتے ہیں۔ان کو علمائے ربانی جانتے ہیں۔

تفسیر کبیر یہ ہی آیت:

وفائدة هذا لكتاب امور احدها انه تعالیٰ كتب هذه الاحوال فی اللوح محفوظ لتقف الملٰئكة علٰی نفاظ علم الله فی المعلومات فيكون ذٰلك عبرة تامة كاملة للملٰئكة الموكلين باللوح المحفوظ لانهم يقابلون به ما يحدث فی صحيفة هذا العالم فيجدونه موافقاله o

ترجمہ: اس لکھنے میں چند فائدے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان حالات کو لوح محفوظ میں اس لیے لکھا تھا تاکہ ملائکہ خبردار ہوجائیں ان معلومات میں علم الٰہی جاری ہونے پر۔پس یہ بات ان فرشتوں کے لیے پوری پوری عبرت بن جائے جو لوح محفوظ پر مقرر ہیں۔کیونکہ وہ فرشتے ان واقعات کا اس تحریر سے مقابلہ کرتے ہیں جو عالم میں نئے نئے ہوتے رہتے ہیں تو ان کو لوح محفوظ کے موافق پاتے ہیں۔

تفسیر خازن یہ ہی آیت:

والثانی ان بی ان المراد بالكتاب المبين هو اللوح المحفوظ لان الله كتب فيه علم ما يكون وما قدكان قبل ان يخلق السموات والارض وفائدة احصا الاشياء كلها فی هذا الكتاب لتقف الملٰئكة علٰی انفاذ علمه o

ترجمہ : دوسری توجیہ یہ ہے کہ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں جو کچھ ہوگا اور جو کچھ آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے ہو چکا سب کا علم لکھ دیا اور ان تمام چیزوں کے لکھنے سے اس کتاب میں فائدہ یہ ہے کہ فرشتے اس کے علم کے جاری کرنے پر واقف ہو جائیں۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت:

هو علم الله او اللوح o

ترجمہ: وہ کتاب یا تو علم الٰہی ہے یا لوح محفوظ۔

تفسیر تنویر المقباس تفسیر ابن عباس میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

كل ذٰلك فى اللوح المحفوظ مبين مقدارها و وقتهاo

ترجمہ: یہ تمام چیزیں لوح محفوظ ہیں کہ ان کی مقدار اور ان کا وقت بیان کر دیا گیا ہے۔

اس آیت اور ان کی تفاسیر سے معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں ہر خشک و تر ادنیٰ و اعلیٰ چیز ہے اور لوح محفوظ کو فرشتے اور اللہ کے خاص بندے جانتے ہیں اور علم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سب کو محیط ہے۔ لہٰذہ یہ تمام علوم علم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دریا کے قطرے ہیں۔

(۹) نزلنا عليك الكتٰب تبيا نا لكل شىء (نحل:۸۹)

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تفسیر حسینی یہ ہی آیت:

نزلنا وفروفر ستاديم عليك الكتب بر تو قرآن را لاتبيانا لكل شىء بيان روشن برائے همه چيز از اموردين و دنيا به تفصيل و اجمال۔

ترجمہ: ہم نے آپ پر یہ کتاب قرآن دین ودنیا کی ہر چیز کا روشن بیان بنا کر بھیجی تفصیلی واجمالی۔

تفسیر روح البیان یہ ہی آیت:

يتعلق بامور الدين من ذالك احوال الامم مع انبيآء همo

ترجمہ : اس کے بیان کے لیے جو دینی چیزوں سے تعلق رکھتی ہوں اور اس میں سے امتوں اور ان کے پیغمبروں کے حالات ہیں۔

تفسیر اتقان یہ ہی آیت:

قال المجاھد یوما مامن شیء فی العالم الا ھو فی کتاب اللہ فقیل لہ فاین ذکر الخانات فقال فی قولہٖ لیس علیکم جناح ان تد خلوا بیو نا غیر مسکو نۃ فیھا متا ع لکم ۝

ترجمہ: حضرت مجاہد نے ایک دن فرمایا کہ عالم میں کوئی شے ایسی نہیں جو قرآن میں نہ ہو تو ان سے کہا گیا کہ سراؤں کا ذکر کہاں ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس آیت میں ہے کہ تم پر گناہ نہیں کہ تم ان گھروں میں داخل ہو جس میں کوئی رہتا نہ ہو اور تمہارا وہاں سامان ہو۔

اس آیت اور ان کی تفاسیر سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں ہر ادنیٰ و اعلیٰ چیز ہے اور قرآن رب تعالیٰ نے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھایا الرحمٰن ۝ علم القراٰن ۝ یہ تمام چیزیں علم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آئیں۔

(۱۰) وتفصیل الکتٰب لا ریب فھیہ ۝ (یونس:۳۷)

ترجمہ: اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے قرآن سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

جلالین یہ ہی آیت:

تفصیل الکتاب تبین ما کتب اللہ تعالیٰ من الا حکام و غیر ھا ۝

ترجمہ: یہ تفصیلی کتاب ہے اس میں وہ احکام اور ان کے سوا دوسری چیزیں بیان کی جاتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیں۔

جمل یہ ہی آیت:

ای فی اللوح المحفوظ ۝

ترجمہ: یعنی لوح محفوظ میں تمام تفصیل ہے۔

ای و تفصیل ما حقق واثبت من الحقائق و الشرائع و فی التاویلات النجمیۃ ای تفصیل الجملۃ التی ھی المقدر المکتوبۃ فی الکتاب الذی عندہ لا یتطرق الیہ المحوو الاثبات لانہ ازلی ابدی ۝

ترجمہ: یعنی یہ قرآن ان شرعی اور حقیقت کی چیزوں کی تفصیل ہے جو ثابت کی جا چکی ہیں اور تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس تمام کی تفصیل ہے جو تقدیر میں آ چکی ہیں اور اس کتاب میں لکھی جا چکی ہیں جس میں رد

بدل نہیں ہوتا کیونکہ وہ کتاب ازلی وابدی ہے۔

اس آیت وتفسیر سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں احکام شرعیہ اورتمام علوم موجود ہیں۔اس آیت سے پتا لگا کہ قرآن میں سارے لوح محفوظ کی تفصیل ہے۔اورلوح محفوظ میں سارے علوم ہیں۔ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین o اورقرآن حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے۔الرحمٰن o علم القراٰن o لہٰذا سارالوح محفوظ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے کیونکہ قرآن لوح محفوظ کی تفصیل ہے۔

(۱۱) ماکان حدیثا یفترٰی ولکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شیءo (یوسف:۱۱۱)

ترجمہ: ''یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں اپنے سے اگلے کلاموں کی تصدیق ہےاور ہر چیز کا مفصل ہے۔

تفسیر خازن یہ ہی آیت ہے:

یعنی فی ھٰذا القرآن المنزل علیك یا محمد تفصیل کل شیء تحتاج الیه من الحلال و الحرام و الحدود و الاحکام و القصص والمواعظ والامثال وغیر ذٰلك مما یحتاج الیه العباد فی امر دینهم و دنیاهم o

ترجمہ : یعنی اس قرآن میں جوآپ پراتارا گیا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس چیز کی تفصیل ہے جس کی آپ کو ضرورت ہو۔حلال اورحرام ،سزائیں ،احکام، قصے، نصیحتیں اور مثالیں ۔ان کے علاوہ اور وہ چیزیں جن کی بندوں کواپنے دینی ودنیاوی معاملات میں ضرورت پڑتی ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے:

وتفصیل کل شیءo وبیان همه چیز ها که محتاج الیه باشد دردین و دنیا۔

ترجمہ: یعنی اس قرآن میں ہراس چیز کا بیان ہے جس کی دین ودنیا میں ضرورت ہو۔

(کتاب الاعجاز لابن سراقہ میں ہے۔)

ما من شیء فی العالم الا هوفی کتاب اللّٰه تعالٰی o

ترجمہ: عالم میں کوئی ایسی چیز نہیں جوقرآن میں نہ ہو۔

(۱۱) الرحمٰن o علم القراٰن o حلق الانسان o علمه البیان o (الرحمٰن:۱۔۴)

ترجمہ :رحمٰن نے اپنے محبوب کوقرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ماکان و ما یکون کا بیان

اس کو سکھایا۔

تفسیر معالم التنزیل و حسینی یہ ہی آیت۔

خلق الا نسان یعنی محمدا علیه السلام علمه البیان یعنی بیان ما کان وما یکون o

ترجمہ : اللہ نے انسان یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرمایا اور ان کو بیان یعنی ساری اگلی پچھلی باتوں کا بیان سکھا دیا۔

تفسیر خازن یہ ہی آیت:

قیل اردبالا نسان محمد صلی الله علیه وسلم علمه البیان یعنی بیان ما یکون و ما کان لانه علیه السلام نبی عن خبر الاولین والاخرین و عن یوم الدین o

ترجمہ : کہا گیا کہ انسان سے مراد محمد ﷺ ہیں کہ ان کو اگلے پچھلے امور کا بیان سکھا دیا گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگلوں اور پچھلوں کی اور قیامت کے دن کی خبر دے دی گئی۔

روح البیان یہ ہی آیت:

وعلم نبینا علیه السلام القراٰن واسرار الا لو هیة کما قال علمك ما لم تکن تعلم o

ترجمہ : یعنی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب تعالیٰ نے قرآن اور اپنی ربوبیت کے بھید سکھا دیے جیسا کہ خود رب تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو سکھا دیں وہ باتیں جو آپ نہ جانتے تھے۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت:

الانسان ای الجنس او اٰدم او محمدا علیه السلام o

ترجمہ: انسان سے مراد جنس انسانی ہے یا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

معالم التنزیل یہ ہی آیت:

وقیل الانسان ههنا محمد علیه السلام و بیانه علمك مالم تکن تعلم o

ترجمہ : کہا گیا کہ اس آیت میں انسان سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور بیان سے مراد ہے کہ آپ کو وہ تمام باتیں سکھائیں جو نہ جانتے تھے۔

تفسیر حسینی یہ ہی آیت:

یا بو جود آورد محمد علیه السلام راویا موزانیدوے۔

ترجمہ: یامراد ہے کہ پیدافرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کوسکھایا ان کو جو ہو چکا ہے یا ہوگا۔

ان آیتوں اور تفاسیر سے معلوم ہوا کہ قرآن میں سب کچھ ہے اور اس کا سارا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا۔

(۱۳) مانت بنعمة ربك بمجنون o (القلم:۲)

ترجمہ: تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔

تفسیر روح البیان یہ ہی آیت:

بمستور عما كان من الازل وما سيكون الى الابد لان الجن هو الستربل انت عالم بما كان خبير بما سيكون o

ترجمہ : یعنی آپ سے وہ باتیں چھپی ہوئی نہیں ہیں جو ازل میں تھیں اور وہ جو ابد تک ہوں گی۔کیونکہ ''جن'' کے معنی ہیں چھپنا۔بلکہ آپ اس کو جانتے ہیں جو ہو چکا اور خبر دار ہیں اس سے جو ہوگا۔

اس آیت تفسیر سے علم غیب کلی ثابت ہوا۔

(۱۴) ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب o (توبہ:۶۵)

ترجمہ: اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو گے تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔

تفسیر درمنثور طبری یہ ہی آیت:

عن مجاهد قال في قوله تعالى و لئن سالتهم قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادى كذاو كذا وما يدريه بالغيب o

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ولئن سالتهم کہ ایک منافق نے کہا کہ محمد ﷺ خبر دیتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر۔

اس آیت اور تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب کا انکار کرنا منافقین کا کام تھا جس کو قرآن نے کفر قرار دیا۔

(۱۵) فلا يظهم على غيبهٖ احدا o الا من ارتضٰى من رسول o (الجن:۲۶۔۲۷)

ترجمہ: ''تو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔''

تفسیر کبیر یہ ہی آیت:

ای وقت وقوع القیٰمة من الغیب الذی لایظهره الله لاحد فان قیل فاذا حملتم ذٰلك علی القیٰمة فکیف قال الا من ارتضٰی من رسول مع انه لا یظهره هذا الغیب لا حد من رسلهٖ قلنا بل یظهره عندالقرب من اقامة القیٰمة o

ترجمہ : یعنی قیامت کے آنے کا وقت ان غیبوں میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ کسی پر ظاہر نہیں فرماتا، پس اگر کہا جاوے کہ جب تم نے اس غیب کو قیامت پر محمول کر لیا تو اب رب تعالیٰ نے یہ کیسے فرمایا مگر پسندیدہ رسولوں کو حالانکہ یہ غیب تو کسی پر بھی ظاہر نہیں کیا جاتا تو ہم کہیں گے کہ رب تعالیٰ قیامت کے قریب ظاہر فرمادے گا۔

تفسیر عزیزی صفحہ ۱۷۳:

آنئہ به نسبت بهمه مخلوقات غائب است غیب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت و احکام تکونیه و شرعیه باری تعالیٰ در هر روز و هر شریعت و مثل حقائق ذات و صفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل و ایں قسم راغیب خاص او تعالیٰ نیز نا مند فلا یظهر علٰی غیبهٖ احدا پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود هیچ کس را۔مگر کسے را که پسند میکند وآں کس رسول باشد خواه از جنس ملك و خواه از جنس بشر مثل حضرت محمد ﷺ اور ااظهار بعض از غیوب خاص خودمی فرماید۔

ترجمہ : جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے۔ جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور روزانہ اور ہر چیز کے پیدائشی اور شرعی احکام اور جیسے پروردگار کی ذات وصفات بر طریق تفصیل اس قسم کو رب تعالیٰ کا خاص غیب کہتے ہیں۔ پس اپنے خاص پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ اس کے سوا جس کو پسند فرمادے اور وہ رسول ہوتے ہیں۔ خواہ فرشتے کی جنس سے ہوں یا انسان کی جنس سے، جیسے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو اپنے بعض خاص غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

تفسیر خازن یہ ہی آیت:

ال من یصطفیه لرسالتهٖ و نبوتهٖ فیظهره علٰی ما یشآء من الغیب حتّٰی یستدل علٰی نبوتهٖ

بما یخبر بہٖ من المغیبات فیکون ذٰلک معجزۃ لہ o

ترجمہ : سوااس کے جس کو اپنی بنوت اور رسالت کے لیے چن لیا پس ظاہر فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے غیب ،تا کہ ان کی نبوت پر دلیل پکڑی جاوے ان غیب چیزوں سے جس کی وہ خبر دیتے ہیں پس ان کا معجزہ ہوتا ہے۔

روح البیان یہ ہی آیت:

قال ابن الشیخ انہ تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہٖ تعالیٰ علمہ الا المرتضی الذی یکون رسولہ وما لا یختص بہٖ یطلع علیہ غیر الرسول o

ترجمہ : ''ابن شیخ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ اس غیب پر جو اس سے خاص ہے کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے برگزیدہ رسول کے اور جو غیب کہ رب سے خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرمادیتا ہے۔''

اس آیت اور تفاسیر سے معلوم ہوا کہ خدائے قدوس کا خاص علم غیب حتیٰ کہ قیامت کا علم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو عطا فرمایا گیا۔اب کیا شئے ہے جو علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باقی رہ گئی۔

(۱۶) فاوحٰی الیٰ عبدہٖ مآ اوحٰی o (نجم:۱۰)

ترجمہ:اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

مدارج النبوۃ جلد اول وصل رؤیت الٰہی میں ہے:

فا وحٰی الآیہ بتمام علوم و معارف و حقائق و بشارت و اشارات ،اخبار و آثار و کرامات و کمالات در حیطہ ایں ابہام داخل است وھمہ را شامل از کثرت و عظمت اوست کہ مبھم آور دوبیان نہ کرد اشارات بآنکہ جز علم علام الغیوب و رسول محبوب بداں محیط نتواند شد مگر آں حضرت بیان کردہ۔

ترجمہ:معراج میں رب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو سارے علوم اور معرفت اور بشارتیں اور اشارے اور خبریں اور کرامتیں وکمالات وحی فرمائے اور اس ابہام میں داخل ہیں اور سب کو شامل ہیں۔ان کی زیادتی اور عظمت ہی کی وجہ سے ان چیزوں کو بطور ابہام ذکر کیا ،بیان نہ فرمایا۔اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان علوم غیبیہ کو سوائے عب تعالیٰ اور محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی نہیں احاطہ کرسکتا۔ہاں جس قدر حضور نے بیان فرمایا وہ معلوم ہے۔

اس آیت اور عبارت سے معلوم ہوا کہ معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ وہ علوم عطا ہوئے جن کو نہ کوئی بیان کرسکتا ہے اور نہ کسی کے خیال میں آسکتے ہیں۔ ما کن و ما یکون تو صرف بیان کے لیے ہے ورنہ اس سے بھی کہیں زیادہ کی عطا ہوئی۔

(۱۷) وما هو على الغيب بضنين o (تکویر:۲۴)

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ہو۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو اس سے مطلع فرمادیتے۔

معالم التنزیل یہ ہی آیت:

على الغيب و خبر السمآء وما اطلع عليه من الاخبار و القصص بضنين اى ببخيل يقول انه ياتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل يعلمكم و يخبر كم و لا يكتمه كما يكتم الكاهن o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب پر اور آسمانی خبروں پر اور ان خبروں وقصوں پر بخیل نہیں ہیں۔ مراد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس علم غیب آتا ہے پس وہ اس میں تم پر بخل نہیں کرتے بلکہ تم کو سکھاتے ہیں اور تم کو خبر دیتے ہیں جیسے کہ کاہن چھپاتے ہیں ویسے نہیں چھپاتے۔

خازن یہ ہی آیت:

يقول انه عليه السلام ياتيه علم الغيب و لا يبخل به عليكم و يخبر كم به o

ترجمہ: مراد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس علم غیب آتا ہے تو تم پر اس بخل نہیں فرماتے۔ بلکہ تم کو سکھاتے ہیں۔

اس آیت وعبارات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو علم غیب سکھاتے ہیں اور سکھائے گا وہ ہی جو خود جانتا ہے۔

(۱۸) وعلمنٰه من لدنا علما o (کہف:۶۵)

ترجمہ: اور ہم نے ان کو اپنا علم لدنی عطا کیا ''یعنی حضرت خضر کو''۔

بیضاوی میں یہ ہی آیت:

ای مما تختص بنا ولا یعلم الا بتو فیفنا و ھو علم الغیوب o

ترجمہ : حضرت خضر کو وہ علم سکھائے جو ہمارے ساتھ خاص ہیں بغیر ہمارے بتائے کوئی نہیں جانتا اور وہ علم غیب ہے۔

تفسیر ابن جریر میں سیدنا عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے:

قال انك لن تستطیع معی صبرا کان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذٰلك o

ترجمہ : حضرت خضر نے فرمایا تھا حضرت موسیٰ سے کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے وہ خضر علم غیب جانتے تھے کہ انہوں نے جان لیا۔

روح البیان یہ ہی آیت:

ھو علم الغیب والاخبار عنھا باذنہٖ تعالٰی علٰی ما ذھب الیہ ابن عباس o

ترجمہ: حضرت خضر کو جولدنی علم سکھایا گیا وہ علم غیب ہے اور اس غیب کے متعلق خبر دینا ہے خدا کے حکم سے جیسا کہ اس طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما گئے ہیں۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت:

یعنی الخبار بالغیوب وقیل العلم اللدنی ماحصل للعبد بطریق الالھام o

ترجمہ : یعنی حضرت خضر کو غیب کی خبریں دیں اور کہا گیا ہے کہ علم لدنی وہ ہوتا ہے جو بندے کو الہام کے طریقہ پر حاصل ہو۔

تفسیر خازن یہ ہی آیت:

ای علم الباطن الھاما o

ترجمہ: یعنی حضرت خضر کو علم باطن الہام کے طریقہ پر عطا فرمایا۔

اسی آیت وتفسیری عبارتوں سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضرت خضر کو بھی علم غیب عطا فرمایا تھا۔ جس سے لازم آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی علم غیب عطا ہوا۔ کیونکہ آپ تمام مخلوق الٰہی سے زیادہ عالم ہیں اور حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مخلوق ہیں۔

(۱۹) وکذٰلك نری ابرٰھیم ملکوت السمٰوٰت و الارض o (انعام:۷۵)

ترجمہ: اوراسی طرح ہم ابراہیم کودکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اورزمین کی۔

تفسیر خازن یہ ہی آیت:

اقیم علی صخرۃ وکشف له عن السمٰوٰت حتی رای العرش و الکرسی وما فی السمٰوٰت من العجائب کشف له عن الارض حتی نظر الیٰ اسفل الارضین و رایٰ ما فیها من العجائب ٥

ترجمہ : حضرت ابراہیم علیہ السلام کوصخرہ پرکھڑا کیا گیااوران کے لیے آسمان کھول دیے گئے۔یہاں تک کہ انہوں نے عرش وکرسی اور جو کچھ آسمانوں میں ہے، دیکھ لیااورآپ کے لیے زمین کھولی گئی یہاں تک کہ انہوں نے زمینوں کی نیچی زمین اوران عجائبات کودیکھ لیا جوزمینوں میں ہیں۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت:

قال مجاهد فرجت له السمٰوٰ ت السبع فنظر الیٰ ما فیهن حتی انتهٰی نظره الی العرش و فرجت له الارضوان السبع حتی نظر الیٰ ما فیهن ٥

ترجمہ : مجاہد نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے لیے ساتوں آسماں کھول دیے گئے۔پس انہوں نے دیکھ لیا جوکچھ آسمانوں میں ہے۔یہاں تک کہ ان کی نظرعرش تک پہنچ گئی اوران کے لیے سات زمینیں کھولی گئیں کہ انہوں نے وہ چیزیں دیکھ لیں جوزمینوں میں ہیں۔

روح البیان یہ ہی آیت:

عجائب و بدائع آسما نها و زمین ها از درد ئه عرش تا تحت الثریٰ بروے منکشف ساخته۔

ترجمہ : ابراہیم علیہ السلام کوآسمان وزمین کے عجائبات وغرائبات دکھائے اورعرش کی بلندی سے تحت الثریٰ تک کھول دیا۔

تفسیر جریرابن ابی حاتم میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

انه جلی له الا مر سره و علانیته فلم یخف علیه شیء من اعمال الخلائق ٥

ترجمہ : حضرت ابراہیم علیہ السلام پرکھلی وپوشیدہ تمام چیزیں کھل گئیں پس ان پرمخلوق کےاعمال میں

سے کچھ بھی چھپا نہ رہا۔

تفسیر کبیر یہ ہی آیت:

ان اللہ شق لہ السمٰوٰ ت حتٰی رای العرش و الکرسی والٰی حیث ینتھٰی الیہ فرقیۃ العالم الجسمانی ورای ما فی السمٰوٰ ت من العجائب و البدائع ورای ما فی باطن الارض من العجائب و الغرائب o

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آسمانوں کو چیر دیا یہاں تک کہ انہوں نے عرش وکرسی اور جہاں تک جسمانی عالم کی فوقیت ختم ہوتی ہے، دیکھ لیا۔ اور وہ عجیب وغریب چیزیں بھی دیکھ لیں جو آسمانوں میں ہیں اور وہ عجیب وغریب چیزیں بھی دیکھ لیں جو زمین کے پیٹ میں ہیں۔

اس آیت اور ان کی تفاسیر عبارات سے معلوم ہوا کہ از عرش تا تحت الثریٰ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام کو دکھائے گئے اور مخلوق کے اعمال کے بھی ان کو خبر دی گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا علم ان سے کہیں زیادہ ہے تو ماننا پڑے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو بھی یہ علوم عطا ہوئے۔

خیال رہے کہ عرش کے علم میں لوح محفوظ بھی آ گئی۔ اور لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے اس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ لہٰذا ما کان وما یکون کا علم تو ان کو بھی حاصل ہوا۔ اور علم ابراہیمی اور علم حضرت آدم علیہما السلام حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے علم کے دریا کا قطرہ ہے۔

(۲۰) یوسف علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا تھا: لا یا تیکما طعام تر زقنہٖ الا نبا تکما بتا ویلہٖ (یوسف:۳۷) اس کی تفسیر میں روح البیان وکبیر وخازن میں ہے: اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تمہیں کھانے کے گزشتہ و آئندہ کے سارے حالات بتا سکتا ہوں کہ غلہ کہاں سے آیا اور کب کہاں جائے گا۔ تفسیر کبیر نے تو فرمایا کہ یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ کھانا نفع دے گا یا نقصان۔ یہ چیزیں وہ ہی بتا سکتا ہے جو ہر ذرہ کی خبر رکھتا ہو، پھر فرماتے ہیں:

(۲۱) ذٰلکما مما علمنی ربی (یوسف:۳۷)

ترجمہ: یہ علم تو میرے علوم کا بعض حصہ ہے۔

اب بتاؤ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا علم کتنا ہوگا۔ علم یوسفی تو علم مصطفیٰ کے سمندر کا قطرہ ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا:

(۲۲) وانبئکم بما تا کلون وما تد خرون فی بیتکم o (آل عمران:۴۹)

ترجمہ: میں تمہیں بتا سکتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔

دیکھو کھانا گھر میں کھایا اور رکھا گیا جہاں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود نہ تھے اور اس کی خبر آپ باہر سے دے رہے ہیں یہ ہے علم غیب۔

(۲۳) یآیھاالذین امنوا لا تسلوا عن اشیآء ان تبد لکم تسوکم o (مائدہ:۱۰۱)

ترجمہ: اے ایمان والوں ایسی باتیں ہمارے محبوب سے نہ پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جاویں تو تمہیں ناگوار ہوں۔

بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ ابن عباس سے روایت کی:

عن ابن عباس قال کان قوم یسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استھزاء فیقول الرجل من ابی و یقول الرجل تضل ناقتی این ناقتی فانزل اللہ فیھم ھذہ الایۃ یآ یھا الذین اٰمنوا لا تسئلوا عن اشیآء o (مائدہ:۱۰۱)

ترجمہ: حضرت عباس سے روایت ہے کہ کچھ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بطور مزاح سوال کرتے تھے کہ پس ایک شخص کہتا کہ میرا باپ کون ہے اور دوسرا شخص کہتا کہ میری اونٹنی کہاں ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اے ایمان والوں ایسی باتیں ہمارے محبوب سے نہ پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردے جاویں تو تمہیں ناگوار ہوں۔

تتمہ: مخالفین سے ان دلائل کے جواب کچھ نہیں بنتے صرف یہ کہہ دیتے ہیں کہ جن آیات میں کل شیء کا ذکر ہوا یا فرمایا گیا مالم تکن تعلم ان میں مراد شریعت کے احکام ہیں نہ کہ اور چیزیں۔ اس کے لیے چند دلائل لاتے ہیں۔

(۱) کل شیء غیر متناہی (بے انتہا) ہیں اور غیر متناہی چیزوں کا علم خدا کے سوا کسی کو ہونا منطقی قاعدے سے بالکل باطل ہے دلیل تسلسل سے۔

(۲) بہت سے مفسرین نے بھی کل شیء کے معنی کیے ہیں من امور الذین یعنی دین کے احکام جیسے جلالین وغیرہ۔

(۳) قرآن پاک میں بہت جگہ کل شیء فرمایا گیا ہے مگر اس سے بعض چیزیں مراد ہیں جیسے اوتیت من کل شیء

(نمل ۲۳) بلقیس کو کل شیء دی گئی تھیں۔ مگر یہ دلائل نہ صرف غلط فہمی ہے اور دھوکا۔ ان کے جوابات یہ ہیں:
عربی زبان میں کلمہ کل اور کلمہ ما عموم کے لیے آتے ہیں اور قرآن کا ایک ایک کلمہ قطعی ہے۔ اس میں کوئی قید لگانا محض اپنے قیاس سے جائز نہیں۔ قرآن پاک کے عام کلمات کو حدیث آحاد سے بھی خاص نہیں بنا سکتے، چہ جائیکہ محض اپنی رائے سے۔

(۱) کل شیء غیر متناہی ہیں نہیں بلکہ متناہی ہیں۔ تفسیر کبیر زیر آیت واحصیٰ کل شی ء عددا o (جن:۲۸)

قلنا لا شك ان احصاء العداد انما یکون فی المتناهی فاما لفظة کل شیء فانها لاتدل علیٰ کونهٖ غیر متناه لان الشیء عندنا هو الموجودات و الموجودات متناهیة فی العداد o

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ عدد سے شمار کرنا متناہی چیز میں ہوسکتا ہے لیکن لفظ کل شیء غیر متناہی ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ہمارے نزدیک شیء موجودات ہی ہیں اور موجود چیزیں متناہی میں شمار ہیں۔

تفسیر روح البیان میں اسی آیت واحصٰی کل شیء کے ماتحت فرمایا:

وهذهٖ الا یة مما یستدل بهٖ علیٰ ان المعلدوم لیس بشیء لانه لو کان شیئا لکانت الاشیآء غیر متناهیة و کونه لاحصٰی عددها یقتضی کونها متناهیة ان احصاء العداد انما یکون فی المتناهی o

ترجمہ: اس آیت سے اس پر بڑی دلیل پکڑی جاتی ہے کہ معدوم (غیر موجود) شی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بھی شی ہوتی تو چیزیں غیر متناہی (بے انتہا) ہوجاتیں۔ اور چیزوں کا شمار میں آنا، چاہتا ہے کہ چیزیں متناہی ہوں کیونکہ عدد سے شمار متناہی کی ہوسکتی ہے۔

(۲) اگر بہت سے مفسرین نے کل شیء سے صرف شریعت کے احکام مراد لیے ہیں تو بہت سے مفسرین نے کلی علم غیب بھی مراد لیا ہے اور جب کہ بعض دلائل نفی کے ہوں اور بعض ثبوت کے تو ثبوت والوں کو ہی اختیار کیا جاتا ہے۔ نورالانور بحث تعارض میں ہے: والمثبت اولیٰ من النافی "ثابت کرنے والے دلائل نفی کرنے والے سے زیادہ بہتر ہیں۔" تو جن تفسیروں کے حوالاجات ہم پیش کر چکے ہیں۔ چونکہ ان میں زیادہ کا ثبوت ہے۔ لہٰذا وہ ہی قابل قبول ہیں۔ نیز کل شیء کی تفسیر خود احادیث اور علمائے امت کے اقوال سے ہم بیان کریں گے کہ کوئی ذرہ کوئی قطرہ ایسا نہیں جو حضور ﷺ کے علم میں نہ آگیا ہو اور ہم مقدمہء کتاب میں لکھ چکے ہیں کہ تفسیر قرآن بالحدیث، اور تفسیروں

سے بہتر ہے لہٰذا حدیث ہی کی تفسیر مانی جاوے گی۔

نیز جن مفسرین نے امور دین سے تفسیر کی انہوں نے بھی دوسری چیزوں کی نفی تو نہ کی۔ لہٰذا تم نفی کہاں سے نکالتے ہو؟ کسی چیز کے ذکر نہ کرنے سے اس کی نفی کیسے ہوگی۔ قرآن کریم فرماتا ہے: تقیکم الحرا (نحل:۸۱) یعنی تمہارے کپڑے تم کو گرمی سے بچاتے ہیں تو کیا کپڑے سردی سے نہیں بچاتے؟ مگر ایک چیز کا ذکر نہ فرمایا۔ نیز دین تو سب ہی کو شامل ہے۔ عالم کی کون سی چیز ایسی ہے جس پر دین کے احکام حرام حلال وغیرہ جاری نہیں ہوتے تو ان کا یہ فرمانا کہ دینی علم مکمل کر دیا سب کو شامل ہے۔

(۳) بلقیس وغیرہ کے قصہ میں جو کل شیء آیا ہے وہاں قرینہ موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کل شیء سے مراد سلطنت کے کاروبار کی کل چیزیں ہیں۔ اس لیے وہاں گویا مجازی معنی مراد لیے گئے یہاں کونسا قرینہ ہے جس کی وجہ سے کل شیء کے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لیے جاویں۔ خیال رہے کہ قرآن کریم نے ہدہد کا قول نقل فرمایا کہ اس نے کہا: اوتیت من کل شیء بلقیس کو ہر چیز دی گئی خود رب نے یہ خبر نہ دی۔ ہدہد سمجھا کہ بلقیس کو دنیا بھر کی تمام چیزیں مل گئیں مگر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے خود رب تعالیٰ نے فرمایا: تبیانا لکل شیء (نحل:۸۹) ہدہد غلطی کرسکتا ہے رب کا کلام غلط نہیں ہوسکتا۔ اس نے تو یہ بھی کہا: ولها عرش عظیم (نحل:۲۳) کیا تخت بلقیس عرش عظیم تھا بلکہ قرآن کی آیتیں تو بتا رہی ہیں کہ کل شیء سے مراد یہاں عالم کی تمام چیزیں ہیں۔ فرماتا ہے: ولا رطب ولا یا بس الا فی کتب مبین ٥ (انعام:۵۹) کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ یا قرآن کریم میں نہ ہو۔ پھر آنے والی آحادیث اور علماء اور محدثین کے قول بھی اسی کی تائید کرتے ہیں کہ عالم کی ہر چیز کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم دیا گیا۔ ہم حاضر و ناظر کی بحث میں انشاءاللہ بتائیں گے کہ تمام عالم ملک الموت کے سامنے ایسا ہے جیسا ایک طشت۔ اور ابلیس آن کی آن میں تمام زمین کا چکر لگا لیتا ہے۔ اور یہ دیوبندی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساری مخلوقات سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ان چیزوں کا علم ہو۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کاتب تقدیر کا فرشتہ کا علم علوم خمسہ کی بحث میں بتائیں گے جس سے معلوم ہوگا کہ سارے علوم خمسہ ان کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ساری مخلوق سے زیادہ عالم لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ علوم بلکہ اس سے زیادہ ماننا پڑیں گے۔ ہمارا مدعیٰ ہر حال میں ثابت ہے۔ وللہ الحمد۔

دوسری فصل

علم غیب کی آحادیث کے بیان میں

اس فصل میں ہم نمبروار احادیث بیان کرتے ہیں۔پھراسی ترتیب سے تیسری فصل میں ان حدیثوں کی شرح بیان کریں گے۔

(۱) بخاری کتاب بدءالخلق اور مشکوٰۃ جلد دوم باب بدءالخلق وذکرالانبیاء میں حضرت فاروق سے روایت ہے:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم و اھل النار منازلھم حفظ ذٰلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ o

ترجمہ : حضور علیہ السلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا۔پس ہم کوابتداء پیدائش کی خبر دے دی۔یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں ،جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

اس جگہ حضور علیہ السلام نے دوقسم کے واقعات کی خبر دے دی۔

(۱) عالم کی پیدائش کی ابتداء کس طرح ہوئی۔(۲) پھر عالم کی انتہاء کس طرح ہوگی یعنی از روز اول تا قیامت ایک ایک ذرہ قطرہ بیان کردیا۔

(۲) مشکوٰۃ باب المعجز ات میں مسلم سے بروایت عمروابن اخطب اسی طرح منقول ہے مگراس میں تناور ہے:

فاخبرنا بما ھو کائن الٰی یوم القیٰمۃ فا علمنا احفظنا o

ترجمہ : ہم کوتمام ان واقعات کی خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جوان باتوں کازیادہ حافظ ہے۔

(۳) مشکوٰۃ کتاب الفتن میں بخاری ومسلم سے بروایت حضرت حذیفہ ہے:

ماترک شیئا یکون فی مقامہٖ ذالک الٰی قیام الساعۃ الّٰی حدث بہٖ حفظہ من حفظہ و نسیہ من نسیہo

ترجمہ : حضور علیہ السلام نے اس جگہ قیامت تک کی کوئی چیز نہ چھوڑی مگراس کی خبر دے دی جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جوبھول گیا وہ بھول گیا۔

(۴) مشکوٰۃ باب فضائل سیدالمرسلین میں مسلم سے بروایت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:

ان اللہ ذوٰی لی الارض فرایت مشارق الارض و مغاربھاo

ترجمہ: اللہ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(۵) مشکوٰۃ باب المساجد میں عبدالرحمٰن بن عائش سے روایت ہے:

را یت ربی عزوجل فی احسن صورۃ فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السموت والارض o

ترجمہ: ہم نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ رب تعالیٰ نے اپنے دست قدرت ہمارے سینہ پر رکھا۔ جس ٹھنڈک ہم نے اپنے قلب میں پائی پس تمام آسمان وزمین کی چیزوں کو ہم نے جان لیا۔

(۶) شرع مواہب لدنیہ للزرقانی میں حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایت سے ہے:

ان اللہ رفع لی الدنیا فانا النظر الیھا والٰی ما ھو کائن فیھا الٰی یوم القیٰمة کانما النظر الٰی کفی ھٰذا o

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا۔ پس ہم اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔

(۷) مشکوٰۃ باب المساجد بروایت ترمذی:

فتجلی لی کل شیء و عرفت o

ترجمہ: پس ہمارے لیے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور ہم نے پہچان لی۔

(۸) مسند امام احمد بن حنبل میں بروایت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وما یحرك طائر جناحیه فی السماء الا ذکرنا منه علما o

ترجمہ : ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حال پر چھوڑا کہ کوئی پرندہ اپنے پر بھی نہیں ہلاتا مگر اس کا ہم کو علم بتا دیا۔

(۹) مشکوٰۃ باب الفتن فصل ثانی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ماترك رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من قائد فتنة الٰی ان تنقضی الدنیا یبلغ من ثلٰث مائة فصا عدا قد سماہ لنا باسمهٖ واسم ابیه واسم قبیلتهٖ رواہ ابو دائود o

ترجمہ : نہیں چھوڑا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی فتنہ چلانے والے کو دنیا کے ختم ہونے تک جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی مگر ہم کو اس کا نام اس کے باپ کا نام اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔

(۱۰) مشکوٰۃ باب ذکر الانبیاء میں بخاری سے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:

خفف علٰی دائود القرآن فکان یامر بدوآبہٖ فتسرج فیقرا القرآن قبل ان تسرج دوابہ o

ترجمہ : حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن (زبور) کو اس قدر ہلکا کر دیا گیا تھا کہ وہ اپنے گھوڑوں کی زین لگانے کا حکم دیتے تھے تو آپ ان کی زین سے پہلے زبور پڑھ لیتے تھے۔

یہ حدیث اس جگہ اس لیے بیان کی گئی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وعظ میں از اول تا آخر واقعات بیان فرما دیے تو یہ بھی آپ کا معجزہ تھا۔ جیسا کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام آن کی آن میں ساری زبور شریف پڑھ لیتے تھے۔

(۱۱) مشکوٰۃ باب مناقب اہل البیت میں ہے:

تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرك o

ترجمہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (حضرت ام فضل کو) خبر دی کہ فاطمہ زہراء کے فرزند پیدا ہوگا جو تمہاری پرورش میں رہے گا۔

(۱۲) بخاری باب اثبات عذاب القبر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل ہے:

مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال انھما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان لا یستتر من البول واما الاخر فکان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا نصفین ثم عرز فی کل قبر واحدۃ وقال لعلہ ان یخفف عنھما مالم ییبسا o

ترجمہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو قبروں پر گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا تو فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی دشوار بات میں عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا چیرا پھر ہر قبر میں ایک ایک کو گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹکڑے خشک نہ ہوں گے ان دونوں شخصوں سے عذاب میں کمی آ جاوے گی۔

(۱۳) بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ اور تفسیر خازن میں زیر آیت لا تسئلوا عن اشیاء ان

تبدلکم (مائدہ:۱۰۱)

قام علی المنبر فذکرالساعة و ذکر ان بین یدیھا امورا عظاما ثم قال ما من رجل احب ان یسئل عن شیء فلیسال عنه فواللّٰہ لاتسئلونی عن شیء الااخبرتکم بہٖ مادمت فی مقامی ھٰذا فقام رجل فقال این مد خلی قال النار فقام عبداللّٰہ ابن حذافة فقال من ابی قال ابوک حذافة ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی o

ترجمہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں پھر فرمایا کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے قسم خدا کی جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے مگر ہم تم کو اس کی خبر دیں گے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔ عبداللہ ابن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ۔ پھر بار بار فرماتے رہے کہ پوچھو مجھ سے پوچھو مجھ سے۔

خیال رہے کہ جہنمی یا جنتی ہونا علوم خمسہ میں سے ہے کہ سعید ہے کہ یا شقی، اسی طرح کون کس کا بیٹا ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کا علم سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو نہیں ہوسکتا۔ قربان ان نگاہوں کے جو کہ اندھیرے اجالے، دنیا و آخرت سب کو دیکھتی ہیں۔

(۱۴) مشکوٰۃ باب مناقب علی میں ہے:

قال یوم خیبر لا عطین ھٰذہ الرایة غدا رجلا یفتح اللّٰہ علٰی یدیه یحب اللّٰہ ورسوله o

ترجمہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کے دن فرمایا کہ ہم کل یہ جھنڈا اس کو دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ خیبر فتح فرمادے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

(۱۵) مشکوٰۃ باب المساجد میں ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

عرضت علی اعمال امتی حسنھا و سیئھا فوجدت فی محاسن اعمالھا الاذیٰ یماط عن الطریق o

ترجمہ : ہم پر ہماری امت کے اعمال پیش کیے گئے، اچھے بھی اور برے بھی، ہم نے ان کے اچھے اعمال میں وہ تکلیف دہ چیز بھی پائی جو راستے سے ہٹا دی جائے۔

(۱۶) مسلم جلد دوم کتاب الجہاد باب غزوۂ بدر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذا مصرع فلان ویضع یدہ علی الارض ھٰھنا وھٰھنا قال فما ماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے اور اپنے دست مبارک کو ادھر ادھر زمین پر رکھتے تھے۔ راوی نے فرمایا کہ کوئی بھی مقتولین میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹا۔

خیال رہے کہ کون کس جگہ مرے گا۔ یہ علوم خمسہ میں سے ہے جس کی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ بدر میں ایک روز پہلے ہی دے رہے ہیں۔

(۱۷) مشکوٰۃ باب المعجزات میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

فقال الرجل تاللہ ان رایت کالیوم ذنب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھٰذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضٰی وما ھو کائن بعدکم o

ترجمہ: شکاری آدمی نے کہا کہ میں نے آج کی طرح کبھی نہ دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب بات یہ ہے کہ ایک صاحب (حضور) دو میدانوں کے درمیان نخلستان (مدینہ) میں ہیں اور تم کو گزشتہ اور آئندہ کی خبریں دے رہے ہیں۔

(۱۸) تفسیر خازن پارہ ۴ زیر آیت ماکان اللہ لیذر المومنین علٰی مآ انتم علیہ (آل عمران:۱۷۹) ہے:

قال رسول اللہ علیہ السلام عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علٰی اٰدم و اعلمت من یو من بی ومن یکفر بی فبلغ ذٰلك المنافقین فقالوا استھزاء زعم محمد انہ یعلم من یو من بہٖ ومن یکفر ممن لم یخلق بعد و نحن معہ وما یعرفنا فبلغ ذٰلك رسول اللہ علیہ السلام فقام الی المنبر فحمد اللہ واثنٰی علیہ ثم قال مابال اقوام طعنوا فی علمی لاتسئلونی عن شیء فیما بینکم و بین الساعۃ الا انبستکم بہ o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم پر ہماری امت پیش فرمائی گئی اپنی اپنی صورتوں میں مٹی میں جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش ہوئی تھی ہم کو بتا دیا کہ کون ہم پر ایمان لاوے گا اور کون کفر

کرے گا۔ یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فرماتے ہیں کہ ان کو لوگوں کی پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہوگئی ہم تو ان کے ساتھ ہیں اور ہم کو نہیں پہنچانتے۔ یہ خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی تو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ قوموں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم میں طعن کرتے ہیں۔ اب سے قیامت تک کسی چیز کے بارے میں جو بھی تم ہم سے پوچھو گے ہم تم کو خبر کر دیں گے۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں طعن کرنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ دوسرے یہ کہ قیامت تک کے واقعات سارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہیں۔

(۱۹) مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الملاحم فصل اول میں مسلم سے بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:

انی لا عرف اسمآء ھم واسمآء اٰباء ھم والوان خیولھم خیر فوارس او من خیر فوارس علیٰ ظھر الارض o

ترجمہ : ہم ان کے (دجال سے جہاد کی تیاری کرنے والوں کے) نام، ان کے باپ دادوں کے نام ان کے گھوڑوں کے رنگ پہنچانتے ہیں وہ روئے زمین پر بہترین سوار ہیں۔

(۲۰) مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکر و عمر میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کی نیکیاں تاروں کے برابر ہوں فرمایا ہاں وہ عمر ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو قیامت تک کے سارے لوگوں کے تمام ظاہری اور پوشیدہ اعمال کی پوری خبر ہے اور آسمانوں کے تمام ظاہری اور پوشیدہ تاروں کا بھی تفصیلی علم ہے۔ حالانکہ بعض بعض تارے اب تک فلاسفہ کو سائنسی آلات سے بھی معلوم نہ ہو سکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں چیزوں کو ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ عمر کی نیکیاں تاروں کے برابر ہیں۔ دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہ ہی بتا سکتا ہے جسے دونوں چیزوں کا علم بھی ہو اور مقدار بھی معلوم ہو۔

ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث پیش کی جا سکتی ہیں مگر اختصاراً اسی قدر پر کفایت کی گئی۔ ان احادیث سے اتنا معلوم ہوا کہ تمام عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اس طرح ہے جیسے اپنی کف دست۔ خیال رہے کہ عالم کہتے ہیں ماسوی اللہ کو تو عالم اجسام، عالم ارواح، عالم امر، عالم امکان، عالم ملائکہ، عرش و فرش غرضیکہ ہر چیز پر حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی نظر ہے اور عالم میں لوح محفوظ بھی ہے جس میں سارے حالات ہیں۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ اگلے پچھلے سارے واقعات پر بھی اطلاع رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ معلوم ہوا کہ تاریک راتوں میں تنہائی کے اندر جو کام کیے جاویں وہ بھی نگاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوشیدہ نہیں کہ عبداللہ کو ان کے والد حذافہ کے بارے میں بتادیا۔ چوتھے یہ معلوم ہوا کہ کون کب مرے گا، کہاں مرے گا، کس حال میں مرے گا کافر یا مومن۔ عورت کے پیٹ میں کیا ہے یہ بھی میرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مخفی نہیں۔ غرضیکہ ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ علم میں ہے۔ ﷺ

تیسری فصل

شارحین اور احادیث کے اقوال میں، دربارئہ علم غیب

(۱) عینی شرح بخاری، فتح الباری ارشادالساری شرح بخاری، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حدیث نمبر ا کے ماتحت ہے:

فیہ دلالۃ علٰی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدآء ھا الٰی انتھائھا o

ترجمہ: اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی مجلس میں ساری مخلوقات کے سارے حالات کی از ابتداء تا انتہا خبر دے دی۔

(۱۹) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شرح شفاء لملاعلی قاری، زرقانی شرح مواہب، نسیم الریاض شرح شفاء میں حدیث نمبر ۴ میں ہے۔

وحاصلہ ان طوی لہ الارض وجعلھا مجموعۃ کھیئۃ کف فیہ مراۃ ینظر الٰی جمعھا وطواھابتقریب بعید ھا الٰی قریبھا حتی اطلعت علٰی ما فیھا o

ترجمہ: اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے زمین سمیٹ دی گئی اور اس کو ایسا جمع فرمادیا گیا جیسے ایک ہاتھ میں آئینہ ہو اور وہ شخص اس پورے آئینہ کو دیکھتا ہے اور زمین کو اس طرح سمیٹا کہ دور والی کو قریب کر دیا اس کے قریب کی طرف یہاں تک کہ ہم نے دیکھ لیا ان تمام چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔

(۳) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حدیث نمبر ۵ کے ماتحت ہے۔

فعلمت ای بسبب وصول ذٰلک الفیض ما فی السمٰوٰت والارض یعنی ما اعلمہ اللہ مما فیھما من الملٰئکۃ والاشجار و غیرھا وھو عبارۃ عن سعۃ علمہ الذی فتح اللہ بہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السمٰوٰت بل وما فوقھا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی بمعنی الجنس ای و جمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتھا کما افادہ اخبارہ علیہ السلام عن الثور والحوت الذی علیھما الارضون o

ترجمہ: اس فیض کے پہنچنے سے ہم نے تمام وہ چیزیں جان لیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں یعنی آسمان وزمین میں وہ چیزیں جو اللہ نے بتائیں، فرشتے اور درخت وغیرہ یہ آپ کے اس وسیع علم کا بیان ہے جو اللہ

تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمایا۔ابن حجر نے فرمایا کہ جان لی وہ تمام مخلوقات جو آسمانوں بلکہ جو اس کے اوپر ہے جیسا کہ حدیث معراج سے معلوم ہوتا ہے اور زمین میں ہے اور تمام وہ چیزیں جو ساتوں زمینوں بلکہ جو اس سے نیچے ہیں جیسا کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیل اور مچھلی کی خبر دی ہے جن پر زمینیں قائم ہیں۔

(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث نمبر ۵ کے ماتحت ہے۔

عبارت است از حصول تمامه علوم جزوی و کلی واحاطه آں۔

ترجمہ: یہ حدیث تمام جزوئی وکلی علموں کے حاصل ہونے اور اس کے احاطہ کا بیان ہے۔

(۵) اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث نمبر ۷ کے ماتحت بیان فرمایا ہے۔

پس ظاهر شدو روشن شد مرا هر چیز از علوم و شناختم همه را۔

ترجمہ: ہم پر ہر قسم کا علم ظاہر ہوگیا اور ہم نے سب کو پہچان لیا۔

(۶) علامہ زرقانی شرح مواہب میں اسی حدیث نمبر ۷ کے ماتحت فرماتے ہیں۔

ای اظهر و کشف لی الدنیا بحثیت احطت بجمیع مافیها فانا انظر الیها والٰی ما هو کائن فیها الٰی یوم القیٰمة کانما انظر الٰی کفی هذهٖ اشارة الٰی انه نظر حقیقة دفع به انه ارید بالنظر العلم ٥

ترجمہ: نی ہمارے سامنے دنیا ظاہر کی گئی اور کھولی گئی کہ ہم نے اس کی تمام چیزوں کا احاطہ کرلیا پس ہم اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقۃً ملاحظہ فرمایا یہ احتمال دفع ہوگیا کہ نظر سے مراد علم ہے۔

(۷) امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں زیر حدیث نمبر ۸ فرماتے ہے۔

ولا شك ان الله قد اطلعه علٰی ازید من ذٰلك والقٰی علیه علم الاولین والا خرین ٥

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ اللہ نے حضور کو اس سے بھی زیادہ پر مطلع فرمایا اور آپ کو سارے اگلے پچھلے حضرات کا علم دیا۔

(۸) ملا علی قاری مرقاۃ میں حدیث نمبر ۱۷ کے ماتحت فرماتے ہے۔

يخبر كم بما مضٰى اى سبق من خبر الاولين ممن قبلكم وما هو كائن بعد كم اى من نبأالاخرين فى دنيا ومن احوال الا جمعين فى العقبٰى o

ترجمہ : تم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگلوں کی گزری ہوئی خبریں دیتے ہیں اور جو کچھ تمہارے بعد پچھلوں کی خبریں ہیں وہ بھی بتاتے ہیں۔ دنیاوی حالات اور آخرت کے سارے حالات۔

(۹) مرقاۃ میں حدیث نمبر ۱۹ کے ماتحت فرماتے ہے۔

فيه مع كونهٖ من المعجزات دلالة علٰى ان علمه عليه السلام محيط بالكيات والجزئيات من الكائنات و غيرها o

ترجمہ :اس حدیث میں معجزہ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ اس پر بھی دلالت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلی اور جزئی واقعات کو گھیرے ہوئے ہے۔

محدثین کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام عالم کو اور اس میں ازازل تا ابد ہونے والے واقعات کو اس طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں جیسے کوئی اپنے ہاتھ میں آئینہ لے کر اسے دیکھتا ہے۔اس عالم میں لوح محفوظ بھی ہے۔دوسرے یہ معلوم ہوا کہ تمام اولین وآخرین یعنی انبیاء وملائکہ واولیاء کا علم آپ کو عطا فرمایا گیا۔انبیاء میں حضرت آدم وحضرت خلیل وحضرت خضر علیہم السلام داخل ہیں اور ملائکہ میں حاملین عرش اور حاضرین لوح محفوظ بھی شامل ہیں اور ان کا علم تو سارے ما کان وما یکون کو محیط ہے تو حضور کے علم کا کیا پوچھنا۔اب وسعت علم میں علوم خمسہ بھی آ گئے۔

چوتھی فصل

علمائے امت کے اقوال کے بیان میں دربائہ علم غیب

مدارج النبوۃ کے خطبہ میں شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

هو الاول والاٰ اخر و الظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم ○ (حدید:۳)

ترجمہ: وہ ہی اول ہے وہ ہی آخر ہے وہی ظاہر وہ ہی پوشیدہ اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

یہ خدا کی حمد بھی ہے اور نعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

ووے صلی اللّٰه علیه وسلم دانا است برهمه چیز از شیوانات و احکام الٰهی و احکام و صفات حق و اسماء و افعال و آثار و بجمیع علوم ظاهر و باطن و اول و آخر احاطه نمود مصداق فوق کل ذی علم علیم شد۔

ترجمہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام چیزوں کے جاننے والے ہیں اور انہوں نے خدائے پاک کی شانیں اس کے احکام حق تعالیٰ کی صفات اور افعال اور سارے ظاہری باطنی اول وآخر کے علوم کا احاطہ فرمالیا ہے۔

اسی مدارج جلد اول باب پنجم درذکر فضائل آنحضرت صفحہ ۱۴۴ میں ہے:

از زمان آدم تانثحئه اولیٰ بروے علیه الصلوٰة و السلام منکشف سا ختند تاهمه احوال اور از اول تا آخر معلوم گر ددویاران خود رانیز از بعضے ازاں احوال خبردار۔

ترجمہ : ضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے صور پھونکنے تک تمام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظاہر فرمادیا تاکہ اول سے آخر تک کے سارے حالات آپ کو معلوم ہو جائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض حالات کی خبر اپنے صحابہ کو بھی دی۔

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ فرماتے ہیں:

وقد تواترت الاخبار واتفقت معانيها علٰى اطلاعهٖ عليه السلام على الغيب و لاينافى الايٰت الدالة علٰى انه لايعلم الغيب الاالله لان المنفى علمه عليه السلام من غير واسطة اما اطلاعه عليه باغلام الله فمحقق بقولهٖ تعالٰى الامن ارتضٰى من رسول ○

ترجمہ : احادیث اس پر متواتر ہیں اوران کے معانی اس پر متفق ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب پر

اطلاع ہے اور یہ مسئلہ ان آیتوں کے خلاف نہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا کیونکہ جس غیب کی نفی ہے وہ علم بغیر واسطہ ہے۔ (یعنی ذاتی) لیکن حضور کا غیب پر مطلع ہونا اللہ کے بتانے سے وہ ثابت ہے رب کے اس قول سے کہ سوائے پسندیدہ رسول کے۔

شفاء شریف میں قاضی عیاض علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں (ماخوذ از خرپوتی شرح قصیدہ بردہ)

خس اللہ تعالٰی بہٖ علیہ السلام الاطلاع علٰی جمیع مصالح الدنیا والذین ومصالح امتہٖ وما کان فی الامم وماسیکون فی امتہٖ من النقیر والقطیمر وعلٰی جمیع فنون المعارف کاحوال القلب والفرائض والعبادۃ والحساب o

ترجمہ : اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص فرمایا تمام دینی ودنیاوی مصلحتوں پر مطلع فرما کر اپنی امت کی مصلحت اور گزشتہ امتوں کے واقعات اور اپنی امت کے ادنیٰ سے ادنیٰ واقعہ پر خبردار فرمادیا۔اور تمام معرفت کے فنون پر مطلع فرمادیا جیسے دل کے حالات ،فرائض عبادات اور علم حساب۔

قصیدہ بردہ میں ہے۔

فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم o

ترجمہ:دنیاوآخرت آپ ہی کے کرم سے ہے اورلوح وقلم کا علم آپکے علوم کا بعض حصہ ہے۔

شرح قصیدہ بردہ مصنفہ علامہ ابراہیم بیجوری میں اس شعر کے ماتحت ہے:

فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علومہٖ علیہ السلام فما البعض الاٰخر فی اجیب بان البعض الاٰخر ہو ما اخبرہ اللہ تعالٰی من احوال الاٰخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ماہو کائن الٰی الیوم القیٰمۃ o

ترجمہ :اگرکہا جوے کہ جب لوح وقلم کا لعم حضور کے علوم کا بعض ہوا تو دوسرے بعض کون سے علوم ہیں جواب دیا جاوے گا کہ وہ بعض آخرت کے حالات کا علم ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبردی کیونکہ قلم نے تو لوح میں وہ ہی لکھا ہے جو قیامت تک ہونے والا ہے۔

ملا علی قاری حل العقد شرح قصیدہ بردہ میں اسی شعر کے ماتحت فرماتے ہیں:

وکون علومھما من علومہٖ علیہ السلام ان علومہ تتنوع الی الکیات والجزئیات و

حقائق و معارف وعوارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما یکون نهرا من بحور علمهٖ وحرفا من سطور علمهٖ o

ترجمہ : اور لوح وقلم کا علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے بعض اس لیے ہیں کہ علوم منقسم ہیں جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت اور ان کی معرفتوں کی طرف جس کا تعلق ذات اور صفات سے ہے لہٰذا لوح وقلم کا علم حضور کے علم کے دریاؤں کی ایک نہر ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی سطروں کا ایک حرف۔

ان عبارتوں نے فیصلہ فرما دیا کہ وہ لوح وقلم جن کے علوم کو قرآن نے فرمایا ہے کہ:

ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین o (انعام:۵۹)

ترجمہ: کوئی خشک اور تر چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

اس کے علوم علم مصطفیٰ ﷺ کے سمندروں کا ایک قطرہ ہے تو معلوم ہوا کہ ما کان وما یکون کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے علم کے دفتر کا ایک نقطہ ہے۔

امام بوصیری صاحب قصیدہ بردہ اپنے دوسرے قصیدہ ام القرٰی میں فرماتے ہیں:

وسع العامین علما و حلما　　　فھو بحر لم تعھا الاعیاء

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے علم واخلاق سے جہانوں کو گھیر لیا۔ پس آپ ایسے سمندر ہیں کہ اس کو گھیر نے والے نہ گھیر سکے۔"

شیخ سلیمان جمل اس شعر کی شرح میں فتوحات احمدیہ میں فرماتے ہیں:

ای وسع علمه علوم العٰلمین الانس والجن والملئکة لان اللہ تعالٰی اطلعه علی العالم کلهٖ فعلم علم الاولین والاٰ خرین وما کان وما یکون وحسبك علمه علم القراٰن وقد قال اللہ تعالٰی مافرطنا فی الکتٰب من شیء o

ترجمہ : یعنی آپ کا علم تمام جہانوں یعنی جن وانسان اور فرشتوں کے علم کو گھیرے ہوئے ہے۔ کیونکہ رب تعالٰی نے آپ کو تمام عالم پر خبردار فرمایا پس اگلوں پچھلوں کا علم سکھایا اور ما کان وما یکون بتایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے لیے علم قرآن کافی ہے خدا تعالٰی فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا

نہ رکھی۔

امام ابن حجر مکی اس شعر کی شرح میں افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:

لان اللہ تعالٰی اطلعه علی العالم فعلم الاولین و الاخرین وما کان وما یکون o

ترجمہ : کیونکہ اللہ تعالٰی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام جہاں پر خبردار فرمایا پس آپ نے اولین و آخرین کو اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا اس کو جان لیا۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ سارے جہاں والوں کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا۔ جہاں والوں میں حضرت آدم علیہ السلام، ملائکہ، ملک الموت اور شیطان وغیرہ سب ہی ہیں۔ اور ملک الموت وشیطان کے لیے علم غیب تو دیوبندی بھی مانتے ہیں۔

امام بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:

و کلهم من رسول اللہ ملتمس　　　غرفا من البحر او رشفا من الدیم

ترجمہ : ''تمام رسول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی لینے والے ہیں سمندر سے ایک چلو یا تیز بارش سے چھینٹا''۔

علامہ خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں اس شعر کے ماتحت فرماتے ہیں:

ان جمیع الانبیآء کل واحد منهم طلبوا و اخذوا العلم من علمهٖ علیه السلام الذی کالبحر فی السعة والکرم من کرمهٖ علیه السلام الذی هو کالدیم لانه علیه السلام مفیض وانهم مستفاضون لانه تعالٰی خلق ابتداء روحه علیه السلام و وضع علوم الانبیآء وعلم ما کان وما یکون فیه ثم خلقهم فاخذوا علومهم منه علیه السلام o

ترجمہ: ہر نبی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس علم سے مانگا اور لیا جو وسعت میں سمندر کی طرح ہے اور سب نے کرم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کرم سے حاصل کیا جو تیز بارش کی طرح ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فیض دینے والے ہیں اور وہ نبی فیض لینے والے۔ کیونکہ رب تعالٰی نے اولاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پیدا فرمائی پھر اس روح میں نبیوں کے اور ما کان وما یکون کے علم رکھے پھر ان رسولوں کو پیدا فرمایا پس ان سب نے اپنے علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیے۔

حافظ سلیمان ابریز شریف صفحہ ۲۵۸ پر فرماتے ہیں:

یعلم علیہ السلام من العرش الی الفرش ویطلع علٰی جمیع ما فیھا وھٰذا العلوم بالنسبة الیہ علیہ السلام کالف من ستین جزاء التی ھی القراٰن العزیز o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش سے فرش تک کو جانتے ہیں اور جو کچھ ان میں ہے اس کی خبر رکھتے ہیں اور یہ سارے علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے ایسے ہیں جیسے الف ۶۰ جزو کی نسبت سے جو قرآن کریم ہیں۔

امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

النبوۃ ماخوذۃ من النبا بمعنی الخبر ای اطلعه الله علی الغیب o

ترجمہ: نبوت نباء سے مشتق ہے جس کے معنی ہے خبر یعنی اللہ نے ان کو غیب پر خبر دار فرمایا۔

مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۲ القسم الثانی فیما اخبر به علیه السلام من الغیوب میں ہے:

لاشك ان الله تعالٰی قد اطلعه علی اذید من ذٰلك والقٰی علیه علم الاولین والاخرین o

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالٰی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے بھی زیادہ پر اطلاع دی اور آپ پر اگلوں پچھلوں کا علم پیش کر دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۳۱۰ میں فرماتے ہیں:

ہر علم کہ مخصوص بہ اوست سبحانہ خاص رسل راا اطلاع مے بخشد۔

ترجمہ: جو علم رب تعالٰی کے ساتھ خاص ہے اس پر خاص رسولوں کو اطلاع دیتا ہے۔

مدارج النبوۃ جلد اول میں ہے:

از بعضے صلحا از اھل فضل شنیدہ شدہ است کہ بعضے از عرفا کتابے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آن حضرت راتمام علوم الٰھی معلوم ساختہ بودند ایں سخن بظاھر مخالف بسیارے ازدالہ است تا قائل آنھہٗ قصد باشد۔

ترجمہ: عض علمائے صالحین سے سنا گیا ہے کہ بعض عارفین نے کوئی کتاب لکھی ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام علوم الٰہیہ معلوم کرا دیے گئے تھے۔ یہ کلام بظاہر تو بہت سے دلائل کے

خلاف ہے نہ معلوم کہ قائل نے اس سے کیا مراد لی ہے۔

یہ عبارت یہاں اس لیے پیش کی گئی کہ بعض لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم خدا کے علم کے برابر مانا اور فرق صرف ذاتی اور عطائی کا جانا۔ مگر شیخ محمد عبدالحق نے ان کو مشرک نہ فرمایا۔ بلکہ عارف کہا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب ماننا شرک نہیں۔

میرزاہد رسالہ کے خطبہ میں ہے: کان صوادق التصدیقات بطبائعها متوجهة الیٰ حضرته الا قدس وحقائق التصورات بانفسها مائلة الی جناب المقدس فروجه المعلیٰ مرکز المعقولات تصوراتها و تصدیقاتها و نفسه العلیا منبع العقلیات نظر یاتها و فطریاتها o

اس کی شرح لواء الہدیٰ مصنفہ غلام یحیٰ میں اس عبارت کے ماتحت ہے: فذاته علیه السلام جامع بین جمیع انحاء العلوم o سبحان اللہ: اس عبارت نے پردے اٹھا دیے منطقیوں نے بھی بارگاہ نبوت میں پیشانی رگڑ دی۔

مولانا بحر العلوم عبدالعلی لکھنوی خطبہ حواشی میرزادہ رسالہ میں فرماتے ہیں:

علمه علوما ما احتویٰ علیه العلم الاعلیٰ وما استطاع علیٰ احاطتها اللوح الا وفٰی لم یلد الدهر مثله من الازل ولم یولد الی الابد فلیس له من فی السمٰوات والارض کفوا احد o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب نے وہ علوم سکھائے جن پر علم اعلیٰ بھی مشتمل نہیں اور جس کے گھیرنے پر لوح محفوظ قادر نہیں نہ تو آپ کی مثل زمانے میں پیدا ہوا ازل سے اور نہ ابد تک ہو اور آسمانوں و زمین میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔

علامہ شنوائی جمع النہایۃ میں فرماتے ہیں:

قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی علیه السلام حتی اطلعه علی کل شیء o

ترجمہ: یہ وارد ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے نہ نکالا یہاں تک کہ آپ کو ہر چیز پر مطلع فرما دیا۔

شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۷۵ میں ہے:

بالجملة العلم بالغیب امر تفرد به اللہ تعالیٰ لا سبیل الیه للعباد الا باعلام منه او الهاما بطریق المعجزة اوالکرامة o

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ غیب جاننا ایک ایسی بات ہے جو خدا سے خاص ہے بندوں کو اس تک کوئی راہ نہیں بغیر رب کے بتائے یا الہام فرمائے معجزے یا کرامت کے طریقہ پر۔

درمختار شروع کتاب الحج میں ہے:

فرض الحج سنة تسع وانما اخره عليه الصلوٰة السلام لعشر لعذز مع علمهٖ ببقاء حياتهٖ ليكمل التبليغ o

ترجمہ: حج ۹ھ میں فرض ہوا اور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو ۱۰ھ تک مئوخر فرمایا کسی عذر کی وجہ سے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی زندگی پاک کے باقی رہنے کا علم بھی تھا، تاکہ تبلیغ پوری ہو جائے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کب وفات ہوگی اس کا جاننا علوم خمسہ سے ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ ۹ھ میں نہ ہوگی۔اسی لیے اس سال حج نہ فرمایا۔ورنہ حج فرض ہوتے ہی اس کا ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ ہم کو موت کی خبر نہیں۔

خرپوتی نے شرح قصیدہ بردہ میں اس شعر کے ماتحت بیان فرمایا:

وواقفون لديه عند حدهم وفى حديث يروٰى عن معاوية انه كان يكتب بين يديه عليه السلام فقال له الق الدواة وحرف القلم واقم الباء و فرق السين ولاتعور الميم مع انه عليه السلام لميكتب ولم يقرامن كتاب الاولين o

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ سے حدیث مروی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے لکھا کرتے تھے۔پس حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ان کو فرمایا کہ دوات اس طرح رکھو۔قلم کو پھیرو، بے کو سیدھا کرو، سین میں فرق کرو، اور میم کو ٹیڑھا نہ کرو، باوجودیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے لکھنا نہ سیکھا اور نہ اگلوں کی کتاب پڑھی۔

تفسیر روح البیان میں زیر آیت ولا تخطه بيمينك (عنکبوت: ۴۸) ہے:

كان عليه السلام يعلم الخطوط و يخبر عنها o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطوں کو جانتے تھے اور اس کی خبر بھی دیتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام علم خط بھی بخوبی جانتے تھے۔اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب

شان حبیب الرحمٰن بآیات القرآن میں دیکھو۔ مثنوی شریف میں ہے:

۱۔ سرمہ کن درچشم خاک اولیا تا بہ بینی ز ابتدا تا انتہا

۲۔ کاملاں از دور نامت بشنوند تا بقعر تارو پودت در روند

۳۔ بلکہ پیش از زادن تو سالہا دیدہ باشندت بچندیں حالہا

۴۔ حال تو دانند یک یک مو بمو زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

ترجمہ: اپنی آنکھوں میں خاک اولیاء کا سرمہ ڈال تا کہ تجھے ابتداء سے انتہاء تک نظر آئے۔

ترجمہ: کامل دور سے تیرا نام سنتے ہیں یہاں تک کہ تیری ذات کے تانے بانے میں پہنچ جاتے ہیں۔

ترجمہ: بلکہ تیرے پیدا ہونے سے سالوں پہلے تجھے دیکھ چکے ہوتے ہیں مختلف حالوں میں۔

ترجمہ: تیرا حال جانتے ہیں ایک ایک ذرہ ذرہ کیونکہ وہ ھو کے رازوں سے بھرے ہوتے ہیں۔

اسی مثنوی شریف میں مولانا کفار قیدیوں کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

بنگرم سرعالم بینم نہاں آدم و حوا نرستہ از جہاں

من شما را وقت ذرات الست دیدہ ام پابستہ و منکوس و پست

از حدوث آسمان بے عمد آنچہ دانستہ بدم افزوں نہ شد

''یعنی ہم سارے جہان کو اس وقت سے دیکھ رہے ہیں جب آدم حوا بھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ اے کافر قیدیو ہم نے تمہیں میثاق کے دن مومن اور نمازی دیکھا تھا۔ اس لیے تمہیں قید کیا ہے کہ تم ایمان لاؤ۔ بے ستون آسمان کی پیدائش ہم نے دیکھی ہے۔ اس سے کچھ نہ زیادہ ہوا''۔

علمائے کرام کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب تعالیٰ نے سارے انبیاء، ملائکہ سے زیادہ علوم عطا فرمائے۔ لوح محفوظ و قلم کے علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علموں کا قطرہ ہے اور عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اس چشم حق بین سے مخفی رہی ہے۔

پانچویں فصل

مخالفین کی تائید کے بیان میں

اب تک تو موافقین کی عبارات سے علم غیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت کیا گیا۔اب مخالفین کے اکابر کی وہ عبارات پیش کی جاتی ہیں جن سے مسئلہ علم غیب بخوبی حل ہوجاتا ہے۔حاجی امداداللہ صاحب شائم امدادیہ صفحہ ۱۱۰ میں فرماتے ہیں: ''کہ لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء واولیا کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں۔دریافت وادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے۔اصل میں یہ علم حق ہے۔آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حدیبیہ اور حضرت عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی۔اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں۔یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے''۔(ماخوذ از انوار غیبیہ صفحہ ۲۵)

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۷ میں فرماتے ہیں: ''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ اور تیقظ (حضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے) کما قال النبی علیہ السلام لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قیلا و لبکیتم کثیرا ۔اور فرمایا:[۱] (جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔) انی اریٰ مالا ترون [۲] (میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔) (انوار غیبیہ صفحہ ۳۲)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی تکمیل الیقین مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ پریس صفحہ ۱۳۵ میں فرماتے ہیں: ''کہ شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رسل و اولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں۔کیونکہ جب خدا غیب اور آئندہ کے حوادثات کو جانتا ہے اس لیے کہ ہر حادث اس کے علم سے اسی کے ارادے کے متعلق ہونے سے اسی کے فعل سے پیدا ہوتا ہے تو پھر اس سے کون امر مانع ہوسکتا ہے کہ یہی خدا ان رسل و اولیاء میں سے جسے چاہے اسے غیب یا آئندہ کی خبر دے دے۔اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ فطرت انسانی کا یہ مقتضی نہیں کہ وہ بذاتہ اور خود مغیبات میں سے کسی شے کو جان سکے۔لیکن اگر خدا کسی کو بتا دے تو اس کو کون روک سکتا ہے۔پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتائے سے ہی معلوم ہوتا ہے اور پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دیتے ہیں۔ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو بذاتہ علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو۔چنانچہ شریعت محمدیہ بالذات علم غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ درجہ کے ممنوعات میں شمار کرتی ہے۔اور جو اس کا دعویٰ کرے اس کو کافر بتاتی ہے''۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تحذیر الناس کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں: ''علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین

اور۔لیکن وہ سب علم رسول اللہ میں مجتمع ہیں ۔اسی طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء بالعرض ہیں۔''اس آخری عبارت پرغور کرنا چاہیے کہ مولوی قاسم صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور اولین اور آخرین کا علم جمع مانا۔اور اولین میں حضرت آدم وحضرت نوح وحضرت وحضرت ابراہیم علیہم السلام اسی طرح سارے ملائکہ حاملان عرش وحاضرین لوح محفوظ بھی شامل ہیں۔لہٰذا ان سب کے علوم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم زیادہ ہونا چاہیے۔حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو ہم بیان کر چکے ہیں۔

چھٹی فصل

علم غیب کے عقلی دلائل اور اولیاء کے علم غیب کے بیان میں

چند عقلی دلائل سے بھی علم ما کان وما یکون کا ثابت ہے۔ وہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) حضور سید عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سلطنت الٰہیہ کے وزیر اعظم بلکہ خلیفہ اعظم ہیں۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیفۃ اللہ بنایا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سلطنت کے خلیفہ اعظم اور زمین میں نائب رب العلمین ہیں۔ اور سلطنت کے مقرر کردہ حاکم ہیں۔ دو وصف لازم ہیں۔ ایک تو علم دوسرے اختیارات۔ اس دنیاوی سلطنت کے حکام جس قدر بڑا درجہ رکھتے ہیں اسی قدر ان کی معلومات او اختیارات زیادہ ہوتے ہیں۔ کلکٹر کو سارے ضلع کا علم و اختیارات۔ وائسرائے کو سارے ملک کے متعلق علم و اختیارات ضروری ہیں کہ ان دوصفوں کے بغیر وہ حکومت کر ہی نہیں سکتا اور سلطانی قانون رعایا میں جاری ہی نہیں کرسکتا۔ اسی طرح حضرات انبیاء میں جن کا جس قدر بڑا درجہ اسی قدر ان کے اختیارات اور علم زیادہ۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کو رب العلمین نے ان کے علم ہی سے ثابت فرمایا کہ چونکہ ان کو اتنا وسیع علم دیا ہے کہ وہ ہی خلافت الٰہیہ کے لیے موزوں ہیں۔ پھر ملائکہ سے سجدہ کرانا، ان کے اختیارات خصوصیہ کا ثبوت تھا کہ ملائکہ بھی ان کے سامنے جھک گئے۔ چونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سارے عالم کے نبی اور عرش وفرش کے لوگ آپ کے امتی ہیں۔ لہٰذا ضروری تھا کہ آپ کو تمام انبیاء سے زیادہ علم اور زیادہ اختیارات دیے جاویں۔ اسی لیے بہت سے معجزات دکھائے گئے۔ چاند اشارے سے پھاڑا، ڈوبا ہوا سورج واپس فرمایا اور بادل کو حکم دیا پانی برسا، پھر حکم دیا کھل گیا۔ یہ سب اپنے خداداد اختیارات کا اظہار تھا۔

(۲) مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے: "انبیاء امت سے علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ رہا عمل اس میں بظاہر کبھی امتی نبی سے بڑھ جاتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ عمل میں امتی نبی سے بڑھ سکتے ہیں مگر علم میں نبی کا زیادہ ہونا ضروری ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی تو ملائکہ بھی ہیں لیکون للعلمین نذیرا تو علم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ملائکہ سے زیادہ ہونا ضروری ہے ورنہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس وصف میں امت سے افضل ہوں گے اور ملائکہ حاضرین لوح محفوظ کو تو ما کان وما یکون کا علم ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے بھی زیادہ علم ہو۔"

(۳) چند سال کامل استاذ کی صحبت میں رہ کر انسان عالم بن جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل ولادت پاک

کروڑوں برس رب تعالیٰ کی بارگاہ خاص میں حاضر رہے تو حضور کیوں نہ کامل عالم ہوں۔ روح البیان نے لقد جاء کم (توبہ:۱۲۸) کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت جبریل نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ ایک تارا ستر ہزار سال بعد چمکتا تھا اور میں نے اسے بہتر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا۔ فرمایا وہ تارا ہم ہی تھے۔ حساب لگالو کتنے کروڑ برس دربار خاص میں حاضری رہی۔

(۴) اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اس کی صرف چار ہی وجہ ہوسکتی ہیں: ''اولاً تو یہ کہ شاگرد نااہل تھا، استاذ سے پورا فیض لے نہ سکا۔ دوم یہ کہ استاذ کامل نہ تھا کہ مکمل سکھا نہ سکا۔ سوم یہ کہ استاذ یا تو بخیل تھا کہ پورا پورا علم اس شاگرد کو نہ دیا یا اس سے زیادہ کوئی اور پیارا شاگرد تھا کہ اس کو سکھانا چاہتا ہے۔ چوتھے یہ کہ جو کتاب پڑھائی وہ ناقص تھی۔ ان چار وجہوں کے سوا اور کوئی وجہ ہوسکتی ہی نہیں۔ یہاں سکھانے والا پروردگار، سیکھنے والے محبوب علیہ الصلوٰۃ و السلام۔ کیا سکھایا قرآن اور اپنے خاص علوم، بتاؤ آیا رب تعالیٰ کامل استاذ نہیں۔ یا رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام لائق شاگرد نہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ اور کوئی پیارا ہے؟ یا کہ قرآن مکمل نہیں؟ جب ان میں اسے کوئی بات نہیں۔ رب تعالیٰ کامل عطا فرمانے والا، محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل لینے والے، قرآن کریم کامل کتاب الرحمٰن o علم القراٰن o وہ ہی سب سے زیادہ مقبول بارگاہ۔ پھر علم کیوں ناقص ہو۔

(۵) رب تعالیٰ نے ہر بات لوح محفوظ میں کیوں لکھی۔ لکھنا تو اپنی یاداشت کے لیے ہوتا ہے کہ بھول نہ جائیں یا دوسروں کے بتانے کے لیے۔ رب تعالیٰ تو بھول سے پاک ہے۔ لہٰذا اس نے دوسروں ہی کے لیے لکھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو دوسروں سے زیادہ محبوب لہٰذا وہ تحریر حضور کے لیے ہے۔

(۶) غیبوں کی غیب رب تعالیٰ کی ذات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار کی تمنا فرمائی تو فرمادیا گیا لن ترانی تم ہم کو دیکھ نہ سکو گے۔ جب محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب ہی کو معراج میں اپنی ان ظاہری مبارک آنکھوں سے دیکھ لیا تو عالم کیا چیز ہے جو آپ سے چھپ سکے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا ۔۔۔ جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

دیدار الٰہی کی بحث ہماری کتاب ''شان حبیب الرحمٰن'' میں دیکھو۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر فصل اول کے آخر میں ہے:

كما ان النبی علیه الصلوٰة والسلام راٰه فی الدنیا لا نقلا به نورا o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں رب کو دیکھا کیونکہ خود نور ہوگئے تھے۔

(۸) شیطان دنیا کا گمراہ کرنے والا ہے اور نبی ﷺ دنیا کے ہادی۔ گویا شیطان وبائی بیماری ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام طبیب مطلق۔ رب تعالیٰ نے شیطان کو گمراہ کرنے کے لیے اتنا وسیع علم دیا کہ دنیا کا کوئی شخص اس کی نگاہ سے غائب نہیں۔ پھر اسے یہ بھی خبر ہے کہ کون گمراہ ہوسکتا ہے کون نہیں۔ اور جو گمراہ ہوسکتا ہے وہ کس حیلہ سے۔ ایسے ہی وہ ہر دین کے ہر مسئلہ سے خبردار ہے۔ اس لیے ہر نیکی سے روکتا ہے اور برائی کراتا ہے۔ اس نے رب تعالیٰ سے عرض کیا تھا:

لاغو ينهم اجمعين o الا عبادك منهم المخلصين o (حجر:۴۰) (اور ضرور ان سب کو بے راہ کردوں گا مگر ان میں جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔ جس گمراہ کرنے والے کو اتنا علم دیا گیا تو ضروری ہے کہ دنیا کے طبیب مطلق ﷺ ہدایت دینے کے لیے اس سے کہیں زیادہ علم والے ہوں کہ آپ ہر شخص کو اس کی بیماری کو اس کی استعداد کو، اس کے علاج کو جانیں ورنہ ہدایت مکمل نہ ہوگی اور رب تعالیٰ پر اعتراض پڑے گا کہ اس نے گمراہ کرنے والے کو قوی کیا اور ہادی کو کمزور رکھا۔ لہٰذا گمراہی تو کامل رہی اور ہدایت ناقص۔

(۹) رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نبی کے خطاب سے پکارا: يايها النبى اور نبی کے معنی ہیں خبر دینے والا۔ اگر اس خبر سے صرف دین کی خبر مراد ہو تو مولوی نبی ہے اور اگر دنیا کے واقعات مراد ہوں تو ہر اخبار، ریڈیو، خط، تار بھیجنے والا نبی ہوجاوے۔ معلوم ہوا کہ نبی میں غیبی خبریں معتبر ہیں یعنی فرشتوں کی اور عرش کی خبر دینے والا جہاں تار، اخبار کام نہ آسکیں۔ وہاں نبی کا علم ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کے معنی میں داخل ہے۔

یہاں تک تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کی بحث تھی اب یہ بھی جاننا چاہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے اولیائے کرام کو بھی علم غیب دیا جاتا ہے۔ مگر ان کا علم غیب نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے ہوتا ہے۔ اور ان کے علم کے سمندر کا قطرہ۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں کتاب عقائد تالیف شیخ ابو عبداللہ شیرازی نقل فرماتے ہیں:

ان العبد ينقل فى الاحوال حتى يصير الى نعت الروحانية فيعلم الغيب o

ترجمہ: ندہ حالات میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ روحانیت کی صفت پالیتا ہے۔ پس غیب جانتا ہے۔

اسی مرقاۃ میں کتاب عقائد سے نقل فرمایا:

يطلع العبد على حقائق الاشياء ويتجلى له الغيب و غيب الغيب o

ترجمہ: کامل بندہ چیزوں کی حقیقتوں پر مطلع ہوجاتا ہے اور اس پر غیب اور غیب الغیب کھل جاتے ہیں۔

مرقاۃ جلد دوم صفحہ۶ باب الصلوٰۃ علی النبی وفضلھا میں فرماتے ہیں:

النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تضردث عن العلائق البدنیۃ خرجت واتصلت بالملا الاعلٰی ولم یبق لہ حجاب فتری الکل لامشاھد بنفسھا او باخبار الملک لھا o

ترجمہ: پاک وصاف نفس جبکہ بدنی علاقوں سے خالی ہوجاتے ہیں تو ترقی کرکے بزم بالا سے مل جاتے ہیں اوران پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔ پس وہ تمام چیزوں کا مثل محسوس وہ حاضر کے دیکھتے ہیں خواہ تو اپنے آپ یا فرشتہ کے الہام سے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ جن میں فرماتے ہیں: اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعه وديدن نقوش نيز از بعضے اولياء بتواتر منقول است ۔ ''لوح محفوض کی خبر رکھنا اوراس کی تحریر دیکھنا بعض اولیاءاللہ سے بھی بطریق تواتر منقول ہے۔''

امام ابن حجر مکی کتاب الاعلام میں اورعلامہ شامی الجسام میں فرماتے ہیں:

الخواص یجوز ان یعلم الغیب فی قضیۃ اوقضاء کما و قع لکثیر منھم واشتھر o

ترجمہ: ائز ہے کہ خاص خاص حضرات کسی معاملہ یا فیصلے میں غیب جان لیں جیسا کہ بہت سے اولیاء اللہ سے واقع ہوا۔اور یہ مشہور بھی ہوگیا۔

شاہ ولی اللہ صاحب الطاف القدس میں فرماتے ہیں:

نفس کلیه بجائے جسد عارف مے شودو ذات عارف بجائے روح اوهمه عالم بعلم حضوری مے مېند۔

ترجمہ: عارف کا نفس بالکل جسم بن جاتا ہے اور عارف کی ذات بجائے روح کی ہوجاتی ہے۔وہ تمام کائنات کو علم حضوری سے دیکھتا ہے۔

زرقانی شرح مواہب جلد ۷صفحہ ۲۲۸ میں فرماتے ہیں:

قال فی لطائف المنن اطلاع العبد علٰی غیب من غیوب اللّٰہبدلیل خبر اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنوراللّٰہ لا یستغرب وھو معنٰی کنت بصرہ الذی یبصربہٖ فمن الحق بصرہ فاطلاعہ علی الغیب لا یستغرب o

ترجمہ: لطائف المنن میں فرمایا کہ کامل بندے کا اللہ کے غیبوں میں سے کسی غیب پر مطلع ہو جانا عجیب نہیں۔اس حدیث کی وجہ سے کہ مومن کی دانائی سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور یہ ہی اس حدیث کے معنی ہیں کہ رب فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے پس اس کا دیکھنا حق کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا اس کا غیب پر مطلع ہونا کچھ عجیب بات نہیں۔

امام شعرانی **الیواقیت والجواھر** میں فرماتے ہیں:

للمجتهدين القدم فى علوم الغيب o

ترجمہ: غیبی علوم میں مجتہدین کا قدم مضبوط ہے۔

حضور غوث پاک فرماتے ہیں:

نظرت الٰى بلاد الله جمعا   كخر دلة علٰى حكم اتصال!

ترجمہ: ''ہم نے اللہ کے سارے شہروں کو اس طرح دیکھ لیا جیسے چندرائی کے دانہ ملے ہوئے ہوں۔''

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی زبدۃ الاسرار میں حضور غوث پاک کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

قال رضى الله عنه يا ابطال يا بطال هلموا خذوا عن هذا البحر الذى لاساحل له وعزة ربى ان السعداء والاشقياء يعرضون على وان بوبوء ة عينى فى اللوح المحفوظ وانا غائض فى بحار علم الله o

ترجمہ: اے بہادرو! اے فرزند! آؤ اور اس دریا سے کچھ لے لو جس کا کنارہ ہی نہیں۔قسم ہے اپنے رب کی کہ تحقیق نیک بخت اور بد بخت لوگ مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں اور ہمارا گوشۂ چشم لوح محفوظ میں رہتا ہے اور میں اللہ کے علم کے سمندروں میں غوطے لگا رہا ہوں۔

مولانا جامی نفحات الانس میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی قدس سرہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

حضرت عزیز ان علیه الرحمته می گفته اند که زمین در نظر ایں طائفه چوں سفرئه ایست ومامی گویم که چوں ناخنے است هیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست.

ترجمہ: حضرت عزیزان علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ اس گروہ اولیاء کی نظر میں زمین دسترخوان کی طرح ہے۔اور ہم کہتے ہیں کہ ناخن کی طرح ہے کہ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں ہے۔

امام شعرانی کبریت احمر میں فرماتے ہیں:

واما شیخنا السید علی الخواص رضی اللہ عنہ فسمعتہ یقول لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریدہٖ فی انتقالہٖ فی الاصلاب وھو من یوم الست الٰی السقرارہٖ فی الجنۃ او فی النار o

ترجمہ: ہم نے اپنے شیخ سید علی خواص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک اس وقت تک کوئی مرد کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے مرید کی حرکات نسبی کو نہ جان لے یوم میثاق سے لے کر اس جنت یا دوزخ میں داخل ہونے تک کو۔

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں:

ثم انہ ینجذب الٰی حیز الحق فیصیر عبد اللہ فیتجلٰی لہ کل شیء o

ترجمہ: پھر وہ مرد عارف بارگاہ حق کی طرف جذب ہو جاتے ہیں۔ پس وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں اور ان کو ہر چیز ظاہر ہو جاتی ہے۔

مشکوٰۃ جلد اول کتاب الدعوات باب ذکر اللہ والتقرب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بروایت بخاری:

فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہٖ وبصرہ الذی یصربہٖ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا o

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس جبکہ میں اس بندے سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام والیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت زمین پر زندہ ہیں اور یہ حضرات اب امت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تشریف لائیں گے وہ بھی اس امت کے ولی کی حیثیت سے ہوں گے۔ ان کے علوم کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ ان کے علوم بھی اب حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی امت کے اولیاء کے علوم ہیں۔

دوسرا باب

علم غیب پر اعتراضات کے بیان میں

اس باب میں چار فصلیں ہیں:

(۱) پہلی فصل ان آیات قرآنیہ کے بیان میں جو مخالفین پیش کرتے ہیں۔

(۲) دوسری فصل احادیث کے بیان میں۔

(۳) تیسری فصل اقوال علماء وفقہاء کے بیان میں۔

(۴) چوتھی فصل عقلی اعتراضات کے بیان میں۔

اس باب کے شروع سے پہلے بطورِ مقدمہ چند ضروری بحثیں قابل غور ہیں:

(۱) جن آیات واحادیث یا اقوال فقہاء میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کی نفی ہے ان میں یا تو ذاتی علم مراد ہے یا تمامی معلومات یعنی رب تعالیٰ کی معلومات کے برابر عطائی علم کی نفی نہیں ورنہ پھر ان آیات واحادیث میں جو ہم اثبات میں بیان کر چکے ہیں، مطابقت کیوں کر ہوگی۔

علامہ ابن حجر فتاویٰ حدیثیہ میں اس قسم کے تمام دلائل کے جواب میں فرماتے ہے:

معناها لا یعلم ذٰلك استقلالا و علم احاطة الا الله تعالیٰ اما المجعرزات و الکرامات فبا علام الله تعالیٰ o

ترجمہ: ”ان کے معنی یہ ہیں کہ مستقل طور پر (ذاتی) اور احاطہ کے طور پر کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے لیکن معجزات اور کرامات پس وہ خدا کے بتانے سے ہوتے ہے۔“

مخالفین کہتے ہیں کہ جن دلائل میں علم غیب کا ثبوت ہے اس سے مراد مسائل دینیہ کا علم ہے اور جن میں نفی ہے ان سے مراد باقی دنیاوی چیزوں کے علوم ہے۔ مگر یہ توجیہ ان آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ واقوال علمائے امت کے خلاف ہے جو ہم نے ثبوت میں پیش کیے ہیں۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم۔ اسی طرح لوح محفوظ کا علم سب ہی چیزوں کو شامل ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ تمام عالم ہمارے سامنے مثل ہاتھ کے ہے لہٰذا یہ توجیہ بالکل باطل ہے۔

(۲) مخالفین کے پیش کردہ دلائل کہ رب فرماتا ہے کہ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، یا حضور فرماتے ہیں کہ

میں غیب نہیں جانتا یا فقہاء فرماتے ہیں کہ جو غیر خدا کے لیے علم غیب مانے وہ کافر ہے یہ خود مخالفین کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ بعض علوم غیبیہ کے تو وہ بھی قائل ہیں۔ صرف جمیع ما کان و ما یکون میں اختلاف ہے۔ ان آیات و اقوال فقہاء سے تو وہ بھی نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ اگر ایک بات کا بھی علم مانا، ان دلائل کے خلاف ہوا، سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔

(۳) مخالفین کہتے ہیں کہ ان دلائل میں کل علم غیب کی نفی ہے نہ کہ بعض کی تو جھگڑا ہی ختم ہو گیا۔ کیونکہ ما کان و ما یکون علم الٰہی کے سمندروں کا قطرہ ہے۔ ہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علوم الٰہیہ کے مقابلہ میں بعض ہی علم کے قائل ہیں۔

(۴) مخالفین کہتے ہیں کہ علم غیب خدا کی صفت ہے لہٰذا غیر خدا کے لیے ماننا کفر ہے۔ اس کفر میں وہ بھی داخل ہو گئے۔ کیونکہ صفت الٰہیہ میں اگر ایک میں شرکت مانی تو کفر ہوا سب میں مانی تو بھی کفر ہوا۔ جو شخص عالم کی چیز کا خالق کسی بندے کو مانے وہ بھی بے دین ہے۔ تمام عالم کا خالق کسی کو مانے تو بھی کافر۔ اور وہ بھی بعض علم غیب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت کرتے ہیں۔ پھر کفر سے کیسے بچے ہاں یہ کہو کہ ذاتی علم خدا کی صفت، عطائی علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت، لہٰذا شرک نہ ہوا۔ یہ ہی ہم کہتے ہیں۔

پہلی فصل

آیات قرآنیہ کے بیان میں

(۱) قل لا اقول لکم عندی خزآئن اللہ و لا اعلم الغیب o (انعام:۵۰)

ترجمہ: تم فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہو کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔

اس آیت کی چار توجیہیں مفسرین نے کی ہیں: اولاً یہ کہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے۔ دوم یہ کہ کل علم کی نفی ہے۔ سوم یہ کہ یہ کلام تواضع اور انکسار کے طور پر بیان فرما دیا گیا۔ چہارم یہ کہ آیت کے معنی یہ ہیں میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں غیب جانتا ہوں یعنی دعویٰ علم غیب کی نفی ہے نہ کہ علم غیب کی۔ ملاحظہ ہو تفاسیر۔

تفسیر نیشا پوری میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یحتمل ان یکون ولا اعلم الغیب عطفا علٰی لا اقول ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ

دلالۃ علٰی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ o

ترجمہ: اس آیت میں یہ احتمال بھی ہے کہ لا اعلم کا عطف لا اقول پر ہو یعنی اے محبوب! فرمادو کہ میں غیب نہیں جانتا تو اس میں دلالت اس پر ہوگی کہ غیب باستقلال یعنی ذاتی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر بیضاوی یہ ہی آیت:

لا اعلم الغیب ما لم یوح الی علم ینصب علیہ دلیل o

ترجمہ: میں غیب نہیں جانتا جب تک اس کی مجھ پر وحی نہ کی جاوے یا کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو۔

یا اس سے مراد کل علم کی نفی ہے۔ تفسیر کبیر میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

قولہ لا اعلم الغیب یدل علٰی اعترافہٖ بانہ غیر عالم بکل المعلومات o

ترجمہ: یہ فرمان کہ میں غیب نہیں جانتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقرار پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ساری معلومات نہیں جانتے۔

یا یہ کلام بطور تواضع وانکسار فرمایا گیا۔ تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فلست اقول شیئا من ذٰلك ولا ادعیہ وانما نفٰی عن نفسہ الشریفۃ ھٰذہ الاشیاء تواضعا للہ تعالٰی واعترافا لہ بالعبودیۃ o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان چیزوں کی اپنی ذات کریمہ سے نفی فرمائی۔ رب کے لیے عاجزی کرتے ہوئے اور اپنی بندگی کا اقرار فرماتے ہوئے یعنی میں اس میں سے کچھ نہیں کہتا اور کسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا۔

تفسیر عرائس البیان میں ہے:

وتواضع حین اقام نفسہ مقام الانسانیۃ بعد ان کان اشرف خلق اللہ من العرش الٰی الثرٰی و اطھر من الکروبیین والروحانیین خضوعا لجبروتہٖ و خشوعا لملکوتہٖ o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکسار فرمایا کہ اپنی ذات کو انسانیت کی جگہ میں رکھا ورنہ آپ از عرش تا فرش ساری مخلوق میں اشرف ہیں اور ملائکہ اور روحانین سے زیادہ ستھرے ہیں۔ حق تعالیٰ کی شان جباری کے سامنے عاجزی کے طور پر اس کی سطوت کے سامنے پستی کے اظہار کے طریقہ پر یہ فرمایا۔

یہ دعویٰ علم غیب کی نفی ہے کہ میں علم غیب کا دعویٰ نہیں کرتا۔

تفسیر نیشا پوری میں ہے:

ای و لا ادعی القدرة علٰی کل المقدررات و العلم بکل المعلومات o

ترجمہ: یعنی میں تمام مقدورات پر قدرت رکھنے اور تمام معلومات کے جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔

تفسیر کبیر یہ ہی آیت:

ای و لا ادعی کونی موضوفا بعلم اللّٰہ و بمجموع ھٰذین الکلامین حصل انه لا یدعی الالھیة o

ترجمہ: یعنی میں اللہ کے علم سے متصف ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور ان دونوں باتوں کے مجموعہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔

روح البیان یہ ہی آیت:

عطف علٰی عندی خزآء ن اللّٰہ و لا مذکرۃ للنفی ای و لا ادعی انی اعلم الغیب من افعالہٖ تعالیٰ علٰی انها عندی ولکن لا اقول لکم فمن قال ان نبی اللّٰہ لا یعلم الغیب فقد اخطا فیما اصاب o

ترجمہ: اس کا عطف عندی خزاءن اللہ پر ہے اور لا زائد ہے۔نفی کا یاد دلانے والا۔یعنی میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا کے افعال میں غیب جانتا ہوں۔اس بنا پر کہ خزائن اللہ میرے پاس تو ہیں مگر میں یہ کہتا نہیں۔تو جو شخص یہ کہے کہ نبی اللہ غیب نہیں جانتے تھے اس نے غلطی کی اس آیت میں جس میں یہ مصیب تھا۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت:

ومحل لا اعلم الغیب النصب عطفا علٰی محل عندی خزاء ن اللّٰہ لانه من جملة المقول کانه قال لا اقول لکم ھٰذا القول و لا ھذا القول و لا اعلم الغیب o

ترجمہ: ولا اعلم الغیب کا اعراب زبر ہے عندی خزاءن اللہ کے محفل پر عطف کی وجہ سے، کیونکہ یہ بھی کہی ہوئی بات میں سے ہے گویا آپ نے یوں فرمایا کہ میں تم سے نہ یہ کہتا ہوں اور نہ یہ۔

تفسیر نیشا پوری: ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیه دلالة علی ان الغیب باستقلال لا یعلمه الا اللّٰہ o

نکتہ: اس آیت میں لااقول دوجگہ ہے پہلے لااقول کے بعد دو چیزوں کا ذکر ہے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ غیب جانتا ہوں۔ دوسرے لااقول کے بعد صرف ایک چیز کا ذکر ہے: میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ اس لیے کہ پہلے دو میں تو دعویٰ کی نفی ہے اور مدعی کا ثبوت ہے۔ اور دوسرے قول میں دعویٰ اور مدعیٰ دونوں کی نفی ہے یعنی میرے پاس اللہ کے خزانے بھی ہیں اور میں غیب بھی جانتا ہوں مگر ان کا دعویٰ نہیں کرتا۔

حدیث پاک میں ہے:

اوتیت مفاتیح خزائن الارض o (مشکوٰۃ باب فضائل سیدالمرسلین)

ترجمہ: ''یعنی مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں''

اور علم غیب کی احادیث ہم پیش کر چکے ہیں۔ اور نہ میں واقع میں فرشتہ ہوں اور نہ اس کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اگر یہ نکتہ نہیں تو ایک ہی جگہ لااقول کافی تھا، دوجگہ کیوں لایا گیا؟ اگر ہماری بیان کی ہوئیں توجیہیں نہ کی جاویں تو یہ آیت مخالفین کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ بعض علم غیب تو وہ بھی مانتے ہیں۔ اور یہ آیت بالکل نفی کررہی ہے۔ نیز یہاں لکم میں کفار سے خطاب ہے یعنی اے کفار! میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں تم چور ہو۔ چوروں کو خزانے نہیں بتائے جاتے۔ تم شیطانوں کی طرح اسرار کی چوری نہ کرلو۔ رب تعالیٰ نے بھی شیطان کو آسمان پر جانے سے اس لیے روکا کہ وہ چور ہے۔ یہ تو صدیق سے کہا جائے گا کہ مجھے خزائن الٰہیہ کی کنجیاں سپرد ہوئیں نیز یہاں عندی فرما کر بتایا کہ خزانہ میرے پاس نہیں میری ملک میں ہے۔ کیونکہ خزانہ خزانچی کے پاس اور مالک کی ملک میں ہوتا ہے۔ میں خزانچی نہیں۔ کیا نہ دیکھا کہ ان کے اشارے پر بادل برسا۔ ان کی انگلیوں سے چشمے جاری ہوئے۔

(۲) ولو کنت اعلم الغیب لا ستکژت من الخید o (الاعراف:۱۸۸)

ترجمہ: اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی۔

اس آیت کے بھی مفسرین نے تین مطلب بتائے ہیں۔ ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام بطور انکسار کے ہے۔ دوسرے یہ کہ اس میں تمام معلومات الٰہیہ جاننے کی نفی کرنا مقصود ہے۔ تیسرے یہ کہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے۔

نسیم الریاض میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

قولہ ولو کنت اعلم الغیب فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ السلام باغلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق بقولہٖ تعالیٰ فلا یظھم علیٰ غیبہٖ احدا الا من ارتضٰی من رسول o

ترجمہ: علم غیب کا ماننا اس آیت کے منافی نہیں کہ لوکنت اعلم الغیب (الخ) کیونکہ نفی علم بغیر واسطہ کی ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غیب پر مطلع ہونا اللہ کے بتانے سے واقع ہے۔رب تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ **فلایظھم علٰی غیبہٖ** کل معلومات الٰہیہ جاننے کی نفی ہے۔

شرح مواقف میں میر سید شریف فرماتے ہیں:

الاطلاع علٰی جمیع المغیبات لا یحب للنبی ولذا قال علیہ السلام لو کنت اعلم الغیب (الایہ) جمیع مغیبات غیر متناھیۃ o

ترجمہ: تمام غیبوں پر مطلع ہونا نبی کے لیے ضروری نہیں اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ واسلام نے فرمایا: **ولو کنت اعلم الغیب الایۃ** تمام غیب غیر متناہی ہیں۔(یہ کلام انکسار کے طور پر ہے۔)

صاوی حاشیہ جلالین میں ہے یہ ہی آیت:

ان قلت ان ھٰذا یشکل مع ما تقدم لنا انہ اطلع علیٰ جمیع مغیبات الدنیا والاٰ خرۃ فالجواب انہ قال ذٰلک تواضعاo

ترجمہ: اگر تم کہو کہ یہ آیت گزشتہ کلام خلاف ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام دینی ودنیاوی غیبوں پر مطلع کردیا گیا تو جواب یہ ہے کہ یہ کلام **لا اعلم الغیب** بطور انکسار فرمایا گیا ہے۔

تفسیر خازن میں جمل حاشیہ جلال سے اسی آیت کے ماتحت نقل کیا:

فان قلت قد اخبر النبی علیہ السلام عن المغیبات وقد جاء ت احادیث فی الصحیح بذٰلک وھومن اعظم معجزاتہٖ فکیف الجمع بینہ و بین قولہٖ لو کنت اعلم الغیب قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب والمعنٰی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ و یقدرہ لی و یحتمل ان یکون قال ذٰلک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علٰی الغیب فلما اطلعہ اللہ عزوجل اخبربہٖ o

ترجمہ: پس اگر تم کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سے غیبوں کی خبر دی ہے اور اس کے متعلق بہت سی احادیث صحیحہ وارد ہیں اور علم غیب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا معجزہ ہے تو ان باتوں میں اور اس آیت میں کہ **لو کنت اعلم الغیب** مطابقت کس طرح ہوگی تو میں کہوں گا کہ یہاں احتمال یہ ہے کہ

یہ کلام انکسار کے طریقہ پر فرمایا ہو اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا بغیر خدا کے بتائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کلام، غیب پر مطلع ہونے سے پہلے کا ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب پر مطلع فرمادیا تو خبریں دیں۔

علامہ سلیمان جمل نے فتوحات الٰہیہ حاشیہ جلالین جلد دوم صفحہ ۲۵۸ میں اسی کی مثل فرمایا:

ای قل لا علم الغیب فیکون فیه دلالة علٰی ان الغیب باستقلال لا یعلم الا اللہ o

ترجمہ: یعنی فرمادو کہ میں غیب نہیں جانتا الخ پس اس آیت میں اس پر دلالت ہے کہ غیب بالاستقلال یعنی ذاتی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر صاوی یہ ہی آیت:

او ان علمه بالمغیب کلا علم من حیث انه لا قدرة علٰی تغییر ما قدر اللہ وقوعه فیکون المعنٰی حینئذ لو کان لی علم حقیقی بان اقدر علٰی ما ارید وقوعه استکثرت من الخیر o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب جاننا نہ جاننے کی طرح ہے، کیونکہ آپ کو اس چیز کے بدلنے پر قدرت نہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادیں تو معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھ کو علم حقیقی ہوتا اس طرح کہ میں اپنی مراد کے واقع کرنے پر قادر ہوتا تو خیر بہت سی جمع کر لیتا۔

یہ توجیہ نہایت ہی نفیس ہے کیونکہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو تکلیف نہ پہنچتی اور صرف کسی چیز کا جاننا خیر جمع کرنے اور مصیبت سے بچنے کے لیے کافی نہیں۔ جب تک کہ خیر کے حاصل کرنے اور مصیبت سے بچنے پر مستقل قدرت نہ ہو۔ مجھ کو علم ہے کہ بڑھاپا آوے گا اور اس وقت مجھ کو یہ تکالیف پہنچیں گی مگر مجھے بڑھاپے کے دفع کرنے پر قدرت نہیں۔ مجھے آج خبر ہے کہ غلہ چندروز کے بعد گراں ہو جاوے گا کہ میرے پاس آج روپیہ نہیں کہ بہت سا غلہ خرید لوں، خرید نہیں سکتا۔ معلوم ہوا کہ خیر حاصل کرنا، مصیبت سے بچنا علم اور قدرت دونوں پر موقوف ہے اور یہاں قدرت کا ذکر نہیں تو علم غیب سے وہ علم مراد ہے جو قدرت حقیقی کے ساتھ ہو یعنی علم ذاتی جو لازم الوہیت ہے جس کے ساتھ قدرت حقیقی لازم ہے ورنہ آیت کے معنی درست نہیں ہوتے کیونکہ مقدم اور تالی میں لزوم رہتا اور اس کے بغیر قیاس درست نہیں ہوتا۔

نیز دیوبندی تو اس آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ اگر میں غیب جانتا تو بہت خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی مصیبت نہ

پہنچتی ۔مگر چونکہ نہ میرے پاس خیر ہے اور میں مصیبت سے بچا لہٰذا غیب نہیں جانتا۔

ہم یہ ترجمہ کر سکتے ہیں کہ غور کرلو اگر میرے پاس خیر ہو اور میں مصیبت سے بچوں تو سمجھ لو کہ مجھے علم غیب بھی ہے میرے پاس خیر تو بہت ہے۔

من یوت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا o (بقرہ:۲۶۹)

نیز انا اعطینك الکوثر o (الکوثر:۱)

نیز یعلم الکتب و الحکمة o (بقرہ:۱۲۹)

اور میں مصیبت سے بھی محفوظ کہ رب تعالیٰ نے فرمایا: واللہ یعصمك من الناس o (مائدہ:٦٧) لہٰذا مجھے علم غیب بھی ہے۔ یہ آیت تو علم غیب کے ثبوت میں ہے نہ کہ انکار میں۔

روح البیان یہ ہی آیت:

وقد ذھب بعض المشائخ الٰی ان النبی علیه السلام کان یعرف وقت الساعة باغلام اللہ وھو لا ینافی الحصر فی الایة کما لا یخفٰی و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھآ الا ھو o

ترجمہ: بعض مشائخ اس طرف گئے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کا وقت بھی جانتے تھے اللہ کے بتانے سے اور ان کا یہ کلام اس آیت کے حصر کے منافی نہیں جیسا کہ مخفی نہیں۔ اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی ان کو وہ ہی جانتا ہے۔

مفسرین نے فرمایا ہے کہ مفاتح الغیب (غیب کی کنجیوں) سے مراد یا تو غیب کے خزانے ہیں۔ یعنی ساری معلومات الٰہیہ کا جاننا یا اس سے مراد ہے غیب کو حاضر کرنے یعنی چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہونا۔ کیونکہ کنجی کا کام یہ ہی ہوتا ہے کہ اس سے قفل کھولا جائے اور اندر کی چیز باہر اور باہر کی چیز اندر کردی جائے۔ اسی طرح حاضر کو غائب اور غائب کو حاضر کرنا یعنی پیدا کرنے اور موت دینے کی قدرت پروردگار ہی کو ہے۔

تفسیر کبیر میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فکذٰلك ھھنا لما کان عالما بجمیع المعلومات عبر عن ھذا المعنٰی بالعبادۃ المذ کورۃ وعلی التقدیر الثانی المراد منه القدرۃ علٰی کل الممکنات o

ترجمہ: ”جبکہ پروردگار تمام معلومات کا جاننے والا ہے تو اس مطلب کو اس عبارت سے بیان کیا اور

دوسری صورت پر مراد اس سے سارے ممکنات پر قادر ہونا ہے۔''

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وقلم تصویرھا الذی ھو مفتاح یفتح بہٖ باب علم تکوینھا علٰی صورتھا و کونھا ھو الملکوت فبقلم ملکوت کل شیء یکون کون کل شیء و قلم الملکوت بید اللہ لان الغیب ھو علم التکوین o

ترجمہ: ان چیزوں کے نقش باندھنے کا قلم جو ایسی کنجی ہے جس سے ان چیزوں کی پیدائش کا دروازہ کھولا جاتا ہے (ان کی مناسب صورتوں پر) وہ ہی ملکوت ہے پس ہر چیز کے ملکوت کے قلم سے ہر چیز کی ہستی ہوتی ہے اور ملکوت کا قلم اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے کہ غیب سے مراد پیدا کرنے کا جاننا ہے۔

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

لان اللہ تعالیٰ لما کان علما بجمیع المعلومات عبر عن ھٰذا المعنٰی بھٰذہ اعبارۃ و علی التفسیر الثانی یکون المعنٰی و عندہ خزائن الغیب و المراد منہ القدرۃ الکاملۃ علٰی کل الممکنات o

ترجمہ: کیونکہ رب تعالیٰ جب تمام معلومات کا جاننے والا ہے تو اس کے معنی کو اس عبارت سے بیان کیا اور دوسری تفسیر پر اس کے معنی یہ ہونگے کہ اس کے نزدیک غیب کے خزانے ہیں اور اس سے مراد ہے، ہر ممکن چیز پر قدرت کاملہ۔

یا اس سے مراد ہے کہ غیب کی کنجیاں بغیر تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔ تفسیر عرائس البیان میں ہے:

قال الحریری لایعلمھا الا ھو ومن یطلعہ علیھا من صفی و خلیل و حبیب ای لا یعلمھا الاولون والاٰ خرون قبل اظھارہٖ تعالیٰ ذٰلک لھم o

ترجمہ: حریری نے فرمایا کہ ان کنجیوں کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور سوائے ان محبوبوں کے جن کو اللہ خبردار کرے، کوئی نہیں جانتا یعنی ان کو اگلے پچھلے اللہ کے ظاہر فرمانے سے پہلے نہیں جانتے۔

تفسیر عنایت القاضی یہ ہی آیت:

وجہ اختصا صھا بہٖ تعالیٰ انہ لا یعلمھا کما ھی ابتداء الاھو o

ترجمہ: ان غیب کی کنجیوں کے خداتعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جیسی وہ ہیں اسی طرح ابتداءً خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس آیت کے اگر دو مطلب نہ بیان کیے جاویں جو ہم نے بتائے ہیں تو یہ مخالفین کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں اور اس میں علم غیب کی بالکل نفی ہے۔

نکتہ: بعض صاحبوں نے مجھ سے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس جگہ ایک نکتہ لکھا ہے۔ وہ یہ کہ اس آیت میں ہے: عندہ مفاتح الغیب دوسری میں له مقالید السمٰوٰت و الارض مفاتح اور مقالید دونوں کے معنی ہیں کنجیاں اور اگر مفاتح کا اول وآخر حرف یعنی م، ح، لیں۔ اور مقالید کا اول وآخر حرف یعنی م، د، لیں۔ تو بنتا ہے محمد (ﷺ) جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ذات رسول ہی ظہور عالم کی کنجی ہے لا یعلمھا الا ھو میں اس طرف ارشاد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہیں ویسا کوئی نہیں جانتا۔ حقیقت محمدیہ کو رب ہی جانے۔ مفاتح جمع اس لیے بولا کہ آپ کی ہر ادا رحمت الٰہی کی کنجی ہے۔ آپ کا نور، عالم کی کنجی کل الخلق من نوری قیامت میں آپ کا سجدہ، شفاعت کی کنجی ہے۔ جنت میں آپ کا نام ہر نعمت کی کنجی اور جنت میں آپ کا جانا سب کے لیے جنت کے کھلنے کی کنجی ہے۔ دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن۔

نکتہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ اب یہ سوال ہے کہ اس کنجی سے کس کے لیے دروازہ غیب کھولا بھی گیا یا نہیں؟ یا کسی کو کوئی کنجی دی گئی یا نہیں؟ اس کا جواب قرآن وحدیث سے پوچھو۔

قرآن فرماتا ہے:

انا فتحنالك فتحا مبینا o (فتح:١)

ترجمہ: ہم نے آپ کے لیے ظاہر طور پر کھول دیا۔

کیا کھول دیا؟ اس نفیس توجیہیں ہماری کتاب ''شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن'' میں دیکھو۔ قفل اور کنجی میں وہ ہی چیز رکھی جاتی ہے جو کھول کر نکالنی ہو اور جسے نکالنا نہ ہو وہ زمین میں دفن کر دی جاتی ہے۔ پتا لگا کہ غیب کسی کو دینا تھا اس لیے کنجی بھی بھیجی۔

حدیث میں ہے:

اوتیت مفاتح خزائن الارض o

ترجمہ: مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنجی دی بھی گئی آپ کے لیے فتح باب بھی ہوا۔

(۴) قل لا یعلم من فی السمٰوٰت ولارض الغیب الااللہ o (نمل:۶۵)

ترجمہ: تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔

اس آیت کے مفسرین نے دو مطلب بیان فرمائے۔غیب ذاتی کوئی نہیں جانتا۔کلی غیب کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر المودج جلیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

معناہ لا یعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم او جمیع الغیب o

ترجمہ: اس آیت کے معنی ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت:

والغیب ھو ما یقم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق o

ترجمہ: غیب وہ ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور کسی مخلوق کو اس پر مطلع نہ کیا گیا ہو۔

مدارک کی اس توجیہ سے معلوم ہوا کہ اس کی اصطلاح میں جو علم عطائی ہو وہ غیب ہی نہیں کہا جاتا غیب صرف ذاتی کو کہتے ہے۔اب کوئی اشکال ہی نہیں رہا۔جن آیت میں غیب کی نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے،اس آیت کے کچھ آگے ہے۔

ومامن غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتٰب مبین o (نمل:۷۵)

ترجمہ: اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

جس سے معلوم ہوا کہ ہر غیب لوح محفوظ یا قرآن میں محفوظ ہے۔

فتاویٰ امام نووی:

ما معنٰی قول اللہ لا یعلم من فی السمٰوٰت واشباہ ذٰلک مع انہ قد علم ما فی غدو الجواب معناہ لا یعلم ذٰلک استقلالا واما المعجزات والکرامات فحصلت با غلام اللہ لا استقلالا o

ترجمہ: آیت لا یعلم من فی السمٰوٰت وغیرہ کے کیا معنی ہیں۔حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔جواب،اس کے معنی یہ ہیں کہ غیب کو مستقل طور پر (ذاتی) کوئی نہیں جانتا لیکن معجزات اور کرامات پس یہ رب کے بتانے سے حاصل ہوئے نہ کہ بالا استقلال۔

امام ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

ما ذکرناہ فی الآیۃ صرح بہ النووی فی فتاواہ فقال لا یعلم ذٰلک استقلال وعلم احاطۃ بکل المعلومات o

ترجمہ: ہم نے اس آیت کے بارے جو کچھ کہا اس کی امام نووی نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے۔انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جانتا۔

شرح شفاء خفاجی میں ہے:

ھٰذا لاینافی الاٰیٰت الدالۃ علٰی انہ لا یعلم الغیب ال اللہ فان النفی علما من غیر واسطۃ اما اطلاعہ علیہ باغلام اللہ فامر متحقق o

ترجمہ: یہ کلام ان آیات کے خلاف نہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ نفی بے واسطہ علم کی ہے لیکن اللہ کی تعلیم سے جاننا یہ ثابت ہے۔

اگر اس آیت کے یہ مطلب نہ مانے جاویں تو مخالفین کے بھی خلاف ہے۔کیونکہ وہ بھی بعض غیبوں کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانتے ہے۔اور اس میں بالکل کی نفی ہے۔نیز انہوں نے شیطان و ملک الموت کے لیے علم غیب مانا ہے۔دیکھو براہین قاطعہ صفحہ ۵۰ پھر اس آیت کا کیا مطلب بتائیں گے۔

قرآن کریم میں ہے:

ان الحکم الا للہ o (انعام:۵۷)

ترجمہ: حکم خدا کے سوا کسی کا نہیں۔

لہ مافی السمٰوٰت وما فی الارض o (بقرہ:۲۵۵)

ترجمہ: خدا کی وہ تمام چیزیں ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں۔

وکفٰی باللہ شھیدا o (النساء:۷۹)

ترجمہ: اور اللہ کافی گواہ ہے۔

وکفٰی باللہ وکیلا o (النساء:۸۱)

ترجمہ: اور اللہ کافی وکیل ہے۔

وکفٰی باللہ حسیبا o (احزاب:۳۹)

ترجمہ: اوراللہ کافی حساب لینے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حکومت، ملکیت، گواہی، وکالت، حساب لینا سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔اب بادشاہ اسلام کوحاکم، ہرشخص کواپنی چیزوں کا مالک، مشرکین کووکیل محاسب اورعام لوگوں کومقدمات کا گواہ مانا جاتا ہے۔یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ ان آیات میں حکومت ملکیت وغیرہ سے حقیقی اور ذاتی مراد ہےاوردوسروں کے لیے یہ اوصاف بہ عطائے الٰہی مانے گئے۔اسی طرح آیات غیب میں بھی توجیہ کرنا لازم ہے کہ حقیقی کی غیر سے نفی ہے اورعطائی کا ثبوت۔

(۵) وما علمنه الشعر وما ينبغي له ان هو الا ذكر و قرٰان مبين o (یٰس:۶۹)

ترجمہ: اورہم نے ان کوشعرکہنا نہ سکھایااورنہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تونہیں مگر نصیحت اورروشن کتاب۔

مفسرین نے اس آیت کے تین مطلب بتائے ہیں:

(۱) اولاً یہ علم کے چند معنی ہیں: جاننا، ملکہ، مشق وتجربہ وغیرہ اس جگہ علم کے دوسرے معنی مراد ہیں۔یعنی ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوشعرگوئی کا ملکہ نہ دیا۔نہ یہ کہ ان کواچھا برا صحیح غلط شعرپہچاننے کاشعور نہ دیا۔

(۲) دوسرے یہ کہ شعر کے دومعنیٰ ہیں۔ایک تووزن وقافیہ والا کلام (غزل) دوسرے جھوٹی اوروہمی وخیالی باتیں چاہیں نظموں یانثر۔اس آیت میں یہ دوسرے معنی ہی مراد ہیں یعنی ہم نے ان کوجھوٹی اوروہمی باتیں نہ سکھائیں۔وہ جوکچھ فرماتے ہیں حق ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ شعرسے مراداس جگہ اجمالی کلام ہے یعنی ہم نے ان کو ہر چیز کی تفصیل بتائی ہے نہ کہ معمے اور اجمالی باتیں و تفصيل كل شيء (یوسف:۱۱۱) علم بمعنی ملکہ قرآن کریم فرماتا ہے:

وعلمنٰه صنعة لبوس لكم o (انبیاء:۸۰)

ترجمہ: اورہم نے ان کوتمہاراایک پہناوابنانا سکھایا۔

دیلمی نے حضرت جابر سے روایت کیا:

علموا بينكم الرمى o

ترجمہ: یعنی اپنی اولادکوتیراندازی سکھاؤ۔

روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

والا صح انه کان لا یحسنه ولکن کان یمیز بین جید الشعر وردیه o

ترجمہ: زیادہ صحیح یہ ہے کہ آپ شعر بخوبی پڑھتے نہ تھے۔ لیکن اچھے اور ردی شعر میں فرق فرما لیتے تھے۔

روح البیان یہ ہی آیت:

ان المحرم علیه انما هو انشاء الشعر o

ترجمہ: آپ کے لیے شعر بنانا منع تھا۔

شعر کے معنی ہیں جھوٹا کلام۔ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ قرآن کریم شعر ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاعر ہیں۔ بل هو شاعر اس شعر سے ان کی مراد تھی جھوٹا کلام، تو ان کے اس بکواس کی تردید اسی آیت نے کردی کیونکہ فرمایا گیا ہے: ان هو الا ذکر و قراٰن مبین "وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن" یہاں اگر شعر سے مراد منظوم کلام ہو تو اس عبارت سے آیت کا کیا تعلق ہوگا۔

مدارک یہ ہی آیت:

ای ما علمنا النبی علیه السلام قول الشعراء او ما علمناه بتعلیم القراٰن الشعر علٰی معنٰی ان القراٰن لیس بشعر o

ترجمہ: یعنی ہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شعر کہنا نہ سکھایا ہم نے ان کو قرآن کی تعلیم سے شعر نہ سکھایا ۔مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم شعر نہیں۔

خازن یہ ہی آیت:

ولما نفٰی ان یکون القراٰن من جنس الشعر قال اللّٰه تعالیٰ ان هو الا ذکر و قراٰن مبین o

ترجمہ: جبکہ اس کی تردید فرمادی کہ قرآن کریم شعر کی جنس سے ہو تو رب تعالیٰ نے فرمادیا کہ نہیں ہے وہ مگر نصیحت اور روشن قرآن۔

خازن:

قیل ان کفار قریش قالوا ان محمدا شاعر وما یقوله شعر فانزل اللّٰه تکذیبا لهم وما علمنٰه الشعر o

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ کفار قریش نے کہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاعر ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں

(قرآن) وہ شعر ہے۔اس کی تکذیب کے لیے رب تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

تنبیہ: اس جگہ مخالفین یہ سوال کرتے ہیں کہ روایات میں آیا ہے کہ نبی علیہ اصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک شعر کے موافق نہ تھی۔یعنی آپ کوئی شعر پڑھتے تھے تو وزن بگڑ جاتا۔دیکھو اسی خازن میں ہے:

ای مایسھل له ذٰلك وما یصلح منه بحیث لو اراد نظم شعر لم یتات له لذٰلك o

ترجمہ: یعنی آپ کو شعر پڑھنا آسان نہ تھا اور آپ سے درست نہ ادا ہوتا تھا۔اگر کسی شعر کو نظم فرمانے کا ارادہ فرماتے تو نہ ہوسکتا تھا۔

مدارک:

ای جعلناه بحیث لو اراد قرات شعر لم یتات ولم یتسھل o

ترجمہ: یعنی ہم نے آپ کو اس طرح کیا ہے کہ اگر آپ شعر پڑھنے کا ارداہ فرمادیں تو آسان نہ ہو۔

تفسیر کبیر:

وما یتسھل له حتی انه ان تمثل له بیت شعر سمع منه مزاحفا o

ترجمہ: آپ کو شعر آسان نہیں یہاں تک کہ اگر کسی کو ادا فرمانے کا ارادہ فرمادیں تو آپ سے ٹوٹا ہوا سنا جاتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شعر کا علم اور ہے شعر کا پڑھنا اور بڑے بڑے شعراء اور علماء گا کر پڑھ نہیں سکتے۔بہت سے نعت خواں اور قوال علم شعر نہیں رکھتے۔مگر شعر پڑھنے پر پورے قادر ہوتے ہیں۔آپ روٹی پکانا جانتے نہیں مگر اچھی بری،موٹی باریک خوب جان لیتے ہیں۔

آپ کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شعر پڑھنے کا ملکہ اور مشق نہ تھی نہ کہ شعر کی پہچان نہ تھی۔یہ ہی ہم نے کہا تھا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض شعر پسند تھے اور بعض ناپسند۔

روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

کان احب الحدیث الیه علیه السلام الشعر و ایضا کان ابغض الحدیث الیه علیه السلام الشعر o

ترجمہ: ورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو شعر آسان بہت پسند بھی تھا۔اور نہایت ناپسند بھی۔

نیز احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے بعض شعراء کے شعر پڑھے ہیں اور ان کی تعریف فرمائی ہے۔ جیسے کہ الا کل شیء ماخلااللہ باطل اگر اچھے برے شعر کی پہچان نہیں تو یہ تعریف فرمانا کیسا؟ شعر سے مراد اجمالی یعنی غیر مفصل کلام اور معمے ہیں۔

روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

قال الشیخ الاکبر اعلم ان الشعر محل للاجمال و اللغز و التوریة ای مارمزنا لمحمدا علیه السلام شیئا و لا الغزنا ولا خاطبناه بشیء و نحن نرید شیئا و لا اجملنا له الخطاب حیث لم یفهم o

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ شعر اجمالی اور پھسلنے اور اشاروں کا مقام ہے یعنی ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے لیے کسی چیز کے اشارے نہ کیے اور نہ یہ کیا کہ ہم ارادہ کچھ فرمائیں اور خطاب کچھ کریں اور ان سے اس طرح اجمالی کلام نہ فرمایا کہ سمجھ میں نہ آوے۔

(٦) منهم من قصصنا علیك و منهم من لم نقصص علیك o

ترجمہ: ان نبیوں میں سے کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے چند توجیہیں فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں تمام انبیاء کے حالات کا علم دینے کی نفی نہیں۔ بلکہ قرآن کریم میں صراحۃً ذکر کی نفی ہے۔ یعنی بعض انبیاء کے واقعات صراحۃً بیان نہ فرمائے۔ دوسرے یہ کہ ذکر تفصیلی کی نفی ہے اور اجمالی ذکر سب کا فرمایا گیا ہے۔ تیسرے یہ کہ وحی ظاہر میں سب کا بیان نہ ہوا۔ وحی خفی میں سب کا ذکر فرمایا گیا۔

تفسیر صاوی میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ان النبی علیه السلام لم یخرج من الدنیا حتی علم جمیع الانبیاء تفصیلا کیف لا وهم مخلوقون منه و صلوا خلفه لیلة الاسراء فی بیت المقدس ولکنه من العلم المکتوم وانما ترك بیان قصصهم للامة رحمة بهم فلم یکلفهم الا بما یطیقون o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ تمام انبیاء کو تفصیلاً جان لیا۔ کیونکر نہ جانیں وہ سب پیغمبر آپ ہی سے پیدا ہوئے اور شب معراج بیت المقدس میں آپ کے مقتدی

بنے۔لیکن یہ علم مکنون ہے اور ان پیغمبروں کے قصے چھوڑ دیے،امت کے لیے ان پر رحمت فرماتے ہوئے۔پس ان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۵۰ میں ہے:

ھٰذا لا ینافی قولہ تعالیٰ منھم من لم نقصص علیک لان المنفی ھو التفصیل و الثابت ھو الاجمال او النفی مقید بالوحی الجلی و الثبوت متحقق بالوحی الخفیo

ترجمہ: یہ کلام اس آیت کے خلاف نہیں کہ منھم من لم نقصص علیک کیونکہ نفی تو علم تفصیلی کی ہے اور ثبوت علم اجمالی کا ہے یا نفی وحی ظاہر (قرآن) کی ہے اور ثبوت وحی خفی (حدیث) کا ہے۔

قرآن فرماتا ہے:

کلا نقص علیک من انبآء الرسل مانثبت بہٖ فوادک o (ھود:۱۲۰)

ترجمہ: اور سب کچھ ہم تم کو رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔

(۷) یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ما ذاآجبتم قالو الاعلم لنا انک انت علام الغیوب o (مائدہ:۱۰۹)

ترجمہ: جس دن اللہ جمع فرمادے گا رسولوں کو۔پھر فرمادے گا کہ تم کو کیا جواب ملا۔عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

مفسرین اس آیت کریمہ کی دو توجیہیں فرمائی ہیں:اولاً یہ کہ خدایا تیرے علم کے مقابلہ میں ہم کو علم نہیں۔ دوسرے یہ کہ ادباًیہ عرض کیا گیا۔تیسرے یہ کہ قیامت میں جس وقت نفسی نفسی فرمانے کا وقت ہوگا اس وقت انبیاءِ کرام یہ فرمائیں گے۔بعد میں پھر عرض کریں گے کہ ہم نے اپنی قوم کو تبلیغ احکام کی مگر انہوں نے نہ مانا۔وہ کفار کہیں گے کہ ہم کو احکام نہ پہنچے۔جس پر امت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاءِ کرام کی گواہی دے گی۔

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فعلیٰ ھٰذا القول انما نفوا العلم انفسھم و ان کانوا علمآء لان علمھم صار کلا علم عند علم اللہ o

ترجمہ: پس اس قول کی بناء پر پیغمبروں نے اپنی ذات سے علم کی نفی کی اگر چہ وہ جانتے تھے۔کیونکہ ان کا

علم اللہ کے علم کے سامنے مثل نہ ہونے کے ہوگیا۔

مدارک:

قالوا ذٰلك تادبا ای علمنا ساقط مع علمك فكانه لا علم لنا o

ترجمہ: ان نبیاء نے عرض کیا ادباً۔یعنی ہمارا علم تیرے علم کے ساتھ ساقط ہے پس گویا ہم کو علم ہی نہیں۔

تفسیر کبیر یہ ہی آیت:

ان الرسل علیهم السلام لما علموا ان الله عالم لا یجهل حلیم لایسفه وعادل لا یظلم علموا ان قولهم لا یفسید خیرا ولا یدفع شرا فالادب فی السکوت وتفویض الامر الی الله وعدلٖه فقالوا لا علم لنا o

ترجمہ: انبیاءکرام نے جب جان لیا کہ اللہ عالم ہے بے علم نہیں۔حلیم ہے سفیہ نہیں،انصاف والا ہے ظالم نہیں،تو وہ سمجھ گئے کہ ان کی بات نہ تو بھلائی کا فائدہ دے گی اور نہ مصیبت کو دفع کرے گی۔پس ادب خاموشی میں ہے اور معاملہ اللہ کے عدل کی طرف سپرد کردینے میں ہے لہٰذا انہوں نے عرض کردیا کہ ہم کو علم نہیں۔

بیضاوی یہ ہی آیت:

وقیل المعنٰی لا لعم لنا الٰی جنب علمك o

ترجمہ: کہا گیا کہ آیت کہ معنی یہ ہیں کہ ہم کو تیرے علم کے مقابل علم نہیں۔

روح البیان یہ ہی آیت:

ان هذا الجواب یکون فی بعض مواطن القیٰمة و ترجع عقولهم الیهم فیشهدون علٰی قومهم انهم بلغوا الرسالة وان قومهم کیف ردوا علیهم o

ترجمہ: یہ جواب قیامت کے بعض موقعوں میں ہوگا اور اس کے بعد حواس قائم ہوں گے تو اپنی قوم پر گواہی دیں گے کہ ہم نے رسالت کی تبلیغ فرمادی اور ہماری قوم نے کیا جواب دیا۔(ملخصاً)

وما ادری مایفعل بی ولا بکم o

ترجمہ: اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

اس سے مخالفین دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ تو اپنی خبر تھی نہ کسی اور کی کہ قیامت میں ہم سے

کیا معاملہ کیا جاوے گا۔لیکن اس کی تفسیر میں مفسرین کے دوقول ہیں: اولاً یہ کہ اس آیت میں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی ۔درایت اٹکل اور قیاس سے جاننے کو کہتے ہیں یعنی میں بغیر وحی اپنے قیاس سے یہ امور نہیں جانتا، وحی سے جانتا ہوں ۔دوسرے یہ کہ یہ آیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ باتیں بتانے سے پہلے کی ہے۔لہٰذا یہ منسوخ ہے۔

تفسیر صاوی میں ہے یہ ہی آیت:

ماخرج علیه السلام من الدنیا حتی علمه الله فی القراٰن ما یعمل بهٖ و بالمومنین فی الدنیا والا خرة اجمالا و تفصیلا o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے ۔یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس بات سے آگاہ کر دیا کہ ان سے اور مومنین سے اور کافروں سے دنیا اور آخرت میں کیا کیا جاوے گا۔

ملاعبدالرحمٰن ابن محمد دمشقی رسالہ ناسخ ومنسوخ میں فرماتے ہیں: وما ادری ما یفعل بی ولا بکم نسخ بقولهٖ انا فتحنالك یعنی آیت ما ادری منسوخ ہے انا فتحنالك سے۔''

تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

لما نزلت هٰذا الاية فرح المشر کون فقالو واللات والعزٰی ما امرنا وامر محمد الا واحدا وما له علینا من مزية و فضل لو لا انه ما ابتدع ما یقوله لا خبره الذی بعثه بما یفعل بهٖ فانزل الله عزوجل لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك فقالت الصحٰبة هنیئا لك یا نبی الله قد علمت ما یفعل بك فما ذا یفعل بنا فانزل الله لیدخل المومنین و المو منٰت جنت وانزل و بشر المومنین بان لهم من الله فضلا کبیرا وهٰذا قول انس وقتادة وعکرمة قالوا انما هٰذا قبل ان یخبر بغفران ذنبهٖ وانما اخبر بغفران ذنبهٖ عام الحدیبية فنسخ ذٰلك o

ترجمہ: جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزیٰ کی قسم! ہمارا اور حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا تو یکساں حال ہے ان کو ہم پر کوئی زیادتی اور بزرگی نہیں۔اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتے ہوتے تو ان کو بھیجنے والا خدا انہیں بتا دیتا کہ ان سے کیا معاملہ کرے گا تو رب نے یہ آیت اتاری: لیغفرلك الله ما تقدم پس صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کو مبارک ہو

آپ نے تو جان لیا جو آپ کے ساتھ ہوگا۔ہم سے کیا معاملہ کیا جاوے گا تو یہ آیت اتری کہ داخل فرمائے گا اللہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو جنتوں میں الآیۃ اور یہ آیت اتری کہ مسلمانوں کو خوشخبری دیجئے کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔یہ حضرت انس اور قتادہ وعکرمہ کا قول ہے۔یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس آیت سے پہلے کی ہے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی مغفرت کی خبر دی گئی۔مغفرت کی خبر آپ کو حدیبیہ کے سال دی گئی تو یہ آیت منسوخ ہوگئی۔

اگر کوئی کہے کہ آیت: مادری (احقاف:۹) خبر ہے اور منسوخ نہیں ہوسکتی تو اس کے چند جواب یہ ہیں: ایک یہ کہ بہت سے علماء نسخ خبر جائز کہتے ہیں۔جیسے و ان تبدوا (الایہ) لایکلف اللہ نفسا سے منسوخ ہے ایسے ہی مادری کو ابن عباس وانس وابن مالک رضی اللہ عنہم نے انا فتحنا لك سے منسوخ مانا (تفسیر کبیر درمنثور روابوالسعود) دوسرے یہ کہ یہاں گویا فرمایا گیا: قل مادری اور قل امر ہے۔نسخ کا تعلق اسی سے ہے۔تیسرے یہ کہ بعض آیات صورت میں خبر اور معنی میں حکم ہیں جیسے کتب علیکم الصیام (بقرہ:۱۸۳) وللہ علی الناس حج البیت (آل عمران:۹۷) وغیرہ ان جیسی خبروں کا نسخ جائز ہے۔چوتھے یہ کہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ ان تفاسیر واحادیث پر ہے جن سے نسخ ثابت ہے۔

اگر اس آیت کے مذکورہ بالا مطالب نہ بیان کیے جاویں تو صدہا احادیث کی مخالفت ہوگی۔حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن لواء الحمد ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔آدم آدمیان ہمارے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔شفاعت کبریٰ ہم فرمائیں گے۔ہمارا حوض ایسا ہوگا۔اسکے برتن اس طرح کے ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ابوبکر جنتی ہیں حسن وحسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔فاطمہ زہرا خواتین جنت کی سردار ہیں۔کسی کو فرمایا کہ تو جہنمی ہے۔ایک آدمی بہت اچھی طرح جہاد کررہا ہے۔صحابہ کرام نے اس کی تعریف کی۔فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔آخر کار اس نے خودکشی کی۔اگر معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی بھی خبر نہ ہو تو اپنی اور دیگر حضرات کی یہ خبریں کس طرح سنا رہے ہیں۔وہ تو جس کہ ایمان کی رجسٹری فرمادیں، وہ کامل مومن ہے۔اس جگہ بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مگر اختصاراً اسی پر کفایت کرتا ہوں، خدا درست سمجھ عطا فرماوے۔آمین

(۹) لاتعلمھم نحن نعلمھم ٥ (التوبہ:۱۰۱)

ترجمہ: تم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔

اس آیت سے مخالفین دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دربار میں آنے والے منافقوں کو نہ پہچانتے

تھے پھر علم غیب کیسا؟ مگر مفسرین نے اس آیت کی یہ توجیہ کی ہے کہ اس آیت کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

ولتعرفنهم فی لحن القول o (محمد:٣٠)

ترجمہ: اور ضرور تم ان کو بات کے طریقہ سے پہچان لوگے۔

لہٰذا یہ آیت منسوخ ہے یا یہ توجیہ ہے کہ بغیر ہمارے بتائے ان کو نہیں پہچانتے۔ جمل میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

فان قلت کیف نفی عنه علم بحال المنافقین و اثبته فی قولهٖ تعالیٰ و لتعرفنهم فی لحن القول فالجواب ان اٰیة النفی نزلت قبل اٰیة الثبات o

ترجمہ: اگر تم کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منافقین کا حال جاننے کی نفی کیوں کی گئی حالانکہ آیت و لتعرفنهم فی لحن القول میں اس کے جاننے کا ثبوت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفی کی آیت ثبوت کی آیت سے پہلے اتری ہے۔

اسی جمل میں زیر آیت و لتعرفنهم فی لحن القول ہے:

فکان بعد ذٰلك لا یتکلم منافق عند النبی علیه السلام الا عرفه و یستدل منافق علیٰ فساد باطنهٖ و نفاقهٖ o

ترجمہ: اس آیت کے بعد کوئی بھی منافق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل شریف میں کلام نہ کرتا تھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو پہچان لیتے تھے اور اس کے فساد باطن اور نفاق پر دلیل پکڑتے تھے۔

تفسیر بیضاوی یہ ہی آیت:

اخفٰی علیك حالهم مع کمال فطنتك و صدق فراستك o

ترجمہ: آپ پر ان کا حال باوجود آپ کی کمال سمجھ اور سچی مردم شناسی کے مخفی رہ گیا۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں اندازے سے پتا لگا لینے کی نفی ہے۔ اگر اس آیت کی یہ توجیہیں نہ کی جاویں تو ان احادیث کی مخالفت ہوگی جن سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منافقوں کو پہچانتے تھے۔ مگر پردہ پوشی سے کام لیتے تھے۔

عینی شرح بخاری جلد۴ صفحہ ۲۲۱ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

خطب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوم الجمعة فقال اخرج یا فلان فانك منافق

فاخرج منهم ناسا ففضحهم o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا پس فرمایا کہ اے فلاں! نکل جا کیونکہ تو منافق ہے۔ان میں سے بہت سے آدمیوں کو رسوا کر کے نکال دیا۔

شرح شفا ملا علی قاری جلد اول صفحہ ۲۴۱ میں فرماتے ہیں:

قال ابن عباس كان المنفقون من الرجال ثلثة مائة ومن النساء مائة وسبعين o

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منافقین مرد تین سو تھے اور عورتیں ایک سو ستر۔

ہم اثبات علم غیب میں ایک حدیث پیش کر چکے ہیں جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم پر ہماری امت پیش کی گئی۔لہٰذا ہم نے منافقوں اور کفار اور مومنین کو پہچان لیا۔اس پر منافقین نے اعتراض کیا اور قرآن کی آیت ان کے جواب کے لیے آئی۔ان سب دلائل میں مطابقت کرنے کے لیے یہ توجیہ کرنا ضروری ہے۔نیز یہ کلام اظہار غضب کے لیے ہوتا ہے۔اگر بچہ کو باپ مارنے لگے اور کوئی باپ سے بچائے تو وہ کہتا ہے کہ اس خبیث کو تم نہیں جانتے میں جانتا ہوں۔اس سے علم کی نفی نہیں۔

(۱۰) رب تعالیٰ فرماتا ہے:ولا تصل علىٰ احد منهم مات ابدا (توبہ:۸۴)حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبداللہ ابن ابی منافق کی نماز جنازہ یا تو پڑھ لی یا پڑھنا چاہی فاروق اعظم نے منع کیا۔مگر ان کی عرض نہ سنی تب یہ آیت اتری جس میں آپ کو منافقین کی نماز جنازہ سے روکا گیا۔اگر علم غیب تھا تو منافق کا جنازہ کیوں پڑھا؟

جواب: اس منافق کا حضرت عباس پر کچھ احسان تھا اور اس کا فرزند مخلص مومن تھا اور خود اس منافق نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ حضور پڑھائیں۔اس وقت تک اس کی ممانعت نہ تھی۔لہٰذا دینی مصلحت سے اجازت پر عمل فرمایا۔تفسیر کبیر و روح البیان نے فرمایا کہ اس کی وصیت علامت توبہ تھی اور شریعت کا حکم ظاہر پر ہے جس پر حضور نے عمل فرمایا۔رب کو منظور نہ تھا کہ حبیب کا دشمن ظاہری عزت بھی پاوے۔لہٰذا قرآن کریم نے حضرت فاروق کی تائید فرمادی غرض کہ اس مسئلہ کو علم غیب سے کوئی تعلق نہیں۔اس کا منافق ہونا ظاہر تھا۔مگر اس نماز میں بہت سی مصلحتیں تھیں۔کریم کا کرم غیر اختیاری ہوتا ہے۔اور پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ فاروق اعظم کو پتا لگ جائے مگر حضور کو پتا نہ لگے۔

(۱۱) ويسلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتيتم من العلم الا قيلا o (الاسراء:۸۵)

ترجمہ: اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں۔تم فرماؤ کہ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تم کو علم

نہ ملا مگر تھوڑا۔

مخالفین اس آیت سے دلیل لاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح کا علم نہ تھا کہ روح کیا چیز ہے لہٰذا آپ کو علم غیب کلی نہ ہوا۔ اس میں تین امور قابل غور ہیں: اولاً یہ کہ اس آیت میں کہاں ہے کہ ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو یہ علم نہیں دیا۔ یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہاں فرمایا کہ مجھے روح کا علم نہیں ملا۔ لہٰذا اس آیت کو نفی علم روح کی دلیل بنانا محض غلط ہے۔ اس میں تو پوچھنے والے کافروں سے فرمایا گیا کہ تم کو علم بہت تھوڑا سا دیا گیا۔ تم کو روح کی حقیقت کا علم نہیں۔ دوسرے یہ کہ قل الروح من امر ربی کے معنی حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمتہ نے سیف چشتیائی میں حضرت محی الدین ابن عربی سے یہ نقل فرمایا کہ قل الروح من امر ربی'' فرمادو کہ روح امر رب سے ہے۔'' یعنی عالم بہت سے ہیں عالم عناصر، عالم ارواح، عالم امر، عالم امکان وغیرہ تو روح عالم امر کی چیز ہے۔ اور تم لوگ عالم عناصر کے تم اس کی حقیقت کو نہیں جان سکتے کیونکہ اے کافروں! تم کو تھوڑا علم دیا گیا۔

روح البیان میں زیر آیت لاتدرکہ الابصار (انعام:۱۰۳)

لانہ تجاوز فی تلک اللیلۃعن عالم العناصر ثم عن عالم الطبعیۃ ثم عن عالم الارواح حتّٰی وصل الٰی عالم الامروعین الراس من عالم الاجسام فانسلخ عن الکل ورأی ربہ بالکل ہ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی رات عالم عناصر سے آگے بڑھے، پھر عالم طبیعت سے، پھر عالم ارواح سے یہاں تک کہ عالم امر تک پہنچے اور سر کی آنکھ عالم اجسام سے ہے پس آپ ان تمام چیزوں سے علیحدہ ہوگئے اور رب تعالیٰ کو کل ذات سے دیکھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ شب معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عالم امر کی سیر ہی نہیں فرمائی۔ بلکہ خود بھی عالم امر میں سے بن گئے اور اپنے رب کو دیکھا۔ اور اسی عالم امر کی روح بھی ہے۔ پھر آپ پر روح کیونکر مخفی رہ سکتی ہے۔ جس طرح ہم جسموں کو جانتے پہچانتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آدھے بشر اور آدھے روح تھے۔ کیونکہ حضرت مریم تو بشر تھیں اور حضرت جبریل روح فارسلنا الیھا روحنا (مریم:۱۷)''ہم نے حضرت مریم کے پاس اپنی روح یعنی جبریل کو بھیجا'' اور آپ کی پیدائش حضرت جبریل کی پھونک سے ہوئی۔ اس لیے دونوں امور آپ میں موجود ہیں۔

فتوحات مکیہ باب ۵۷۵ میں شیخ اکبر فرماتے ہیں:

فکان نصفہ بشرا ونصفہ الاخر روحا مطھرا ملکا لان جبریل وھبہ لمریم ہ

ترجمہ: حضرت مسیح علیہ السلام نصف بشر اور نصف دوم پاک روح ہیں۔ کیونکہ جبریل نے حضرت مریم کو انہیں بخشا۔؛

اور ان کی پیدائش بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے ہے۔ تو گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از سرتا پا روح ہیں۔

روح البیان اسی آیت لاتدرکہ کے ماتحت لکھا:

الحقیقة المحمدیة ھی حقیقة الحقائق وھو الموجود العام الشامل o

ترجمہ: حقیقت محمدیہ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے اور وہ ہی وجود عام ہے۔

لہٰذا آیت کے معنی یہ ہوئے کہ روح وہ جوامر یعنی کن سے بلاواسطہ ہوا اور وہ تو حقیقت محمدیہ ہے کہ بلاواسطہ ان کی پیدائش ہے اور سب کی پیدائش ان کے نور سے ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ عالم کی روح حقیقی میں ہوں، تفسیر کبیر نے اسی جگہ فرمایا کہ یہاں روح سے قرآن یا جبریل مراد ہیں کفار نے سوال کیا تھا کہ قرآن کیا ہے، شعر ہے یا کہانت؟ جبریل کون ہیں اور کیسے آتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ قرآن امرالٰہی ہے۔ نہ شعر ہے نہ جادو۔ جبریل امرالٰہی سے آتے ہیں۔ وما نتنزل الا بامر ربك (مریم:٦٤)

اسی کبیر میں ہے:

فاذا کانت معرفة اللہ تعالیٰ ممکنة بال حاصلة فای منع یمنع من معرفة الروح o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کو پہچانیں تو روح کو کیوں نہ پہچانیں۔

تیسرے یہ کہ مفسرین ومحدثین نے تصریح فرمائی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح کا علم تھا۔

تفسیر خازن نے اسی آیت کے ماتحت لکھا:

قیل ان النبی علیہ السلام علم معنی الروح ولکن لم یخبربہٖ لان ترك الاخبار بہٖ کان علما لنبوتہٖ والقول الاصح ان اللہ استاثر بعلم الروح o

ترجمہ: کہا گیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقت روح معلوم تھی لیکن اس کی خبر نہ دی کیونکہ یہ خبر نہ دینا آپ کی نبوت کی علامت تھی اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم روح سے خاص ہے۔

اس عبارت میں علم روح ماننے والوں کو مشرک نہ کہا گیا اور نہ ان کے قول کو غلط بتایا۔

تفسیر روح البیان اسی آیت کی تفسیر میں ہے:

جل منصب حبیب اللہ عن ان یکون جاھلا بالروح مع ان عالم باللہ و قد من اللہ علیہ بقولہٖ وعلمك تکن تعلم o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بلند ہے کہ آپ روح سے ناواقف ہوں حالانکہ آپ اللہ سے واقف ہیں رب نے آپ پر احسان جتایا کہ فرمایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے وہ آپ کو بتادیا۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت:

وقیل کان السوال عن خلق الروح یعنی اھو مخلوق ام لا وقولہ من امر ربی دلیل خلق الروح فکان ھٰذا جواباً o

ترجمہ: کہا گیا کہ سوال روح کی پیدائش کے متعلق تھا کہ روح مخلوق بھی ہے یا نہیں اور رب کا فرمان من امر ربی روح کے مخلوق ہونے کی دلیل ہے لہٰذا یہ جواب ہوگیا۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں روح کا علم ہونے نہ ہونے سے بحث ہی نہیں ہورہی ہے۔ یہاں تو ذکر مخلوقیت روح کا ہے، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۴۰ وصل ”ایذارسانی کفار فقراء صحابہ را“ میں شیخ فرماتے ہیں:

چه گونه جرائت کند مومن عارف که نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین کند وداده است اور احقسبحانه، علم ذات و صفات خودو فتح کرده بروئے فتح مبین از علم اولین و آخرین روح انسانی چه باشد که درجنب حقیقت جامع وے قطره ایست از دریا و ذره ایست از بیدا۔

ترجمہ: مومن عارف یہ ہمت کس طرح کرسکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حقیقت روح کے علم کی نفی کرے حالانکہ رب نے ان کو اپنی ذات وصفات کا علم دیا ہے اور ان پر علوم اولین وآخرین کھول دیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے مقابل روح انسانی کی کیا حقیقت ہے وہ تو اس دریا کا ایک قطرہ اور جنگل کا ایک ذرا ہے۔

احیاء العلوم میں امام غزالی فرماتے ہیں:

ولا تظن ان ذٰلك لم یکن مکشوفا لرسول اللہ علیہ السلام فان من لم یعرف نفسہ

فیکف یعرف اللہ سبحنہ فلا یبعد ان یکون ذٰلك مکشوفا لبعض الاولیاء و العلماء o

ترجمہ: تم یہ گمان نہ کرنا کہ روح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہر نہ تھی۔کیونکہ جو اپنے کو نہ پہچانے گا وہ اللہ کو کس طرح پہچان سکتا ہے۔یہ بھی بعید نہیں کہ روح بعض اولیاء و علماء کو ظاہر ہو۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم روح عطا ہوا بلکہ حضور کے صدقے سے بعض علماء و اولیاء کو بھی ملا۔بعض لوگوں نے اسکا انکار بھی کیا۔مگر وہ بلا دلیل ہے۔نیز جب ثبوت و نفی کے دلائل ہوں تو ثبوت کو اختیار کرنا چاہیے۔جیسا کہ ہم قاعدہ اصول کا بیان کر چکے ہیں۔

(۱۲) عفا اللہ عنك لم ذنت لھم o (توبہ:۴۳) غزوۂ تبوک میں بعض منافقین نے غلط بہانہ کر کے شرکت نہ کی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی حیلہ سازی کا پتا نہ لگا اور انہیں جہاد میں نہ جانے کی اجازت دے دی۔اس آیت میں آپ پر عتاب فرمایا گیا کہ کیوں اجازت دی۔اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اصل حال آپ پر ظاہر ہوتا۔

جواب: یہ اس آیت میں آپ پر عتاب ہے نہ حضور ان کے فریب سے بے خبر تھے۔بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے اجازت دی۔رب نے فرمایا کہ اے مجرموں کے پردہ پوش! آپ نے ان کو رسوا کیوں نہ کیا؟ عتاب غلطی پر ہوتا ہے۔یہاں غلطی کون سی ہوئی تھی؟ عفا اللہ کلمہ دعائیہ ہے نہ کہ عتاب۔

(۱۳) یسلونك عن الساعۃ ایان مرسٰھا فیم انت من ذکرٰھا o (النازعات:۴۳)

ترجمہ: تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لیے ٹھہری ہوئی ہے تم کو اس بیان سے کیا تعلق؟

اس آیت سے مخالفین دلیل لاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ واسلام کو قیامت کا علم نہ تھا کہ کب ہوگی۔لہٰذا آپ کو علم غیب کلی نہ ہوا۔

جواب: صحیح یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم بھی عطا فرمایا۔مفسرین نے اس آیت کی چند توجیہیں کی ہیں۔ایک تو یہ کہ یہ آیت علم قیامت عطا کرنے سے پہلے کی ہے۔دوسرے یہ کہ اس سے مقصود سائلین کو جواب دینے سے روکنا ہے نہ کہ آپ کے علم کی نفی۔تیسرے یہ کہ اس آیت میں فرمایا گیا: انت من ذکرٰھا ”آپ اس قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں“ آپ کو دیکھ کر ہی جان لینا چاہیے کہ قیامت قریب ہے۔چوتھے یہ کہ اس میں فرمایا گیا ہے کہ دنیا میں آپ یہ باتیں بتانے نہیں بھیجے گئے۔

تفسیر صاوی یہ ہی آیت:

وهٰذا قبل اعلامهٖ بوقتها فلا ينافى انه عليه السلام لم يخرج من الدنيا حتّٰى اعلمه الله بجميع مغيبات الدنيا والاخرة o

ترجمہ: یہ آیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کے وقت کی خبر دینے سے پہلے کی ہے لہٰذا یہ اس قول کے خلاف نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے نہ گئے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو دنیا وآخرت کے سارے علوم دے دیے۔

روح البیان یہ ہی آیت:

قد ذهب بعض المشائخ الٰى ان النبى عليه السلام كان يعرف وقت الساعة باعلام الله وهو لا ينافى الحصر فى الأية o

ترجمہ: بعض مشائخ ادھر گئے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے وقت کو جانتے تھے اللہ کے بتانے سے اور یہ قول اس آیت کے حصر کے خلاف نہیں۔

روح البیان میں یہ ہی آیت اور پارہ ۹ زیر آیت يسلونك كانك حفى عنها (اعراف:۱۸۷) میں بھی ہے اور وہاں یہ بھی ہے کہ دنیا کی کل عمر ۷۰ ہزار سال ہے۔ یہ روایت صحیحہ سے ثابت ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم ہے۔

تفسیر خازن یہ ہی آیت:

وقيل معناه فيما انكار لسوالهم اى فيما هٰذا السوال ثم قال انت يا محمد من ذكراها اى من علاماتها لانك اٰخر الرسل فكفاهم ذٰلك دليلا علٰى دنوها o

ترجمہ: کہا گیا کہ فیم کفار کے سوال کا انکار ہے یعنی ان کا سوال کس شمار میں ہے پھر فرمایا کہ آپ اے محمد! (ﷺ) اس قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں پس ان کو یہ دلیل کافی ہے قیامت قریب ہونے پر۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت:

اوكان رسول الله عليه السلام لم يزل يذكر الساعة ويسال عنها حتّٰى نزلت فهو هٰذا تعجب من كثرة ذكرهٖ لها o

ترجمہ: یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کا بہت ہی ذکر فرماتے تھے اور اس کے بارے میں سوال کیے جاتے تھے یہاں تک کہ آیت اتری پس یہ آیت تعجب ہے آپ کے زیادہ ذکر قیامت فرمانے پر۔

اب اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کس قدر ذکر قیامت فرماتے ہیں۔

مدارک یہ ہی آیت:

اوفیهم انکار لسوالهم عنها ای فیما هٰذا السوال ثم قال انت من ذکرٰها ای ارسالك وانت اٰخر الانبیآء عالامة من علامتها فلا معنٰی لسوالهم عنها o

ترجمہ: یا فیم کفار کے سوال کا انکار ہے یعنی یہ سوال کس شمار میں ہے پھر فرمایا کہ آپ اس قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہیں اب ان کے قیامت کے پوچھنے کے کوئی معنی ہی نہیں۔

اب اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ان کا قیامت کے متعلق پوچھنا لغو ہے۔ آپ خود اس کی علامت ہیں وہ کیوں پوچھتے ہیں۔ مدارک یہ ہی آیت:

قیل فیم انت من ذکرٰها متصل بالسوال ای یسلونك عن الساعة ایان مرسٰها ویقولون این انت من ذکرٰها ثم استانف فقال الٰی ربك منتها ها o

ترجمہ: اور کہا گیا کہ فیم انت سوال سے ملا ہوا ہے۔ یعنی کفار آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کا قیام کب ہوگا؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کو اس کا علم کہاں سے آیا پھر رب تعالیٰ نے اپنی بات شروع کی الی ربك۔

اب اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ کفار نے پوچھا کہ آپ کو یہ علم کہاں سے ہے۔ رب نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے تو یہ آیت علم قیامت کا ثبوت ہے۔

مدارک یہ ہی آیت:

انما انت منذر من یخشٰها ای لم تبعث لتعلمهم بوقت الساعة انما انت الخ o

ترجمہ: یعنی آپ اس لیے نہیں بھیجے گئے کہ ان کو قیامت کے دن کی خبر دیں۔

اب اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ کفار کا یہ کہنا کہ اگر آپ قیامت کی خبر دے دیں تو آپ نبی ہیں ورنہ نہیں، محض بیہودہ ہے۔ کیونکہ قیامت کی خبر دینا نبوت کے فرائض میں سے نہیں۔ نبی کے لیے تبلیغ احکام ضروری ہے۔ مدارج النبوۃ

جلد دوم صفحہ ۴۰ وص رحمۃ اللہ علیہ "ایذار سانی کفار فقراء صحابہ" میں ہے:

وبعضے از علماء در علم ساعة نیز مثال این معنی گفته اند۔

ترجمہ: یعنی بعض علماء نے روح کی طرح حضور کے لیے قیامت کا علم بھی مانا۔

(۱۴) یسلو نك كانك حفی عنها قل انما علمها عند الله ٥ (اعراف:۱۸۷)

ترجمہ: تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اس کو خوب تحقیق کر رکھا ہے تم فرماؤ کہ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

مخالفین اس آیت کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم نہیں، اس کے دو جواب ہیں ،ایک یہ کہ اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں دیا اس میں تو یہ ہے کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے، دینے کی نفی ہے۔ دوم یہ کہ یہ علم قیامت دینے سے قبل کی آیت ہے۔

تفسیر صاوی یہ ہی آیت:

والذی یحب الایمان بہٖ ان النبی علیه السلام لم ینتقل من الدنیا حتّٰی اعلمه الله بجمیع المغیبات اللتی تحصل فی الدنیا و الا خرة فهو یعلمها كما هی عین یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فانا انظر فیها كم انظر الٰی كفی هٰذہٖ وورد انه اطلع علی الجنة و ما فیها والنار وما فیها و غیر ذٰلك مما تواترت بہٖ الا خبار ولكن امر بكتمان البعض ٥

ترجمہ: جس پر ایمان لانا ضروری ہے یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے منتقل نہ ہوئے یہاں تک کہ رب نے آپ کو تمام وہ غائب چیزیں بتا دیں جو دنیا اور آخرت میں آپ کو ملیں آپ اس سے عین یقین سے جانتے ہیں۔ روایت میں آیا ہے کہ ہمارے سامنے دنیا پیش کی گئی۔ پس ہم اس میں اس طرح نظر کر رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ میں۔ یہ بھی آیا ہے کہ ہم کو جنت اور وہاں کی نعمتوں اور دوزخ اور وہاں کے عذابوں پر اطلاع دی گئی۔ علاوہ ازیں اور متواتر خبریں ہیں لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

تفسیر خازن میں اس آیت میں ہے کہ اس کی اصل عبارت یہ ہے: یسئلو نك عنها كانك حفی "یعنی یہ لوگ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا آپ ان پر بڑے مہربان ہیں" اور آپ ان کو بتا ہی دیں گے حالانکہ یہ اسرار الٰہی میں سے ہے، اغیار سے چھپانا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم ہے مگر اظہار کی اجازت نہیں۔

اعتراض ۱۵: یسلك الناس عن الساعة انما علمها عند اللہ o (عزاب ۶۳)

ترجمہ: لوگ تم سے قیامت کا پوچھتے ہیں تم فرماؤ کہ اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔

جواب: تفسیر صاوی یہ ہی آیت:

انما وقت السوال والا فلم یخرج نبینا علیہ السلام حتٰی اطلعہ اللہ علٰی جمیع المغیبات ومن جملتھا الساعۃ o

ترجمہ: یعنی اس قیامت پر کوئی مطلع نہیں اور یہ سوال کے وقت تھا ورنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ آپ کو اللہ نے تمام غیبوں پر مطلع فرما دیا جن میں سے قیامت بھی ہے۔

روح البیان میں یہ ہی آیت:

ولیس من شرط النبی ان یعلم الغیب بغیر تعلیم من اللہ تعالیٰ o

ترجمہ: اور نبی کی شرائط میں سے یہ نہیں ہے کہ اللہ کے بغیر بتائے غیب جانے۔

اس آیت میں کسی کو علم قیامت دینے کی نفی نہیں لہٰذا اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہ جاننے پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔

تفسیر صاوی اسی آیت کے ماتحت ہے:

المعنٰی لایفید علمہ غیرہ تعالیٰ فلا ینافی ان رسول اللہ علیہ السلام لم یخرج من الدنیا حتٰی اطلع علٰی ما کان وما یکون وما ھو کائن ومن جملتہٖ علم الساعۃ o

ترجمہ: معنی یہ ہیں کہ قیامت کا علم خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ پس یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ رب تعالیٰ نے ان کو سارے اگلے پچھلے واقعات پر مطلع فرما دیا۔ ان میں سے قیامت کا علم بھی ہے۔

مخالفین علم قیامت کی نفی کی دلیل میں شروع مشکوٰۃ کی وہ روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت جبریل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا: اخبرنی عن الساعۃ۔ ''مجھے قیامت کے متعلق خبر دیجئے تو فرمایا: ما المسئول عنھا باعلم من السائل ''یعنی اس بارے میں ہم سائل سے زیادہ جاننے والے نہیں''۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں۔

مگر یہ دلیل بھی محض لغو ہے دووجہ سے: ایک یہ کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادتی علم کی نفی کی۔ ورنہ فرماتے **لا علم** میں نہیں جانتا۔ اتنی درازعبارت کیوں ارشادفرمائی؟ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اے جبریل! اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے کہ مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی۔ اس مجمع میں یہ پوچھ کر راز ظاہر کرانا مناسب نہیں، دوسرے یہ کہ جواب سن کر حضرت جبریل نے عرض کیا: **فاخبر عن اماراتھا** ''تو قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجئے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند نشانیاں بیان فرمائیں کہ اولاد نافرمان ہوگی اور کمین لوگ عزت پائیں گے وغیرہ وغیرہ جس کو قیامت کو بالکل علم ہی نہ ہو۔ ان سے اس کی نشانیاں پوچھنا کیا معنی؟ نشانیاں اور پتا تو جاننے والے سے پوچھا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت قائم ہونے کا دن بتایا۔

مشکوٰۃ باب الجمعہ میں ہے:

لاتقوم الساعۃ الا فی یوم الجمعۃ o

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن۔

کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملا کر فرمایا: (مشکوٰۃ باب خطبہ یوم الجمعہ)

بعثت انا و الساعۃ کھاتین o

ترجمہ: ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں۔

یعنی ہمارے زمانے کے بعد بس قیامت ہی ہے اور اس قدر علامات قیامت ارشادفرمائیں کہ ایک بات بھی نہ چھوڑی۔ آج میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ابھی قیامت نہیں آسکتی کیونکہ نہ ابھی دجال آیا نہ حضرت مسیح ومہدی، نہ آفتاب مغرب سے نکلا۔ ان علامات نے قیامت کو بالکل ظاہر فرمادیا پھر قیامت کا علم نہ ہونے کے کیا معنی؟ پس زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سنہ نہ بتایا کہ فلاں سنہ میں قیامت ہوگی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں سنہ مقرر ہی نہ ہوئی تھی۔ سنہ ہجری عہد فاروقی میں مقرر ہوئی کہ ہجرت تو ربیع الاول میں ہوئی مگر سنہ ہجری کا آغاز محرم سے ہوتا ہے بلکہ اس زمانہ میں قاعدہ یہ تھا کہ سال میں جو کوئی بھی اہم واقعہ ہو اس سے سال منسوب کردیا۔ سال فیل، سال فتح، سال حدیبیہ وغیرہ تو سنہ ہجری کس طرح بتایا جاسکتا تھا۔ اس دن کی علامات وغیرہ سب بتادیں اور جوذات اس قدر تفصیلی علامتیں بیان کریں وہ بے علم کس طرح ہوسکتی ہے۔ نیز ہم ثبوت علم غیب میں وہ حدیث پیش کرچکے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کے من وعن واقعات بیان کردیے۔ اب کیسے ممکن ہے کہ قیامت کا علم نہ ہو۔ کیونکہ

دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم ہے کہ کونسا واقعہ کس کے بعد ہوگا تو جو آخری واقعہ ارشاد فرمایا وہ ہی دنیا کی انتہا ہے اور قیامت کی ابتداء دو ملی ہوئی چیزوں میں سے ایک کی انتہا کا علم دوسری کی ابتداء کا علم ہوتا ہے۔اس پر خوب غور کرلیا جاوے۔نہایت نفیس تحقیق ہے جو حضرت صدر الافاضل مرشدی استاذی مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے ایک تقریر کے دوران ارشادفرمائی۔

اعتراض ۱۶: ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الا رحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر o

ترجمہ: بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مریگی۔بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اس آیت سے مخالفین کہتے ہیں کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔یہ اللہ کی صفت ہے جو کسی غیر کے لیے ثابت کرے وہ مشرک ہے۔اسی کو علوم خمسہ کہتے ہیں۔قیامت کب ہوگی، بارش کب ہوگی، عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور کل کیا ہوگا اور کون کہاں مرے گا؟ اس آیت کی تائید میں شروع مشکوٰۃ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت جبریل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: فی خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم قرء ان اللہ عندہ علم الساعۃ یعنی پانچ چیزیں وہ ہیں جن کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔۔پھر یہ ہی آیت تلاوت فرمائی۔

جواب: ہم علوم خمسہ کے بارے میں نہایت منصفانہ تحقیق کرتے ہیں اور ناظرین سے انصاف کی توقع اور اپنے رب سے تمنائے قبول رکھتے ہیں۔اولاً اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال پھر اس حدیث کے متعلق محدثین کے اقوال پھر اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں:

تفسیرات احمدیہ زیر آیت مذکورہ:

ولک ان تقول ان علم ھذہ الخمسۃ وان لا یعلمھا احد الا اللہ لکن یجوز ان یعلمھا من یشآء من محبیہ و اولیآئہٖ بقرینۃ قولہٖ تعالیٰ ان اللہ علیم خبیر بمعنی المخبر o

ترجمہ: اورتم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ان پانچوں باتوں کو اگر چہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔لیکن جائز ہے کہ

خدا پاک اپنے ولیوں اور محبوبوں میں سے جس کو چاہے سکھائے۔ اس قول کے قرینہ سے کہ اللہ جاننے والا بتانے والا ہے خبیر بمعنیٰ مخبر۔

تفسیر صاوی آیت ماذا تکسب غدا (لقمان:۳۴) کے ماتحت فرماتے ہیں:

ای من حیث ذاتھا و اما باغلام اللہ للعبد فلا منع کالانبیآء و بعض الاولیآء قال تعالٰی ولا یحیطون بشیء من علمہٖ الا بماشآء وقال تعالٰی عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدا الامن ارتضٰی من رسول فلا مانع من کون اللہ یطلع بعض عبادہٖ الصٰلحین علٰی بعض ھٰذہٖ المغیبات فتکون معجزۃ للنبی و کرامۃ للولی ولذٰلک قال العلمآء الحق انہ لم یخرج نبینا من الدنیا حتٰی اطلعہ علٰی تلک الخمس o

ترجمہ: ''یعنی ان باتوں کو کوئی اپنے آپ نہیں جانتا لیکن کسی بندے کا اللہ کے بتانے سے جاننا اس سے کوئی مانع نہیں جیسے انبیاء اور بعض اولیاء۔ رب نے فرمایا کہ یہ لوگ خدا کے علم کو نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر رب چاہے۔ اور فرمایا کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں فرماتا سوائے برگزیدہ رسولوں کے۔ پس اگر خدا تعالٰی اپنے بعض نیک بندوں کو بعض غیبوں پر مطلع فرمادے تو کوئی مانع نہیں پس یہ علم نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہوگا۔ اسی لیے علماء نے فرمایا کہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کے ان کو ان پانچوں باتوں پر رب نے مطلع فرمادیا۔''

تفسیر عرائس البیان زیر آیت: یعلم مافی الارحام (لقمان:۳۴)

سمعت ایضا من بعض الاولیآء اللہ انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر وانثٰی و وایت بعینی ماخبر o

ترجمہ: ہم نے بعض اولیاء کو سنا کہ انہوں نے پیٹ کے بچہ لڑکی یا لڑکے کی خبر دی اور ہم نے اپنی آنکھوں سے وہی دیکھا جس کی انہوں نے خبر دی تھی۔

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

وما روی عن الانبیآء و الا ولیآء من الاخبار عن الغیوب فبتعلیم اللہ تعالٰی اما بطریق الوحی او بطریق الالھام والکشف وکذا اخبر بعض الاولیآء عن نزول المطر واخبر عما فی الرحم من ذکر وانثٰی فوقع کما اخبر o

ترجمہ: اور جو غیب کی خبریں انبیاء واولیاء سے مروی ہیں پس یہ اللہ کی تعلیم سے ہے یا وحی یا الہام کے طریقے سے۔ اور اسی طرح بعض اولیاء نے بارش آنے کی خبر دی اور بعض نے رحم کے بچہ لڑکے یا لڑکی کی خبر دی تو وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا۔

قیامت کے علم کی تحقیق ہم اس سے پہلے کر چکے ہیں جو علوم خمسہ میں سے ہے۔

ان تفاسیر کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے علوم خمسہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیے اور اس آیت میں خبر بمعنی مخبر ہے۔ اس کے متعلق اور بھی تفاسیر کی عبارتیں پیش کی جاسکتی ہیں مگر اس پر اقتصار کرتا ہوں۔ اب رہی مشکوٰۃ شروع کتاب الایمان کی حدیث کہ یہ پانچ چیزیں کوئی نہیں جانتا اس کی شرحیں ملاحظہ ہوں۔ امام قرطبی، امام عینی، امام قسطلانی شرح بخاری میں اور ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل اوّل میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

فمن ادعیٰ علم شیءٍ منها غیر مسند الیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم کان کاذ باً فی دعوٰہ o

ترجمہ: پس جو شخص ان پانچوں میں سے کسی چیز کے علم کا دعویٰ کرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بغیر نسبت کیے ہوئے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

لمعات میں شیخ محمد عبدالحق علیہ الرحمتہ اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

المراد لا یعلم بدون تعلیم الله تعالیٰ o

ترجمہ: مراد یہ ہے کہ ان پانچوں باتوں کو بغیر اللہ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔

اشعۃ اللمعات میں شیخ محمد عبدالحق اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

مراد آنست که بے تعلیم الٰهی بحساب عقل اینها راند انداز امور الغیب اند که جز خدائے تعالیٰ کسے آں راند اند مگر آنکه وے تعالیٰ از نزوخود کسے رابو حی والهام بدناند۔

مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر اللہ کے بتائے ہوئے، عقل کے اندازے سے کوئی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ ان کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، مگر وہ جس کو اللہ اپنی طرف سے بتادے، وحی یا الہام ہے۔

امام قسطلانی شرح بخاری کتاب التفسیر سورۂ رعد میں فرماتے ہیں:

لایعلم متٰی تقوم الساعة الا اللہ الا من ارتضٰی من رسول فانہٗ یطلعہٗ علٰی مایشاء من غیبہٖ والولی التابع لہٗ یاخذ عنہ ٥

ترجمہ: وئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی سوائے اللہ تعالٰی کے اور پسندیدہ رسول کے کیونکہ رب تعالٰی اس کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے اور ان کا تابع ولی ان سے وہ غیب لیتا ہے۔

انجاع الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ باب اشراط الساعۃ زیر حدیث خمس لا یعلمھن الا اللہ ہے

اخبر الصدیق زوجتہٗ بنت خارجۃ انھا حاملۃ بنت فولدت بعد وفاتہٖ ام کلثوم بنت ابی بکر فھٰذا من الفراسۃ والظن و یصدق اللہ فراسۃ المومن ٥

ترجمہ: دیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی بنت خارجہ کوخبر دی کہ وہ بیٹی سے حاملہ ہیں۔لہٰذا صدیق کی وفات کے بعد ام کلثوم بنت صدیق پیدا ہوئیں۔پس یہ فراست اور ظن ہے خدا تعالٰی مومن کی فراست کو سچا کردیتا ہے۔

سید شریف عبدالعزیز مسعود تاب الابریز میں فرماتے ہیں:

ھو علیہ السلام لا یخفیٰ علیہ من شی ء من الخمس المذکورۃ فی الاٰ یۃ و کیف یخفیٰ ذٰلك والا قطاب السبعۃ من امتہ الشریفۃ یعلمو نھا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الا ولین والاٰ خرین الذی ھو سبب کل شی ء ومنہ کل شی ء ٥

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان پانچ مذکورہ میں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں اور حضور پر یہ امور مخفی کیونکر ہوسکتے ہیں حالانکہ آپ کی امت کے سات قطب ان کو جانتے ہیں پس غوث کا کیا پوچھنا اور پھر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کہنا جو ہر چیز کے سبب ہیں اور جن سے ہر چیز ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی روض النظیر شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

قولہٗ علیہ السلام الا ھو معناہ بانہٗ لا یعلمھا احد بذاتہٖ الا ھو لکن قد یعلم بہٖ باعلام اللہ فان ثم من یعلمھا وقد وجدنا ذٰلك بغیر واحد کما راینا جماعۃ علموا متٰی یموتون وعلموا مافی الارحام ٥

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا **الا ھو** اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو اپنے آپ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن کبھی اللہ کے بتانے سے جان لیتے ہیں کیونکہ یہاں وہ لوگ ہیں جو جانتے ہیں ہم نے متعدد کو ایسا پایا جیسے ہم نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ جان لیتے ہیں کہ کب مریں گے اور جانتے ہیں شکم کے بچہ کو۔

یہی علامہ جلال الدین سیوطی خصائص شریف میں فرماتے ہیں:

عرض علیہ ما ھو کائن فی امتہٖ حتٰی تقوم الساعۃ o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تمام وہ چیزیں پیش کر دی گئیں جو آپ کو امت میں قیامت تک ہونے والی ہیں۔

علامہ بیجوری شرح قصیدہ بردہ صفحہ ۷۴ میں فرماتے ہیں:

لم یغرج النبی علیہ السلام من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ بھٰذا الا مور الخمسۃ o

ترجمہ: ضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر اس کے بعد کہ اللہ نے آپ کو ان پانچوں چیزوں کا علم بتا دیا۔

جمع النہایہ میں علامہ شنوائی فرماتے ہیں:

قدورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی علیہ السلام حتٰی اطلعہ اللہ علیٰ کل شی ءٍ o

ترجمہ: یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے خارج نہ کیا یہاں تک کہ ہر چیز پر مطلع کر دیا۔

یہ ہی علامہ شنوائی اسی جمع النہایہ میں فرماتے ہیں:

قال بعض المفسرین لا یعلم ھٰذا الخمس علما لدنیا ذاتیا بلا و اسطۃ الا اللہ فالعلم بھٰذہ الصفۃ مما اختص اللہ بہٖ و اما بو اسطۃ فلا یختص بہٖ o

ترجمہ: بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ان پانچ باتوں کو ذاتی طور پر بلا واسطہ تو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا پس اس طرح کا علم خدا سے خاص ہے لیکن علم بالواسطہ وہ خدا سے خاص نہیں۔

فتوحات وہبیہ شرح اربعین نووی میں فاضل ابن عطیہ فرماتے ہیں:

الحق کما قال جمع ان اللہ لم یقبض نبینا علیہ السلام حتٰی اطلعہٗ علیٰ کل ما ابھم عنہ

الا انہٗ امر بکتم بعض و الا علام ببعض o

ترجمہ: حق وہی ہے جو ایک جماعت نے کہا ہے کہ اللہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات نہ دی یہاں تک کہ پوشیدہ چیزوں پر خبردار کر دیا۔ لیکن بعض چھپانے اور بعض کے بتانے کا حکم دیا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب بستان محدثین صفحہ ۱۱۴ میں فرماتے ہیں:

نقل می کند که ولا شیخ ابن حجرا فرزندنمی زیست کیده خاطر بحضور شیخ رسید۔ شیخ فرمود که از پشت تو فرزندمے خواهد آمد که بعلم خوددنیا را پر کند۔

ترجمہ: ''نقل ہے کہ شیخ ابن حجر کے والد کا کوئی بچہ نہ جیتا تھا۔ ملول دل ہو کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے فرمایا کہ تمہاری پشت سے ایسا فرزند ہوگا کہ اپنے علم سے دنیا کو بھر دے گا''۔

یہاں تک تو علوم خمسہ کے نقلی دلائل تھے۔ اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ جس کا حوالہ ہم تحذیر الناس سے پیش کر چکے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو ان پانچ چیزوں کا علم دیا گیا یا نہیں۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر میں ہے کہ شکم مادر میں بچہ بننے کا ذکر فرماتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ثم یبعث اللہ الیه ملکا باربع کلمٰت فیکتب عملهٗ و اجلهٗ و رزقهٗ و شقی او سعید ثم ینفخ فیه الروح o

ترجمہ: یعنی پھر رب تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے۔ وہ فرشتہ لکھ جاتا ہے اس کا عمل، اس کی موت، اس کا رزق اور یہ کہ نیک بخت ہے یا بدبخت پھر روح پھونکی جاتی۔

یہ ہی علوم خمسہ ہیں اور تمام موجودہ اور گزشتہ لوگوں کی یہ پانچ باتیں وہ فرشتہ کاتب تقدیر جانتا ہے۔ مشکوٰۃ اسی باب میں ہے:

کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السمٰوٰت و الارض بخمسین الف سنة o

ترجمہ: اللہ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھ دیں۔

معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں علم خمسہ ہیں تو وہ ملائکہ جو لوح محفوظ پر مقرر ہیں اسی طرح انبیاء و اولیاء جن کی نظر لوح محفوظ پر رہتی ہے ان کو یہ علوم خمسہ حاصل ہوئے۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر میں ہے کہ میثاق کے دن حضرت آدم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اولاد کی روحیں سیاہ وسفید رنگ میں دکھادی گئیں کہ سیاروحیں تو کافروں کی ہیں اور سفید مسلمانوں کی۔ معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس طرح دیکھا کہ ان کے داہنے جانب سفید اور بائیں جانب سیاہ رنگ کی ارواح ہیں یعنی جنتی ودوزخی لوگ۔ مومنوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور کفار کو ملاحظہ فرماکر غمگین۔ اسی مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر میں ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لیے ہوئے مجمع صحابہ میں تشریف لائے اور داہنے ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں تمام جنتی لوگوں کے نام مع ان کے قبیلے کے ناموں کے ہیں اور دوسری کتاب میں تمام دوزخیوں کے نام مع ان کے قبائل کے ہیں اور آخر میں ان ناموں کا ٹوٹل بھی لگادیا گیا ہے کہ کل کتنے ہیں۔ اس حدیث کی شرح میں ملاعلی قاری نے مرقاۃ میں فرمایا: الظاھر من الاشارات انھما حسیان وقیل تمثیل o اشارہ سے یہ ہی ظاہر ہورہا ہے کہ وہ کتابیں دیکھنے میں آرہی تھیں اور یہ بھی کہا گیا کہ تمثیل تھی۔

اسی مشکوٰۃ باب عذاب القبر میں ہے کہ جب مردہ نکیرین کے امتحان میں کامیاب یا ناکام ہوتا ہے تو نکیرین کہتے ہیں:

قد کنا نعلم انك تقول ھذا o

ترجمہ: ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا۔

معلوم ہوا کہ نکیرین کو امتحان میت سے پہلے ہی سعادت اور شقاوت کا علم ہوتا ہے۔ امتحان تو فقط پابندی قانون یا معترض کا منہ بند کرنے کو ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب کسی صالح قوم کی بیوی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ یہ تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے۔ پھر ہمارے پاس آنے والا ہے۔ اس سے جھگڑا نہ کر (مشکوٰۃ کتاب النکاح فی عشرۃ النساء) معلوم ہوا کہ حور کو بھی خبر ہوتی ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر میں ایک دن پہلے زمین پر نشان لگا کر فرمایا کہ یہاں فلاں کافر مرے گا اور یہاں فلاں موت کی زمین کا علم ہوا۔ (مشکوٰۃ کتاب جہاد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ علوم خمسہ کا علم اللہ نے بعض بندوں کو بھی دیا ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ان سب علموں کو محیط۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علوم خمسہ حاصل نہ ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پانچ علوم عطائی حادث ہو کر خدا کی صفت نہیں ورنہ کسی کو ان میں سے ایک بات کا بھی علم نہ ہوتا۔ صفت

الٰہی میں شرکت نہ تو کلاً جائز نہ بعضاً۔ان دلائل کے جواب انشاءاللہ مخالف سے نہ بن سکیں گے۔

اعتراض ۱۷: ومایعلم تاویلہٗ الا اللہ o

ترجمہ: (آل عمران:۷)''متشابہات آیات کی تاویل رب تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا''

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو متشابہات آیات کا علم نہ تھا۔

جواب: اس آیت میں یہ کہاں فرمایا گیا کہ ہم نے متشابہات کا علم کسی کو دیا بھی نہیں۔رب تعالیٰ فرماتا ہے:

الرحمٰن(1) علم القراٰن(2) o

ترجمہ: اپنے حبیب کو رحمٰن نے قرآن سکھایا۔

جب رب نے سارا قرآن حضور کو سکھا دیا تو متشابہات بھی سکھا دیے۔اسی لیے حنفی مذہب کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام متشابہات کو جانتے ہیں ورنہ ان کا نازل کرنا بیکار ہوگا۔شافعیوں کے نزدیک علماء بھی جانتے ہیں۔وہ والرسخون فی العلم (آل عمران:۷) پر وقف کرتے ہیں۔شوافع کے ہاں اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ اور مضبوط علماء کے سوا کسی کو نہیں۔

دوسری فصل

نفی غیب کی احادیث کے بیان میں

مخالفین نفی غیب کے لیے بہت سی احادیث پیش کرتے ہیں۔ان سب کا اجمالی جواب تو یہ ہے کہ ان احادیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے رب نے فلاں چیز کا علم نہ دیا بلکہ کسی میں تو ہے:اللہ اعلم۔کسی میں ہے: مجھے کیا خبر۔کسی میں ہے: کہ فلاں بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ بتائی۔کسی میں ہے: کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فلاں سے یہ بات پوچھی۔اور یہ تمام باتیں علم کی نفی ثابت نہیں کرتیں نہ بتانا یا پوچھنا یا اللہ اعلم فرمانا اور بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے۔بہت سی باتیں خدا نے بندوں کو نہ بتائیں۔سوال کے باوجود مخفی رکھا۔بہت سی چیزوں کے متعلق پروردگار عالم فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا اس کو بھی علم نہیں۔ایک حدیث صحیح قطی الدالۃ ایسی لاؤ جس میں عطائے علم غیب کی نفی ہو مگر انشاءاللہ نہ لاسکیں گے۔یہ جواب نہایت کافی تھا۔مگر پھر بھی ان کی مشہور احادیث عرض کر کے جواب عرض کرتا ہوں۔وباللہ التو فیق۔

اعتراض ا:مشکوٰۃ باب اعلان النکاح کی پہلی حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نکاح میں تشریف لے گئے جہاں انصار کی کچھ بچیاں دف بجا کر جنگ بدر کے مقتولین کے مرثیہ کے گیت گانے لگیں۔ان میں سے کسی نے یہ مصرع پڑھا:

وفینا نبی یعلم ما فی غد o

ترجمہ: ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ چھوڑ دو۔وہی ہی گائے جاؤ جو پہلے گا رہی تھیں۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا۔اگر ہوتا تو آپ ان کو یہ کہنے سے نہ روکتے۔سچی بات سے کیوں روکا۔

جواب:اولاً تو غور کرنا چاہیے کہ یہ مصرع خود ان بچیوں نے تو بنایا ہی نہیں۔کیونکہ بچیوں کو شعر بنانا نہیں آتا۔اور نہ کسی کافر و مشرک نے بنایا۔کیونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نہیں مانتے تھے لامحالہ یہ کسی صحابی کا شعر ہے۔بتاؤ وہ شعر بنانے والے صحابی معاذ اللہ مشرک ہیں یا نہیں؟ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ تو اس شعر بنانے والے کو برا کہا نہ شعر کی مذمت کی بلکہ ان کو گانے سے روکا۔کیوں روکا؟ چار وجہ سے (ا) اولاً تو یہ کہ اگر کوئی ہمارے سامنے ہماری تعریف کرے تو بطور انکسار کہتے ہیں ارے میاں! یہ باتیں چھوڑو وہ ہی باتیں کرو، یہ بھی انکساراً فرمایا۔(۲) دوم یہ کہ

کھیل کود، گانے بجانے کے درمیان نعت کے اشار پڑھنے سے ممانعت فرمائی۔ اس کے لیے ادب چاہیے۔ (۳) سوم یہ کہ غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا۔ (۴) چہارم یہ کہ مرثیہ کے درمیان نعت ہونا ناپسند فرمایا۔ جیسا کہ آج کل نعت خوان کرتے ہیں کہ نعت و مرثیہ کو ملا ملا کر پڑھتے ہیں۔ مرقاۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے:

لکراھة نسبة علم الغیب الیه لا نه لا یعلم الغیب الا اللّٰه و انما یعلم الرسول من الغیب ما اجزہ اولکراھة ان یذکر فی اثناء ضرب الدف و اثناء مرثیة القتلٰی لعلو منصبهٖ عن ذلك o

ترجمہ: ''منع فرمایا علم کی نسبت اپنی طرف کرنے کو۔ کیونکہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور رسول وہ ہی غیب جانتے ہیں جو اللہ بتائے۔ یا یہ ناپسند کیا کہ آپ کا ذکر دف بجانے میں یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان کیا جاوے کہ آپ کا درجہ اس سے اعلیٰ ہے۔''

اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے ماتحت ہے:

گفته اند که منع آنحضرت ازیں قول بجهت آں است که دروے اسناد علم غیب است به آنحضرت پس آنحضرت رانا خوش آمد و بعضے گویند که بجهت آں است که ذکر شریف وے دراثناء لبو مناسب نه باشد۔

ترجمہ: شارحین نے کہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کو منع فرمانا اس لیے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور کی طرف ہے لہٰذا آپ کو ناپسند آئی اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں۔

اعتراض ۲: مدینہ پاک میں انصار باغوں میں نر درخت کی شاخ مادہ درخت میں لگاتے تھے تا کہ پھل زیادہ دے۔ اس فعل سے انصار کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا (اس کام کو عربی میں تلقیح کہتے ہیں) انصار نے تلقیح چھوڑ دی۔ خدا کی شان پھل گھٹ گئے۔ اس کی شکایت سرکار عالم کی خدمت میں پیش ہوئی تو فرمایا:

انتم اعلم بامور دنیاکم o

ترجمہ: اپنے دنیاوی معاملات تم جانتے ہو۔

معلوم ہوا کہ آپ کو یہ علم نہ تھا کہ تلقیح روکنے سے پھل گھٹ جاویں گے اور انصار کا علم آپ سے زیادہ ثابت ہوا۔

جواب: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا انتم اعلم بامور دنیاکم اظہار ناراضی ہے کہ جب تم صبر نہیں

کرتے تو دنیاوی معاملات تم جانو۔ جیسے ہم کسی سے کوئی بات کہیں اور وہ اس میں کچھ تامل کرے تو کہتے ہیں: بھائی تو جان۔ اس سے نفی علم مقصود نہیں۔ شرح شفا ملا علی قاری بحث معجزات میں فرماتے ہیں:

وخصہ اللہ من الاطلاع علٰی جمیع مصالح الدنیا والدین واستشکل بانہ علیہ السلام وجد الانصار یلقحون النخل فقال لو ترکتموہ فترکوہ فلم یخرج شیئا او خرج شیصا فقال انتم اعلم بامور دنیاکم قال الشیخ السنوسی اراد ان یحملھم علٰی خرق العوائد فی ذٰلک الٰی باب التوکل واما ھناک فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا وتحملوا سنۃ او سنتین لکفوا امر ھٰذہ المحنۃ o

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام دینی ودنیاوی مصلحتوں پر مطلع فرمانے سے خاص فرمایا۔ اس پر یہ اعتراض ہے کہ حضور نے انصار کو درختوں کی تلقیح کرتے ہوئے پایا تو فرمایا کہ تم اس کو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا۔ انہوں نے چھوڑ دیا تو کچھ پھل ہی نہ آیا یا ناقص آیا تو فرمایا کہ اپنے دنیاوی معاملات تم جانو۔ شیخ سنوسی نے فرمایا: آپ نے چاہا تھا کہ انکو خلاف عادت کام کرکے باب توکل تک پہنچا دیں۔ انہوں نے نہ مانا تو فرمادیا کہ تم جانو۔ اگر وہ مان جاتے تو اور دو ایک سال نقصان برداشت کر لیتے تو اس محنت سے بچ جاتے۔

ملا علی قاری اسی شرح شفا جلد دوم صفحہ ۲۳۸ میں فرماتے ہیں:

ولو ثبتوا علٰی کلامہٖ افاقوا فی الفن تقع عنھم کلفۃ المعالجۃ o

ترجمہ: اگر وہ حضرات حضور کے فرمان پر ثابت رہتے تو اس فن میں فوقیت لے جاتے اور ان سے اس تلقیح کی محنت دور ہو جاتی۔

فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل فرمایا:

ولا یعزب عن علمہٖ علیہ السلام مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبۃٖ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زمین وآسمان میں ذرہ بھر چیز بھی پوشیدہ نہیں۔ اگرچہ آپ فرماتے تھے کہ دنیاوی کام تم جانو۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کاشتکاری نہ کی تھی ار کاشتکاروں کی صحبت حاصل کی۔ زمانہ قحط آنے سے پہلے حکم دیا کہ غلہ خوب کاشت کرو۔ اور فرمایا:

فما حصد تم فذروہ فی سنبلہٖ ہ (یوسف:۴۷)

ترجمہ: کہ جو کچھ کاٹو اس کو بالی ہی میں رہنے دو۔

یعنی گیہوں کی حفاظت کا طریقہ سکھایا۔ آج بھی غلہ کو بھوسے میں رکھ کر اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کو کھیتی باڑی کا خفیہ راز کس طرح معلوم ہوا؟ فرمایا:

اجعلنی علٰی خزآئن الارض انی حفیظ علیم ہ (یوسف:۵۵)

ترجمہ: مجھ کو زمین کے خزانوں پر مقرر کردہ میں اس کا محافظ اوہ ہر کام جاننے والا ہوں۔

یہ ملکی انتظامات وغیرہ کس سے سیکھے؟ تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دانائی اور حضور کا علم حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی کم ہے۔ معاذ اللہ۔

اعتراض ۳: ترمذی کتاب التفسیر سورۂ انعام میں ہے کہ حضرت مسروق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو دیکھا یا کسی شی کو چھپایا وہ جھوٹا ہے۔

ومن ذعم انہ یعلم ما فی غد فقد اعظم الفریتہ علی اللہ ہ

ترجمہ: اور جو کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کل کی بات جانتے ہیں اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔

جواب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ تینوں باتیں اپنے ظاہری معنی پر نہیں ہیں۔ آپ کے یہ قول اپنی رائے سے ہیں۔ اس پر کوئی حدیث مرفوع پیش نہیں فرماتیں بلکہ آیات سے استدلال فرماتی ہیں۔ رب تعالیٰ کو دیکھنے کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت پیش فرمائی۔ اور اب تک جمہور اہل اسلام اس کو مانتے چلے آرہے ہیں۔ اس کی تحقیق مدارج اور نسیم الریاض وغیرہ میں، ہماری کتاب شان حبیب الرحمن سورۂ والنجم میں دیکھو۔ اسی طرح صدیقہ کا فرمانا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی چیز نہیں چھپائی، اس مراد احکام شرعیہ تبلیغیہ ہیں ورنہ بہت سے اسرار الٰہیہ پر لوگوں کو مطلع نہ فرمایا۔

مشکوٰۃ کتاب العلم فصل دوم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو قسم کے علوم ملے۔ ایک وہ جس کی تبلیغ کردی۔ دوسرے وہ کہ اگر تم کو بتاؤں تو تم میرا گلا کاٹ دو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسرار الٰہیہ نامحرم سے چھپائے گئے۔اسی طرح صدیقہ کا یہ فرمان کہ کل کی بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں جانتے تھے۔اس مراد ہے بالذات نہ جاننا ورنہ صدہا احادیث اور قرآنی آیات کی مخالفت لازم آوے گی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت کی، دجال کی، امام مہدی کی اور حوض کوثر کی، شفاعت بلکہ امام حسین کی شہادت کی، جنگ بدر ہونے سے پیش تر کفار کے قتل اور جگہ قتل کی خبر دی۔نیز اگر صدیقہ رضی اللہ عنہما کے فرمان کے ظاہری معنی بھی کیے جاویں تو مخالفین کے بھی خلاف ہے کہ وہ بھی بہت غیوب کا علم مانتے ہیں اور اس میں بالکل نفی ہے۔مجھے آج یقین ہے کہ کل پنجشنبہ ہوگا،سورج نکلے گا،رات آوے گی۔یہ بھی تو کل کی بات کا علم ہوا۔حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے معراج جسمانی کا بھی انکار فرمایا مگر یہ ہی کہا جاتا ہے کہ واقعہ معراج ان کے نکاح میں آنے سے پیش تر کا ہے۔جواب تک ان کے علم میں نہ آیا تھا۔

اعتراض ۴: صدیقۃ الکبریٰ کا ہار گم ہوگیا۔جگہ جگہ تلاش کرایا مگر نہ ملا پھر اونٹ کے نیچے سے برآمد ہوا۔اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا تو تو لوگوں کو اس وقت کیوں نہ بتادیا کہ ہار وہاں ہے۔معلوم ہوا کہ علم نہ تھا۔

جواب: اس حدیث سے نہ بتانا معلوم ہوا۔نہ کہ نہ جاننا اور نہ بتانے میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں۔حضرات صحابہ نے چاند کے گھٹنے بڑھنے کا سبب دریافت کیا۔رب تعالیٰ نہ بتایا تو کیا خدائے پاک کو بھی علم نہیں؟ مرضی الٰہی یہ تھی کہ صدیقہ کا ہار گم ہو،مسلمان اس کی تلاش میں یہاں رک جاویں۔ظہر کا وقت آجاوے پانی نہ ملے۔تب حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے عرض کیا جاوے کہ اب کیا کریں تب آیت تیمّم نازل ہو جس سے حضرت صدیقہ کی عظمت قیامت تک کے مسلمان معلوم کرلیں کہ ان کی طفیل ہم کو تیمّم کا حکم ملا۔اگر اسی وقت ہار بتادیا جاتا تو آیت تیمّم کیوں نازل ہوتی۔رب کے کام اسباب سے ہوتے ہیں،تعجب ہوتا کہ جو آنکھ قیامت تک کے حالات کا مشاہدہ کرے اس سے اونٹ کے نیچے کی چیز کس طرح مخفی رہے۔شان محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہچاننے کی خدا توفیق دے۔

اعتراض ۵ مشکوٰۃ باب الحوض والشفاء میں ہے:

لیر دن علی اقوام اغرفھم ویعرفوننی ثم یحال بینی و بینھم فاقول انھم منی فیقال انك لا تدری ما احدثوا بعدك فاقول سحقا سحقا لمنغیر بعدی ٥

ترجمہ: حوض پر ہمارے پاس کچھ قومیں آئیں گی جن کو ہم پہچانتے ہیں اور وہ ہم کو پہچانتے ہیں پھر ہمارے اور ان کے درمیان آڑ کردی جاوے گی ہم کہیں گے کہ یہ تو ہمارے لوگ ہیں تو کہا جاوے گا کہ آپ

نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا نئے کام کئے ہم پس فرمائیں گے دوری ہو دوری ہو اس کو جو میرے بعد دین بدلے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت میں بھی اپنے پرائے اور مومن و کافر کی پہچان نہ ہوگی کیونکہ آپ مرتدین کو فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابہ ہیں اور ملائکہ عرض کریں گے کہ آپ نہیں جانتے۔

جواب: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کو صحابی کہنا طعن کے طور پر ہوگا کہ ان کو آنے دو یہ تو ہمارے بڑے مخلص صحابہ ہیں اور ملائکہ کا یہ عرض کرنا ان کو سنا کر غمگین کرنے کے لیے ہوگا ورنہ ملائکہ نے ان کو یہاں تک آنے ہی کیوں دیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ جہنمی کافر سے کہا جاوے گا:

ذق انك انت العزيز الكريم o (دخان:۱۴۹)

ترجمہ: عذاب چکھ، تو تو عزت کرم والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج دیکھ کر فرمایا تھا: ھذا ربی ''یہ میرا رب ہے۔''

پھر غور کی بات تو یہ ہے کہ آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سارے واقعہ کو جانتے ہیں اور فرماتے ہیں: اعرفھم ''ہم ان کو پہچانتے ہیں'' کیا اس دن بھول جائیں گے؟ نیز قیامت کے دن مسلمانوں کی چند علامات ہوں گی۔ اعضاء وضو کا چمکنا، چہرا نورانی ہونا، یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ (آل عمران:۱۰۶) داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال کا ہونا، پیشانی پر سجدہ کا داغ ہونا۔ (دیکھو مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ) اور کفار کی علامت ہوگی ان کے خلاف ہونا اور ان لوگوں کو ملائکہ کا روکنا۔ ان کے ارتداد کی خاص علامت ہوگی جو آج بیان ہو رہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اتنی علامات کے ہوتے ہوئے حضور ان کو نہ پہچانیں۔ نیز آج تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی و جہنمی لوگوں کی خبر دے دی۔ عشرہ مبشرہ کو بشارت دی۔ دو کتابیں صحابہ کرام کو دکھا دیں جن میں جنتی اور جہنمی لوگوں کے نام ہیں وہاں نہ پہچاننے کے کیا معنی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر نہیں رب تعالیٰ فرماتا: عرف المجرمون بسیمٰھم (رحمٰن:۱۴) سیما ھم فی وجو ھھم من اثر السجود (فتح:۲۹) معلوم ہوا کہ قیامت میں نیک و بد لوگوں کی علامات چہروں پر ہوں گی۔

مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعہ میں ہے کہ جنتی مسلمان جہنمی مسلمانوں کو نکالنے کے لیے جہنم میں جائیں گے اور ان کی پیشانی کے داغ سجدہ دیکھ کر ان کو جل چکنے کے بعد نکالیں گے اور ان سے فرمایا جاوے گا:

فمن وجدتم فی قبلہٖ مثقال ذرۃ من خیر فاخرجوہ o

ترجمہ: جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکال لے جاؤ۔

دیکھو جنتی مسلمان دوزخی مسلمانوں کے دل کے ایمان کو پہچانتے ہیں بلکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کس کے دل میں کس درجہ کا ایمان ہے۔ دینار کے برابر یا ذرہ کے برابر۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چہرہ دیکھ کر، علامات دیکھ کر بھی خبر نہیں ہوئی کہ یہ مسلمان ہیں یا کافر۔ اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب کرے۔

اعتراض ۶: بخاری جلد اول کتاب الجنائز میں حضرت العلاء کی روایت ہے:

واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی o

ترجمہ: خدا کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی بھی خبر نہ تھی کہ قیامت میں مجھ سے کیا معاملہ ہوگا۔

جواب: اس جگہ علم کی نفی نہیں بلکہ درایت کی نفی ہے۔ یعنی میں اپنے اٹکل وقیاس سے نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ بلکہ اس کا تعلق وحی الٰہی سے ہے تو اے ام العلاء! تم جو عثمان ابن مظعون کے جنتی ہونے کی گواہی محض قیاس سے دے رہی ہو یہ معتبر نہیں۔ ان غیب کی خبروں میں تو انبیاء کرام بھی قیاس نہیں فرماتے۔ ورنہ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین میں ہے کہ ہم اولاد آدم کے سردار ہیں اس روز لواء الحمد ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ آدم و آدمیان ہمارے جھنڈے کے نیچے ہوں گے ان کی مطابقت کس طرح کی جاوے گی۔

اعتراض ۷: بخاری جلد دوم کتاب المغازی باب حدیث افک میں ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تہمت لگی آپ اس میں پریشان تو رہے مگر بغیر وحی آئے ہوئے کچھ نہ فرما سکے کہ یہ تہمت صحیح ہے یا غلط اگر علم غیب ہوتا تو پریشانی کیسی؟ اور اتنے روز تک خاموشی کیوں فرمائی۔

جواب: اس میں بھی نہ بتانا ثابت ہے نہ کہ نہ جاننا۔ نہ بتانے سے نہ جاننا لازم نہیں آتا۔ خود رب نے بھی بہت روز تک ان کی عصمت کی آیات نہ اتاریں تو کیا رب کو بھی خبر نہ تھی۔ نیز بخاری کی اس حدیث میں ہے:

ماعلمت علٰی اھلی الا خیرا o

ترجمہ: میں اپنی بیوی کی پاکدامنی ہی جانتا ہوں۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم ہے، وقت سے پہلے اظہار نہیں اور یہ تو ہوسکتا ہی نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ پر بدگمانی ہوئی ہو۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو عتاباً فرمایا:

لولا اذ سمعتموه ظن المومنون والمومنٰت بانفسهم خیرا وقالو ھٰذآ افك مبين ٥ (النور:١٢)

ترجمہ: یعنی مسلمان مردوں وعورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور فوراً کیوں نہ کہا کہ یہ کھلا ہوا بہتان ہے۔

پتا لگا کہ نزول براءت سے پہلے ہی مسلمانوں پر نیک گمانی واجب اور بدگمانی حرام تھی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حرام سے معصوم ہیں۔تو آپ بدگمانی ہرگز نہیں فرما سکتے۔ہاں آپ کا فوراًیہ فرمانا: ھـذا افك مبيـن آپ پر واجب نہ تھا کیونکہ آپ کے گھر کا معاملہ تھا۔رہی پریشانی اور اتنا سکوت، یہ کیوں ہوا؟ پریشانی کی وجہ معاذ اللہ لاعلمی نہیں ہے۔اگر کسی عزت وعظمت والے کو غلط الزام لگا دیا جاوے اور وہ خود جانتا بھی ہو کہ یہ الزام غلط ہے۔پھر بھی اپنی بدنامی کے اندیشہ پر پریشان ہوتا ہے۔لوگوں میں اس افواہ پھیلنا ہی پریشانی کا باعث ہوا۔اگر آیات کے نزول کا انتظار نہ فرمایا جاتا۔اور پہلے ہی سے عصمت کا اظہار فرمایا جاتا تو منافقین کہتے کہ اپنی اہل خانہ کی حمایت کی اور مسلمانوں کو تہمت کے مسائل نہ معلوم ہوتے اور پھر مقدمات کی تحقیقات کرنے کا طریقہ نہ آتا اور صدیقۃ الکبریٰ کو صبر کا وہ ثواب نہ ملتا جواب ملا۔اس تاخیر میں صدہا حکمتیں ہیں اور یہ تو مسئلہ عقائد کا ہے کہ نبی کی بیوی بدکار نہیں ہوسکتیں۔رب تعالیٰ فرماتا ہے:

الخبيثٰت للخبيثين والخبيثون للخبيثٰت ٥

ترجمہ: گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے۔

اس گندگی سے مراد گندگئ زنا ہے۔یعنی نبی کی بیوی زانیہ نہیں ہوسکتی ہاں کافر ہوسکتی ہے کہ کفر سخت جرم ہے۔مگر گھناؤنی چیز نہیں۔ہر شخص اس سے عار نہیں کرتا اور زنا سے ہر طبیعت نفرت اور عار کرتی ہے اسی لیے انبیاء کی بیوی کو کبھی خواب میں احتلام نہیں ہوتا۔دیکھو مشکوٰۃ کتاب الغسل کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے اس پر تعجب فرمایا کہ عورت کو بھی احتلام آتا ہے۔اور اس کی تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں بھی ہے۔تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عقیدے کا یہ مسئلہ بھی معلوم نہیں تھا کہ صدیقہ سید الانبیاء کی زوجہ پاک ہیں ان سے یہ قصور ہوسکتا ہی نہیں نیز مرضی الٰہی یہ تھی کہ محبوبہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کی گواہی ہم براہ راست دیں اور قرآن میں یہ آیات اتار کر قیامت تک کے مسلمانوں سے تمام دنیا میں ان کی پاکدامنی کے خطبے پڑھوالیں کہ نمازی نمازوں میں ان کی عفت کے گیت گایا کریں اب اگر حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام خود ہی بیان فرمادیتے تو یہ خوبیاں حاصل نہ ہوتیں۔غرض یہ کہ علم تو تھا اظہار نہ تھا۔

لطف یہ ہے کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زلیخا نے تہمت لگائی۔ تو رب تعالیٰ نے ان کی صفائی خود بیان نہ فرمائی بلکہ ایک شیر خوار بچہ کے ذریعہ پاکدامنی سے پاکدامنی ظاہر فرمادی۔ حضرت مریم کو تہمت لگی تو شیر خوار روح اللہ سے ان کی عصمت ظاہر کی۔ مگر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوبہ زوجہ کو الزام لگا تو کسی بچہ یا فرشتہ سے عصمت کی گواہی نہ دلوائی گئی۔ بلکہ گواہی خود خالق نے دی اور اس گواہی کو قرآن کا جزو بنایا۔ تا کہ یہ گواہی ایمان کا رکن بنے اور مخلوق کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوبیت کا پتا چلے۔

تنبیہ ایک جہل ہے، ایک نسیان اور ایک ذہول۔ جہل، نہ جاننا ہے۔ نسیان، جان کر حافظہ سے نکل جانا۔ ذہول، یہ ہے کہ کوئی چیز حافظہ میں مگر ادھر توجہ نہ رہے۔ ایک شخص نے قرآن نہ پڑھا دوسرے نے حفظ کر کے بھلا دیا۔ تیسرا شخص حافظ کامل ہے۔ اگر کسی وقت کوئی آیت اس سے پوچھی بتا نہ سکا، توجہ نہ رہی۔ پہلا تو قرآن سے جاہل، دوسرا ناسی، تیسرا ذاہل ہوا، انبیاء کرام کو بعض وقت کسی خاص چیز کا نسیان ہوسکتا ہے۔ مگر بعد میں اس پر قائم نہیں رہتے۔ قرآن کریم سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرماتا ہے: فنسی ولم نجدلہ عزما ○ (طٰہٰ:۱۱۵) ''وہ بھول گئے ہم نے ان کا قصد نہ پایا'' حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر لوح محفوظ پر تھی۔ یہ تمام واقعات پیش نظر تھے۔ مگر ارادۂ الٰہی کہ کچھ مدت کے لیے نسیان ہوگیا۔ قیامت میں شفیع کی تلاش میں سارے مسلمان جن میں محدثین و مفسرین وفقہاء سب ہی ہیں، انبیاء کرام کے پاس جائیں گے کہ آپ شفاعت فرمادیں۔ وہ شفاعت نہ تو کریں گے اور نہ شفیع المذنبین کا صحیح پتا دیں گے۔ خیال سے فرمادیں گے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاؤ۔ وہاں جاؤ، وہاں جاؤ، شاید وہ تمہاری شفاعت کریں۔ حالانکہ دنیا میں سب کا عقیدہ تھا اور ہے کہ قیامت میں شفیع المذنبین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ یہ ہوا ذہول کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ رہی۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی وقت کوئی بات نہ بتائیں تو اس کی وجہ ذہول (ادھر توجہ کا نہ ہونا) ہوسکتی ہے۔ بے علمی ثابت نہ ہوگی رب تعالیٰ فرماتا ہے: وان کنت من قبلہٖ لمن الغفلین ○ (یوسف:۳) اگر چہ آپ اس سے پہلے واقعہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام سے بے پرواہ تھے۔ غافل فرمایا جاہل نہ فرمایا، غافل وہ کہ واقعہ علم میں ہے مگر ادھر دھیان نہیں۔ گلستان میں فرماتے ہیں کسی نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا:

زمصرش بوئے پیراہن شمیدی چرا در چاہ کنعاں ندیدی!

''کہ آپ نے حضرت یوسف کے کرتہ کی خوشبو مصر سے تو پائی۔ مگر کنعان کے کنویں میں رہے تو آپ معلوم نہ کر

سکے“جواب دیا:

بگفت احوال ما برق جهان است   دمے پیدا دیگر دم نهان است

گهے برطارم اعلیٰ نشینم   گهے بر پشت پائے خود نه بینم

”فرمایا کہ ہمارا حال بجلی کی تڑپ کی طرح ہے کبھی ظاہر کبھی چھپا ہوا کبھی پرواز کر کے بلند مقام پر جلوہ گر ہوتے ہیں اور کبھی اپنے پاؤں کی پشت کو ملاحظہ نہیں کرتے“۔

قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ وہ ماہ کنعان مصر میں تجلی دے رہا ہے۔فرماتے ہیں:

واعلم من اللہ مالا تعلمون o (یوسف:۸۲)

ترجمہ: مجھے خدا کی طرف سے دو باتیں معلوم ہیں جو تم کو نہیں معلوم۔

روح البیان پارہ بارہ زیر آیت ولقد ارسلنا نوحا الی قومه (ہود:۲۵) میں ہے کہ رب تعالیٰ کو اپنے پیاروں کا رونا بہت پسند ہے۔حضرت نوح اتنا روئے کہ نام ہی نوح ہوا۔یعنی نوحہ اور گریہ زاری کرنے والے۔حضرت یعقوب کو رونے کے لیے فراق یوسف سبب ظاہری تھا ورنہ ان کا رونا بلندی درجات کا سبب تھا۔لہٰذا ان کا یہ رونا حضرت یوسف سے بے خبری کی وجہ سے نہ تھا بلکہ المجاز قنطرۃ الحقیقہ مثنوی میں ہے:

عشق لیلیٰ نیست ایں کار منست   حسن لیلیٰ عکس رخسار منست

خوش بیاید نالہء شب هائے تو   ذوقها دارم بیار بهائے تو

بنیامین کو مصر میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حیلہ سے روک لیا۔بھائیوں نے آکر قسم کھائی اور قافلے والوں کی گواہی پیش کی کہ بنیابین مصر میں شاہی قیدی بنا لیے گئے مگر فرمایا:

بل سولت لکم انفسکم امرا o (یوسف:۸۳)

ترجمہ: کہ تمہارے نفس نے تمہیں حیلہ سکھا دیا۔

یعنی یوسف کو بھی مجھ سے میری اولاد ہی نے جدا کیا بنیامین کو بھی میری اولاد یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام نے حیلہ ہی سے روکا۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعہ کی خبر ہے۔پھر بظاہر مصر میں یعقوب علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دو فرزند رہ گئے تھے ایک تو بنیامین دوسرے یہودا،مگر فرماتے ہیں:

عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا o (یوسف:۸۳)

ترجمہ: قریب ہے کہ اللہ ان تینوں کو مجھ سے ملائے۔

تین کون تھے؟ تیسرے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تو تھے۔ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گھر میں بند کر کے بری خواہش ظاہر کرنا چاہی تو اس بند مکان میں یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچے اور دانت تلے انگلی دبا کر اشارہ کیا کہ ہرگز نہیں۔ اے فرزند! یہ کام تمہارا نہیں ہے کہ تم نبی کہ بیٹے ہو جس کو قرآن فرماتا ہے:

وھم بھالولا ان راٰبرھان ربہٖ o (یوسف:۲۴)

ترجمہ: وہ بھی زلیخا کا قصد کر لیتے اگر رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے۔

یہ بھی خیال رہے کہ برادران یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ ان کو بھیڑیا کھا گیا اور آپ کو قمیض اور بھیڑیے کی خبر سے ان کا جھوٹا ہونا معلوم ہو گیا تھا کہ بھیڑیے نے عرض کیا تھا کہ ہم پر انبیاء کا گوشت حرام ہے، دیکھو تفسیر خازن، روح البیان سورۂ یوسف، پھر آپ اپنے فرزند کی تلاش میں جنگل کیوں نہ گئے؟ معلوم ہوا کہ باخبر تھے مگر رازدار تھے، جانتے تھے کہ فرزند سے مصر میں ملاقات ہوگی۔ اسی طرح یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے مواقع ملے مگر والد کو اپنی خبر نہ دی۔ معلوم ہوا کہ حکم کا انتظار تھا۔ کنعان بیٹھے ہوئے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے فرزندوں کی ایک ایک بات کو دیکھ لیں۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی طیبہ طاہرہ صدیق کی بیٹی حضرت صدیقہ کے حالات سے بے خبر ہوں۔ مگر جو رب کہ انکو اتنا علم دیتا ہے طاقت ضبط بھی دیتا ہے کہ دیکھتے ہیں مگر بے مرضی الٰہی راز فاش نہیں کرتے ہیں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام:۱۲۴) ہماری یہ تقریر اگر خیال میں رہی تو بہت مفید ہوگی۔ انشاءاللہ۔

اعتراض ۸: حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض ازواج کے گھر شہد ملاحظہ فرمایا۔ اس پر حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ! آپ کے دہن پاک سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ تو فرمایا کہ ہم نے مغافیر نہیں استعمال فرمایا: شہد پیا ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پر شہد حرام کر لیا۔ جس پر یہ آیت اتری یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہلك (تحریم:۱) معلوم ہوا کہ اپنے دہن پاک کی بو کا بھی علم نہ تھا کہ اس کی بو آ رہی ہے یا نہیں۔

جواب: اس کا جواب اسی آیت میں ہے: تبتغی مرضات ازواجك (تحریم:۱) اے حبیب! یہ حرام فرمانا آپ کی بے خبری سے نہیں بلکہ ان معترض ازواج کی رضا کے لیے ہے نیز اپنے منہ کی بو غیب نہیں، محسوس چیز ہے۔ ہر

صحیح الدماغ محسوس کرلیتا ہے۔کیا دیوبندی،انبیاء کے حواس کو بھی ناقص ماننے لگے،ان کے حواس کی قوت کو مولانا نے بیان فرمایا:

نطق آب و نطق خاك و نطق گل   هست محسوس از حواس اهل دل
فلسفی گو منکر حنانه است   از حواس اولیاء بیگانه است!

اعتراض: اگر نبی ﷺ کو علم غیب تھا تو خیبر میں زہر آلود گوشت کیوں کھا لیا۔اگر جانتے ہوئے کھایا تو یہ خودکشی کی کوشش ہے جس سے نبی معصوم ہیں۔

جواب:اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بھی علم تھا کہ اس میں زہر ہے اور یہ بھی خبر تھی کہ زہر ہم پر بحکم الٰہی اثر نہ کرے گا اور یہ بھی خبر تھی کہ رب تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ ہم اسے کھالیں تاکہ بوقت وفات اس کا اثر لوٹے اور ہم کو شہادت کی وفات عطا فرمائی جاوے،راضی برضا تھے۔

اعتراض۱۰: اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب تھا تو بیر معونہ کے منافقین دھوکے سے آپ سے ستر صحابہ کرام کیوں لے گئے جنہیں وہاں لے جا کر شہید کردیا۔اس آفت میں انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں پھنسایا۔

جواب: جی ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بھی خبر تھی کہ بیر معونہ والے منافقین ہیں اور یہ بھی خبر تھی کہ یہ لوگ ان ستر صحابہ کو شہید کردیں گے۔مگر ساتھ ہی یہ بھی خبر تھی کہ مرضی الٰہی یہ ہی ہے اور ان ستر کی شہادت کا وقت آگیا ہے۔یہ بھی جانتے تھے کہ رب تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا بندے کی شان ہے۔ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مرضی الٰہی پا کر فرزند پر چھری لے کر تیار ہوگئے کیا یہ بے گناہ پر ظلم تھا؟نہیں بلکہ رضائے مولیٰ پر رضا تھی۔اچھا بتاؤ رب تعالیٰ کو تو خبر تھی کہ گوشت میں زہر ہے اور بیر معونہ والے ان ستر کو شہید کردیں گے۔اس نے وحی بھیج کر کیوں نہ روک دیا۔اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔

تیسری فصل

علم غیب کے خلاف عبارات فقھاء کے بیان میں

اعتراض ۱: فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

رجل تزعج بغیر شھود فقال الرجل و المراء ۃ خدا و رسول را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ علیہ السلام یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الحیوٰۃ فکیف بعد الموت o

ترجمہ: کسی نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا تو مرد اور عورت نے کہا کہ ہم نے خدا اور رسول کو گواہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ قول کفر ہے کیونکہ اس نے اعتقاد کیا کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں حالانکہ آپ تو غیب زندگی میں نہ جانتے تھے چہ جائیکہ موت کے بعد۔

اعتراض ۲: شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہٖ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت و الارض الغیب الا اللہ o

ترجمہ: ”حنفیوں نے صراحۃً ذکر کیا ہے کہ یہ اعتقاد کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے تھے، کفر ہے کیونکہ یہ عقیدہ خدائے پاک کے اس فرمان کے خلاف ہے کہ فرمادو آسمانوں اور زمین کا غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب ماننا کفر ہے۔

جواب: ان دونوں عبارتوں کا اجمالی اور الزامی جواب تو یہ ہے کہ مخالفین بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم بعض علم غیب مانتے ہیں لہٰذا وہ بھی کافر ہوئے کیونکہ ان عبارتوں میں کل یا بعض کا ذکر تو نہیں بلکہ یہ ہے کہ جو بھی حضور کے لیے علم غیب مانے وہ کافر ہے۔ خواہ ایک کا مانے یا زیادہ کا، تو وہ بھی خیر منائیں۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حفظ الایمان میں بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بعض علم غیب مانا ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں شیطان اور ملک الموت کو وسیع علم غیب مانا۔ مولوی قاسم صاحب نے تحذیر الناس میں کمال ہی کر دیا کہ ساری مخلوقات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم زیادہ مانا۔ اب ان تینوں صاحبوں پر کیا حکم لگایا جاوے گا؟ تفصیلی جواب یہ

ہے کہ قاضی خان کی عبارت میں ہے: قالوا لوگوں نے کہا اور قاضی خان وغیرہ فقہاء کی عادت یہ ہے کہ وہ **قالوا** اس جگہ بولتے ہیں جہاں ان کو یہ قول پسند نہ ہو۔ شامی جلد پنجم صفحہ ۴۴۵ میں ہے:

لفظة قالوا تذکر فیما فیه خلاف o

ترجمہ: لفظ قالوا وہاں بولا جاتا ہے جہاں اختلاف ہو۔

غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے:

کلام قاضی خان یشیر الٰی عدم اختیارہ لہٖ حیث قال قالوا لا یصلی علیه فی القعدة الاخیرففی قولہٖ قالوا اشارة الٰی عدم استحسانہٖ له والٰی انه غیر مروی عن الائمة کما قلناه فان ذٰلك متعارف فی عباراتهم لمن استقراها o

ترجمہ: قاضی خان کا کلام ان کی پسندیدگی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ انہوں نے کہا قالوا الخ ان کے قالوا کہنے میں اشارہ ادھر ہے کہ یہ قول پسندیدہ نہیں اور یہ اماموں سے مروی نہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا کیونکہ یہ فقہاء کی عبارات میں شائع ہے اس کو معلوم ہے جو ان کی تلاش کرے۔

درمختار کتاب النکاح میں ہے:

تزوج رجل بشهادة اللّٰه ورسوله لم یجز بل قیل یکفر o

ترجمہ: ایک شخص نے نکاح کیا اللہ اور رسول کی گواہی سے تو نہیں جائز ہے بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ کافر ہو جاوے گا۔

اس عبارت کے ماتحت شامی نے تاتارخانیہ سے نقل کیا:

وفی الحجة ذکر فی الملتقط لا یکفر لان الاشیاء تعرض علٰی روح النبی علیه السلام وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللّٰه تعالٰی فلا یظهر علٰی غیبہٖ احدا الا من ارتضٰی من رسول قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علٰی بعض المغیبات o

ترجمہ: ملتقط میں ہے کہ وہ کافر نہ ہو گا کیونکہ تمام چیزیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پر پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب جانتے ہیں۔ رب نے فرمایا ہے کہ پس نہیں ظاہر فرماتا اپنے غیب پر کسی

کوسوائے پسندیدہ رسول کے۔ میں کہتا ہوں کہ کتب عقائد میں ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے بعض غیبوں پر مطلع ہونا بھی ہے۔

شامی باب المرتدین میں مسئلہ بزازیہ ذکر فرما کرفرمایا:

حاصله ان دعوی علم الغیب معارضة لنص القراٰن فیکفر بها الا اذا اسند ذٰلك صیحا او دلالة الا سبب من الله کوحی او الهام o

ترجمہ: اس خلاصہ یہ کہ دعوئ علم غیب نص قرآنی کہ خلاف ہے کہ اس سے کافر ہوگا مگر جبکہ اس کو صراحۃً یا دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کردے جیسے کہ وحی یا الہام۔

معدن الحائق شرح کنز الدقائق اورخزانۃ الروات میں ہے:

وفی المضمرات والصحیح انه لا یکفر لان الانبیاء یعلمون الغیب ویعرض علیهم الالشیاء فلا یکون کفرا o

ترجمہ: مضمرات میں ہے صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا کیونکہ انبیاء کرام غیب جانتے ہیں اوران پر چیزیں پیش کی جاتیں ہیں۔ پس یہ کفر نہ ہوگا۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ عقیدۂ علم غیب پرفتوئ کفرلگانا غلط ہے۔ بلکہ فقہاء کا بھی عقیدہ ہے کہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوعلم غیب دیا گیا۔"

ملاعلی قاری کی عبارت پوری نقل نہیں کی۔اصل عبارت یہ ہے جومطلب واضح کرتی ہے:

ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمهم الله وذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر الخ o

ترجمہ: پھر جانو کہ انبیاء کرام غیب چیزوں کو نہیں جانتے سوائے اس کے جوان کو اللہ نے بتادیں اور حنفیوں نے کفر کی تصریح کی جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب جانے الخ۔

اب پورا مطلب معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ذاتی ماننے کو ملاعلی قاری کفر فرما رہے ہیں نہ کہ عطائی۔ کیونکہ عطائی کو تو مان رہے ہیں اور پھر ان کی عبارتیں ہم ثبوت علم غیب میں پیش کرچکے ہیں کہ ملاعلی قاری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام ماکان وما یکون کا علم مانتے ہیں۔

چوتھی فصل

علم غیب پر عقلی اعتراضات کے بیان میں

اعتراض ۱: علم غیب خدا کی صفت ہے اس میں کسی کو شریک کرنا شرک فی الصفت ہے۔لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام علم غیب ماننا شرک ہے۔

جواب: غیب جاننا بھی خدا کی صفت ہے حاضر چیزوں کا جاننا بھی خدا کی صفت ہے۔علم الغیب و الشھادۃ (حشر:۲۲) اسی طرح سننا دیکھنا زندہ ہونا سب خدا کی صفات ہیں۔تو اگر کسی کو حاضر چیز کا علم مانا یا کسی کو سمیع یا بصیر یا حی ماناہر طرح شرک ہوا۔فرق یہ ہی کیا جاتا ہے کہ ہمارا سننا دیکھنا زندہ رہنا خدا کے دینے سے ہے اور حادث ہے۔خدا کی یہ صفات ذاتی اور قدیم ،پھر شرک کیسا؟اسی طرح علم غیب نبی عطائی اور حادث اور متناہی ہے۔رب کا علم ذاتی قدیم اور کل معلومات غیر متناہیہ کا ہے۔نیز یہ شرک تو تم پر بھی لازم ہے کیونکہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے لیے علم غیب مانتے ہو بعض ہی کا سہی۔اور خدا کی صفت میں کلاً و بعضاً ہر طرح شریک کرنا شرک ہے۔نیز مولوی حسین علی واں بھچر والے جو مولوی رشید احمد صاحب کے خاص شاگرد ہیں۔اپنی کتاب بلغۃ الحیر ان زیر آیت یعلم مستقر ھاو مستودعھا کل فی کتٰب مبین o (ہود:۶) میں لکھتے ہیں کہ خدا کو ہر وقت مخلوقات کے اعمال کا علم نہیں ہوتا۔بلکہ بندے جب اعمال کر لیتے ہیں تب علم ہوتا ہے۔اب تو علم غیب خدا کی صفت رہی ہی نہیں۔پھر کسی کے لیے علم غیب ماننا شرک کیوں ہوگا۔

اعتراض ۲: حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو علم غیب کب حاصل ہوا۔تم کبھی تو کہتے ہو کہ شب معراج منہ میں قطرہ ٹپکایا گیا اس سے علم غیب ملا اور کبھی کہتے ہو کہ خواب میں رب کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے شانہ پر رکھا جس سے تمام علوم حاصل ہوئے۔کبھی کہتے ہو کہ قرآن تمام چیزوں کا بیان ہے۔اس کا نزول ختم ہونے سے علم غیب ملا۔اس میں کونسی بات درست ہے۔اگر نزول قرآن سے پہلے علم مل چکا تھا تو قرآن سے کیا ملا۔تحصیل حاصل محال ہے۔

جواب: حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو نفس علم غیب تو ولادت سے پہلے ہی عطا ہو چکا تھا کیونکہ آپ ولادت سے قبل عالم ارواح میں نبی تھے۔کنت نبیا و آدم بین الطین و الماء اور نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو غیب کی خبر رکھے مگر ما کان و ما یکون کی تکمیل شب معراج میں ہوئی۔لیکن یہ تمام علوم شہودی تھے کہ تمام اشیاء کو نظر سے مشاہدہ فرمایا۔پھر قرآن نے ان ہی دیکھی ہوئی چیزوں کا بیان فرمایا۔اسی لیے قرآن میں ہے: تبیانا لك شیء (نحل:۸۹) ہر چیز کا

بیان معراج میں ہوا۔فتجلّٰی لی کل شیء و عرفت دیکھنا اور ہے اور بیان کچھ اور۔ جیسے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کو پیدا فرما کران کو تمام چیزیں دکھادیں۔ بعد میں ان کے نام بتائے۔ وہ مشاہدہ تھا اور یہ بیان۔ اگر چیزیں دکھائی نہ گئی تھیں توثم عرضهم علی الملٰٓئكة (بقرہ:۳۱) کے کیا معنی ہونگے۔یعنی پھر ان چیزوں کو ملائکہ پر پیش فرمایا۔لہٰذا دونوں قول صحیح ہیں کہ معراج میں بھی علم ہوا اور قرآن سے بھی۔ اگر کہا جاوے کہ پھر نزول قرآن سے فائدہ کیا۔سب باتیں تو پہلے ہی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم تھیں۔ بتائی جاتی ہیں نا معلوم چیز۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ نزول قرآن صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے لیے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے ہزار ہا دیگر فائدے ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ کسی آیت کے نزول سے پہلے اس کے احکام جاری نہ ہوں گے۔اس کی تلاوت وغیرہ نہ ہوگی اگر نزول قرآن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے لیے ہے تو بعض صورتیں دوبارکیوں نازل ہوئیں۔

تفسیر مدارک میں ہے:

فاتحة الکتاب مكية و قيل مدنة والا صح انها مكية و مدنية نزلت بمكة ثم نزلت بامدينةo

ترجمہ: سورۃ فاتحہ مکی ہے اور کہا گیا ہے کہ مدنی ہے۔اور صحیح تر یہ ہے کہ یہ مکی بھی ہے اور مدنی بھی اولاً مکہ میں نازل ہوئی پھر مدینہ میں۔

مشکوٰۃ حدیث معراج میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج میں پانچ نمازیں اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا ہوئیں۔اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے سوال کیا کہ معراج تو مکہ معظّمہ میں ہوئی اور سورۃ بقرہ مدنی ہے۔پھر اس کی آخری آیات معراج میں کیسے عطا ہوئیں؟ تو جواب دیتے ہیں:

حاصله انه وقع تكرار الوحی فيه تعظيما له و اهتماما بشانهٖ فاوحی اليه فی تلك الليلة بلا واسطة جبريلo

ترجمہ: ”خلاصہ یہ ہے کہ اس میں وحی مکرر ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کی اور آپ کے اہتمام شان کے لیے پس اللہ نے اس رات بغیر واسطہ جبریل وحی فرمادی۔“

اسی حدیث کے ماتحت لمعات میں ہے:

نزلت عليه صلی الله عليه وسلم ليلة المعراج بلا واسطه ثم نزل بها جبريل فاثبت فی المصاحفo

ترجمہ: شب معراج میں یہ آیات بغیر واسطہ کی اتریں پھران کو جبریل نے اتارا تو قرآن میں رکھی گئیں۔

بتاؤ کہ دوبارہ نزول کس لیے ہوا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو پہلے نزول سے علم حاصل ہو چکا تھا۔ نیز ہر سال ماہ رمضان میں جبریل امین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سارا قرآن سناتے تھے۔ مقدمہ نورالانوار تعریف کتاب میں ہے:

لانہ کان ینزل علیہ السلام دفعۃ واحدۃ فی کل شھر رمضان جملۃ o

بتاؤ یہ نزول کیوں تھا؟ بلکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو تمام آسمانی کتابوں کا پورا علم تھا رب تعالٰی فرماتا ہے:

یاٰھل الکتٰب قد جآء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتٰب ویعفوا عن کثیر o

(مائدہ:۱۵)

ترجمہ: یعنی اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے وہ رسول آ گئے جو تمہاری بہت سی چھپائی ہوئی کتاب کو ظاہر فرماتے ہیں اور بہت سے درگزر فرماتے ہیں۔

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ساری کتب آسمانی نہیں تو ان کا ظاہر فرمانا یا نہ فرمانا کیا معنی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اول ہی سے قرآن کے عارف تھے۔ مگر قرآنی احکام نزول سے قبل جاری نہ فرمائے اسی لیے بخاری کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل نے غار حرا میں پہلی بار آ کر عرض کیا اقرا آپ پڑھیے۔ یہ نہ عرض کیا کہ فلاں آیت پڑھیے اور پڑھو اسی سے کہتے ہیں جو جانتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ماانا بقاری ''میں نہیں پڑھنے والا'' میں تو پڑھانے والا ہوں۔ پڑھ تو پہلے ہی لیا ہے۔ لوح محفوظ میں قرآن ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں پہلے ہی سے ہے۔ آپ ولادت سے پہلے نبی صاحب قرآن ہیں۔ بغیر وحی کے نبوت کیسی؟ لہٰذا ماننا ہوگا کہ قبل ولادت ہی قرآن کے عارف ہیں۔ آج بھی بعض بچے حافظ پیدا ہوتے ہیں حضرت عیسٰی نے پیدا ہوتے ہی فرمایا: اٰتٰنی الکتٰب (مریم:۳۰) ''رب نے مجھے کتاب دی۔'' معلوم ہوا کہ ابھی سے کتاب کو جانتے ہیں۔ بعض پیغمبروں کے لیے فرمایا: اتینٰہ الحکم صبیا o (مریم:۱۲) ہم نے انہیں بچپن ہی سے علم و حکمت دی۔ حضور نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے امت کی شفاعت کی۔ حالانکہ سجدہ اور شفاعت حکم قرآنی ہے۔ حضور غوث پاک نے ماہ رمضان میں ماں کا دودھ نہ پیا۔ یہ بھی حکم قرآنی ہے۔ نورالانوار کے خطبہ میں خلق کی بحث میں ہے:

ان العمل بالقراٰن کان جبلۃ لہ من غیر تکلف o

’’معلوم ہوا کہ قرآن پر عمل کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائشی عادت ہے۔‘‘ ہمیشہ حلیمہ دائی کا ایک پستان پاک چوسا دوسرا بھائی کے لیے چھوڑا۔ یہ عدل وانصاف بھی قرآنی حکم ہے۔ اگر ابتداء سے قرآن کے عارف نہیں تو یہ عمل کیسے فرما رہے ہیں۔

دیوبندیوں کا ایک مشہور اعتراض یہ بھی ہے کہ تمہاری پیش کردہ آیتوں کے عموم سے لازم ہوتا ہے کہ حضور کا علم رب کے برابر ہو۔ مگر تم ان آیتوں میں قیامت تک کی قید لگاتے ہو۔ مالم تکن تعلم (النساء:۱۱۳) نہ تو قیامت کی قید ہے نہ ماکن ومایکون کا ذکر۔ اور ایک دفعہ خاص ہونے سے آئندہ خصوص کا دروازہ کھل جاتا ہے دیکھو کتب اصول ۔لہٰذا ہم ان آیتوں میں احکام شرعیہ کی قید لگاتے ہیں یعنی اس سے صرف شرعی احکام مراد ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں آیت میں تخصیص نہیں بلکہ عقلی استثناء ہے۔ کیونکہ رب کا علم غیر متناہی ہے مخلوق کا دماغ غیر متناہی علوم نہیں لے سکتا بہان تسلسل وغیرہ سے ،لہٰذا متناہی ہوگا۔ احادیث سے پتا لگا کر قیامت تک کی حضور نے خبر دی۔ اس لیے یہ دعویٰ کیا گیا۔ استثناء کا اور حکم ہے۔ تخصیص کا حکم دوسرا ہے۔ دیکھو اقیموا الصلوۃ سے بچے دیوانے حائضہ خارج ہیں یہ تخصیص نہیں بلکہ استثناء ہے۔

فقیر نے یہ مختصر سی تقریر علم غیب کے متعلق کر دی۔ اس کی زیادہ تحقیق کرنا ہو تو رسالہ مبارکہ الکلمۃ العلیاء کا مطالعہ کرو جو کچھ میں نے کہا یہ اس بحر کی ایک لہر ہے چونکہ مجھے اور مسائل پر بھی گفتگو کرنا ہے۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحبہ اجمعین برحمتہ وھو ارحم الراحمین٥